# گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سزا

صاحبزادہ
سید افتخار الحسن زیدی

مکتبہ نوریہ رضویہ ۔ گلبرگ اے ۔ فیصل آباد

# گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا

صاحبزادہ
سیّد افتخار الحسن زیدی

مکتبہ نوریہ رضویہ ۔ گلبرگ اے ۔ فیصل آباد

نام کتاب ــــــــــ گستاخِ رسولؐ
مؤلف ــــــــــ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی
طابع ــــــــــ سیّد حمایت رسول قادری
کتابت ــــــــــ نذیر احمد
ایڈیشن ــــــــــ دوم
تعداد ــــــــــ ایک ہزار
مطبع ــــــــــ گنج شکر پریس لاہور
سنِ اشاعت ــــــــــ یکم مارچ ۱۹۹۴ء
پروف ریڈنگ ــــــــــ مولینا شہباز علی قادری
ہدیہ ــــــــــ RS 55.00 روپے

ناشر

مکتبہ نوریہ رضویہ
۱۲ گنج بخش روڈ ــــ لاہور

# فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

# انتساب

غازی علم الدین شہید کے نام جو گستاخ رسول راجپال کو قتل کر کے میانوالی جیل کی اندھیری کوٹھڑی میں زیارتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر تختۂ دار پر چڑھ گیا!

اور اُن مسلمانوں کے نام جو ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں جانیں قربان کر گئے اور شمع حسن محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر پروانہ وار نثار تو ہو گئے لیکن ناموس رسالت کے سفید اور پاک دامن پر داغ نہیں لگنے دیا ——

سید افتخار الحسن زیدی
—— فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ابتدائیہ

خدا و رسول سے نمرود کی بغاوت ـــــ حق و اسلام سے فرعون کی سرکشی ـ دین و مذہب سے ابوجہل کی عداوت ـــــ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین مکہ کی دشمنی اور رشد و ہدایت سے یزید کی مخالفت کے بعد آج ایک شیطان سیرت انسان سلیمان رشدی ناموسِ رسالت اور امہات المومنین کی عزت و آبرو کا دیری بن کر اپنی شیطانی کتاب میں اپنے شیطانی کردار کو ظاہر کرتے اور ناموسِ رسالت پر ایک بازاری غنڈہ کی طرح حملہ آور ہوتے ہوئے میدان میں اترا ہے ـ

اور اس ضلالت و گمراہی کی ظلمتوں میں بھی اپنے دلوں میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن رکھنے اور اپنے سینوں میں کفر و باطل کے اندھیروں میں بھی محبتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ جلانے والے اہلِ ایمان کے مقابلہ میں آیا ہے تو صرف پاکستان کے ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے مسلمان اس شیطانی کتاب کے خلاف سراپا احتجاج بنکر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں ـ

اور اپنی جانثاری ـ وفاداری اور غیرتِ ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے حق و اسلام کے باغیوں ـ نیکی و شرافت کے مخالفوں اور ناموسِ رسالت کے دشمنوں کو یہ بتا دیا ہے کہ ہم نبی کے غلام اور علی کے ملنگ آج بھی اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو کے تحفظ اور ختمِ نبوت کی نگہبانی کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر سکتے ہیں ـ

اسلئے ـــــ کہ جب دنیا کی بڑی سے بڑی عدالت اور انسانوں کا بنایا ہوا کوئی قانون ناموسِ رسالت کی حفاظت نہ کر سکے تو پھر مسلمان اسکی پاسبانی اپنے خون سے

کیا کرتے ہیں۔

جیسا کہ اسلامی حکومت کے دار الخلافہ اسلام آباد میں ہوا۔ جبکہ سلیمان رشدی کے کفر و باطل کے خلاف توحید کے پرستاروں اور حق و صداقت کے متوالوں نے اپنے مذہبی جذبات کے ذریعے نفرت کا اظہار کرنے اور اسلام آباد کی پہاڑیوں پر اسلام کی عظمت کا پرچم لہرانے کے لئے مولینا عبد الستار خاں صاحب نیازی۔ مولینا کوثر صاحب نیازی۔ اور نواب زادہ نصر اللہ خان صاحب اور مولینا فضل الرحمن صاحب کی قیادت میں ایک عظیم الشان جلوس نکالا گیا تو پھر اسلام آباد کے بازاروں میں چلنے پھرنے والے انسانوں کے علاوہ آسمانوں کے فرشتوں نے بھی دیکھا کہ اسلامی مملکت کی رشوت کے ذریعہ خنزیر کا گوشت کھانے اور سؤر کا خون پینے والی ظالم اور درندہ صفت پولیس نے اس پر امن جلوس پر گولیوں کی بارش کر کے چھ مسلمانوں کو شہید اور قائدین کو زخمی کر دیا گیا۔

اور ——— اب ملک اور بیرون ملک ——— اور جہاں جہاں بھی نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار امتی بستے ہیں ——— اس شیطان کے خلاف مظاہرے اور مطالبے جاری ہیں اور اس وقت تک جاری رہیں گے جب تک کہ ابلیسی کردار ادا کرنے والے اور آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس پر حملہ آور ——— اپنی بد زبانی اور بد قلمی کے ذریعہ حملہ آور ہونے والے سلیمان رشدی کو اس کے ناقابل معافی جرم کی سزا نہیں مل جاتی اور حسنِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی پروانہ اور عشق رسول کا کوئی دیوانہ اپنے ایمان کی تیغِ براں سے اس بدبخت کا سینہ چاک نہیں کر دیتا ———

ایران کے عظیم مذہبی راہنما اور اسلامی انقلاب کے ممتاز قائد جناب خمینی صاحب نے جو مرتد کے قتل کا فتویٰ دیا ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے ———

اور پھر خمینی صاحب کی طرف سے اس بے دین کے قتل کا انعام حاصل کرنے کے لیئے کئی جاں نثار غازی اور سرفروش مجاہد اسکی تلاش میں پھر رہے ہیں ———

سُنا ہے کہ کئی عیسائی حکومتوں نے اس شیطان کی حفاظت کا ذمہ اٹھالیا ہے۔
مگر — انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کے حفاظتی دستے — پولیس کے پہرے اور
بندوقوں کے کارتوس — موت کے فرشتہ کا راستہ نہ روک سکینگے —
"جیسے کہ جنگ بدر میں ابوجہل قتل ہُوا" —
مسلم شریف جلد ۲ صت ۸۷

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگِ بدر میں اسلام
وکفر کی جنگ میں میرے دو بھتیجوں معاذ و معوّذ نے مجھ سے پوچھا: —
— یَاعَمُّ ھَلْ تَعْرِفُ اَبَاجَھْل؟
کہ — اے چچا جان! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں —
قُلْتُ نَعَم —
مَیں نے جواب دیا — ہاں!
وَمَا حَاجَتُكَ اِلَیْہِ — یَا ابْنَ اَخِی
مگر — اے میرے بھائی کے بیٹو! تمہیں اس سے کیا مطلب ہے؟
قَالَ — اُخْبِرْتُ اَنَّہٗ یَسُبُّ النَّبِیَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
کہ — ہمیں پتہ چلا ہے کہ وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے۔
یہ کہکر وہ دو ننھے مُنّے مجاہد۔ نو۔ دس سال کے — ہرن کی طرح چوکڑیاں بھرتے
ہوئے لشکرِ کفار کی صفوں کو چیرتے ہوئے اور چھوٹی چھوٹی تلواریں ہوا میں لہراتے ہوئے
ابوجہل کے سر پر پہنچے اور اس گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سر تن سے جُدا کر دیا — کہ
مرجائیں گے یا ماریں گے اس گستاخ ناری کو
سُنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوبِ باری کو
حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے پھر کہا کہ تم اس لعین اور گستاخ کو

کیسے قتل کر سکتے ہو ———— کیونکہ حفاظت کر رہا ہے مشرکوں کی فوج کا دستہ ———— کہ ابوجہل کی حفاظت تو مشرکوں کی فوج کا ایک دستہ کر رہا ہے۔ تو جنگِ بدر کے ان غازیوں ——— اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور پکے عاشقوں نے جواب دیا تھا ——— کہ ٹھیک ہے یہ کہ اس گستاخِ رسول کی

حفاظت کر رہا ہے مشرکوں کی فوج کا دستہ
مگر وہ کب تک روکیں گے عزرائیل کا رستہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

# غازی علم دین شہید اور گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

یہ ۱۹۲۷ء کا ایک ایمان افروز واقعہ — ایک دردناک حادثہ اور ایک روح پرور سانحہ ہوا کیونکہ — اس واقعہ میں مسلمانوں کی غیرتِ ایمانی کا امتحان لیا گیا تھا جس میں رسولِ اکرم صلی اللہ تعالےٰ کے جانثاروں کا امتحان لیا گیا تھا۔ جس میں رسولِ اکرم صل اللہ تعالیٰ کے جانثار اُمتی کامیاب نکلے تھے —

اور — اس سانحہ میں عشقِ رسولؐ — ناموسِ رسالتؐ کے تحفظ اور اسلام سے سچی محبّت کے جذبات انگریزی حکومت کے گماشتوں — ہندوستان کے بدفطرت مہاشوں اور متعصب مہابھائی ہندوؤں کے آگے ثبوت کے طور پر پیش کئے گئے تھے —

اور جب ہندوستان کی بڑی عدالت، حفاظت نہ کرسکی تھی اور جب انگریزی حکومت کا قانون صحیح فیصلہ نہ کرسکا تھا — تو پھر ایک بہادر اور جانثار مردِ مومن غازی علم دین شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرکے اپنے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو بچائی تھی —

اور اُم المومنین حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے تقدّس کی خاطر خود تو تختہ دار پر چڑھ گیا — مگر ان کی پاک چادر کو داغدار نہ ہونے دیا تھا —

اصل داستان یہ ہے کہ ــــ لاہور کے ایک ہندو مہاشہ راج پال نے
ایک کتاب لکھی ـــــ (رنگیلا رسُول) نعوذ باللہ ـــــ
جس میں اس نے کافرانہ ذہنیت کا پوری طرح مظاہرہ کرتے ہوئے
قرآن پاک اور ناموس رسالت پر رکیک حملے کئے اور اسلام اور امہات المومنین رض
کی شان میں بازاری زبان استعمال کی ـــــ
کتاب چھپی ـــــ بازار میں آئی اور ہندوؤں کی دوکانوں پر فروخت ہونے لگی
ہندوستان کے کفّار و مشرکین کے علاوہ مسلمانوں نے بھی پڑھی ـــــ
بس ـــ پھر کیا تھا ـــــ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار غلاموں
کے دل تڑپ اٹھے ـــــ
سینوں میں راج پال اور اسکی کتاب کے خلاف نفرت کی آگ بھڑک اٹھی اور
ہر طرف غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی اور پھر سارے ہندوستان میں اس بیہودہ کتاب کے
خلاف مظاہرے ہونے لگے اور اس واہیات کتاب کو ضبط اور راج پال کو گرفتار کرنے
کے ساتھ ساتھ اسے اس بد زبانی کی قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ زور پکڑتا گیا ـــــ
جیسا کہ آج پورے عالم اسلام میں سلیمان رشدی کی شیطانی کتاب کیخلاف
مظاہرے اور مطالبے کئے جا رہے ہیں ـــــ
مسلمانوں کے جوش و خروش اور کفن بدوش جلوسوں اور جلسوں کیوجہ سے مظاہرے
اتنی شدّت اختیار کر گئے کہ برطانوی حکومت کو مسلمانوں کے مذہبی جذبات دیکھتے ہوئے اس
رسوائے زمانہ کتاب کو ضبط کر لینا پڑا اور ساتھ ہی گستاخ رسول راج پال کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔
صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ گنبد خضریٰ سے یہ آواز ضرور آئی ہوگی ـــــ
کہ ـــــ میری محبّت کا دم بھرنے والے مسلمانو اور قیامت کے دن میری شفاعت
کی اُمید رکھنے والے میرے اُمتیو! تم میں سے کون ہے جو مجھے گالیاں دینے والے

ایک کافر و مشرک راج پال کو قتل کر کے مجھ سے انعام کے طور پر جنت کی کنجی حاصل کرے۔

جیسا کہ ــــ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن اشرف کے متعلق فرمایا تھا ــــ

مَنْ لِکَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفْ ــــ

کہ ــــ کعب بن اشرف کو قتل کرنے والا کون ہے؟ ــــ

دَهجَاهُ وَهَبَه

کیونکہ ــــ اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو یعنی تحقیر کی ہے اور انہیں گالیاں دی ہیں ــــ چنانچہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی ــــ

یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ــــ میں اس کی گردن مار دوں گا ــــ اور

یا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے گستاخ رسول کے متعلق فرمایا تھا ــــ

مَنْ یَکْفِیْنِیْ عَدُوِّیْ ــــ

کہ ــــ میرے دشمن کو ہلاک کرنے والا کون ہے؟

تو ــــ ان مسلمہ حقائق کی روشنی میں سید افتخار الحسن کو اسبات پر پختہ یقین ہے کہ روضۂ رسول پاک سے ہی پُر کیف و وجد آفریں آواز ضرور آئی ہوگی ــــ

ہائیکورٹ میں مقدمہ چلا تو جسٹس دلیپ سنگھ نے قانونی سقم کی بنا پر ــــ یا ہندوؤں سے ساز باز کے تحت کتاب پر سے پابندی اٹھالی اور راج پال کو رہا کر دیا۔

جونہی ــــ اس ناخوشگوار اور حقائق کے خلاف فیصلہ کی خبر اخباروں میں چھپی تو زخم خوردہ مسلمانوں میں ایک دفعہ پھر ہیجان پیدا ہوگیا اور آخر کار شہادت کے شوق کا ایک طوفان کھڑا ہوگیا ــــ اور مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے لاہوری دروازہ کے باہر ایک جلسۂ عام کا پروگرام بنا کر اعلان کر دیا ــــ

مگر جونہی اس احتجاجی جلسہ کا اعلان ہوا تو لاہور کے ڈپٹی کمشنر مسٹر اوگلوی نے شہر میں دفعہ ۱۴۴ لگادی ــــ

انگریزی حکومت کی طرف سے یہ اعلان ہوا تو والیِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار اُمتیوں کے دل اور بھی مجروح ہو گئے —— اور ایک بار پھر لاہور کے گلی کوچوں میں بپھرے ہوئے شیروں کی طرح گرجتے ہوئے ایوانِ حکومت تک جا پہنچے۔ مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی بلکہ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرنے کے جرم میں کئی مسلمانوں کو گرفتار کر لیا گیا ——

اور پھر آہستہ آہستہ یہ مظاہرے اور مطالبے ایک تحریک کی صورت اختیار کر گئے ——

اور چونکہ اس مذہبی اور خالص دینی تحریک کی قیادت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کر رہے تھے اس لئے انہوں نے شاہ محمد غوثؒ کے بالمقابل احاطہ عبدالرحیم میں جلسے کے انعقاد کا فیصلہ کر لیا ——

مولینا مفتی کفایت اللہ صاحب اور علامہ احمد سعید صاحب دہلوی بھی بطور مہمانانِ خصوصی اس ہنگامہ خیز جلسہ میں شریک ہوئے تھے ——

احاطہ کے دروازہ پر مسلح پولیس کے دستے متعین کر دیئے گئے تھے اور فوجی جوانوں کا پہرہ لگا دیا گیا تھا تاکہ لوگ کم سے کم جلسہ گاہ میں آسکیں ——

لیکن —— محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے سرفروش غلام راستے کی ہر رکاوٹ کو پاؤں کی ٹھوکر سے دُور کرتے ہوئے اور ہر دیوار کو نعرۂ تکبیر اور نعرہ رسالت سے پاش پاش کرتے ہوئے اور پولیس اور فوجیوں کی سنگینوں کے سایہ میں جلسہ گاہ میں آتے رہے ——

مسلمانوں کا جوش بڑھتا گیا اور شہادت کا شوق جلسہ گاہ کا عنوان بن گیا ——

اور —— داتا کی نگری میں ہر طرف —— ہر بازار اور ہر چوک میں جانثار مسلمانوں کے قافلے دکھائی دینے لگے تھے ——

قرآنِ پاک کی تلاوت ہوئی اور پھر سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری کی گرجدار آواز لاہور کی فضاؤں میں گونجی ——

"اے محمدؐ عربی کے وفادار سرفروش مسلمانوں آج آپ لوگ تاجدارِ اقلیمِ رسالتؐ کی ناموس کی حفاظت کرنے اور اپنے نبیؐ کے جانثار اُمتی ہونے کا ثبوت پیش کرنے کے لیئے اس جلسہ میں آئے ہو — اور آج جنسِ انسانیت کو عزّت بخشنے والے رسالت مآبؐ کی عزت خطرے میں ہے!

اور آج اگر آپ نے اپنے رسولؐ کی عزت و آبرو کی حفاظت نہ کی تو پھر ہمیشہ کیلئے توہینِ رسالتؐ کا دروازہ کھل جائے گا!

اور —— وہ دیکھو حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہؓ دروازہ پر پکار رہی ہیں کہ تم میں سے کون ہے جو ہماری عزّت و آبرو کی حفاظت کرے!"

یہ جملہ — شاہ صاحب نے ایسے جلال اور محبت بھرے انداز میں ادا کیا کہ سب لوگ دروازہ کی طرف دیکھنے لگے ——

ایک کہرام مچ گیا اور مسلمانوں کی چیخیں نکل گئیں ——

رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے!

حُبُّ الشَّیْءِ یُعْمِیْ وَیُصِمّ ——

کہ محبت اندھی ہوتی ہے —— محبت کرنے والی آنکھ محبوب کے عیب نہیں دیکھتی —— اور کان محبوب کے عیب نہیں سُنتے ——

راج پال کافر نے تمہارے نبیؐ کو گالیاں دی ہیں ——

غیورّ مسلمانو! ——

یا سُننے والے کان نہ رہیں —— اور —— یا کہنے والی زبان نہ رہے۔
اور گستاخِ رسولؐ — راج پال کیلئے داتا کی نگری میں اب کوئی جگہ نہیں ہونی

چاہیئے! ـــــ

جلسہ ختم ہوا ـــــ لوگ اپنے اپنے گھروں کو سسکیاں بھرتے اور شاہ جی کی ایمان افروز تقریر پر عش عش کرتے جا رہے تھے اور دل ہی دل میں سوچتے جا رہے تھے کہ دیکھیں اب شاہ صاحب کی تقریر کا کیا اثر ہوتا ہے اور کون راج پال کو قتل کر کے اور پھر اپنی جان کا نذرانہ رسولِ پاکؐ کے حضور پیش کر کے شہید کا اعزازی تمغہ اور جنت کی چابی دربارِ رسالتؐ سے حاصل کرتا ہے!

رات کا سناٹا ـــــ ہر طرف خاموشی ـــــ ہر سُو سکوت اور ہر جانب ہُو کا عالم

شاہ جی کی تقریر سن کر لاہور کے ایک غریب گھرانے کا چشم و چراغ علم دین بھی گھر کو واپس آ رہا تھا اور بخاری صاحب کی تقریر کے جملے دہراتا آ رہا تھا۔

کہ ـــــ سننے والے کان نہ رہیں ـــــ اور یا کہنے والی زبان نہ رہے

اور محبت کرنے والی آنکھ محبوب کے عیب نہیں دیکھتی ـــــ

اور راج پال کے لئے اب داتا کی نگری میں کوئی جگہ نہیں ـــــ

ایک غریب ترکھان کا بیٹا گھر آیا تو علم دین کے دل میں عشقِ رسول کا ایک طوفان بپا تھا اور نبی پاکؐ کی ناموس کی حفاظت کیخاطر شہادت کا شوق اس کے سینہ میں موجزن تھا۔

وہ کروٹیں بدلتا رہا ـــــ مگر نیند نہ آئی ـــــ اس نے آنکھیں بند کر کے سونے کی کئی بار کوشش کی ـــــ لیکن کامیاب نہ ہو سکا ـــــ

اس کے کانوں میں پھر آواز آئی ـــــ

گستاخِ رسولؐ ـــــ راج پال کے لئے داتا کی نگری میں اب کوئی جگہ نہیں ہے۔

علم دین ـــــ اٹھا ـــــ اور پتھر پہ ایک چھری رگڑ رگڑ کر تیز کرنے لگا ـــــ

رات نہایت ہی بے چینی میں بسر کی صبح کی نماز میں دعا کی کہ "اے اللہ! میں تیرے

محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے اور اُمہات المومنین رضی کی عزت و آبرو پر حملہ کرنے والے راج پال کافر کو قتل کرنے کا مصمم ارادہ کر چکا ہوں مجھے کامیاب کر اور اس راستہ کی ہر دیوار کو مسمار کر دے اور میری تیز دھار چھری کو نبیؐ کے گستاخ۔ اسلام کے دشمن اور مسلمانوں کے ویری راج پال کی گردن تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔۔۔۔ رات گزری۔۔۔ صبح ہوئی اور پھر لاہور کے بازاروں میں چہل پہل ہونے لگی۔

راج پال بھی دوسرے دوکانداروں کی طرح اپنی دوکان پر آیا۔۔۔۔ ابھی تکیہ لگا کر بیٹھا ہی تھا کہ۔۔۔۔

علم دین کی چھری ہوا میں لہرائی اور فضاء میں ایک پُر جلال آواز گونج اٹھی۔ کہ۔۔۔ "اے میرے رسولؐ کے دشمن اور گستاخ مرنے کیلئے تیار ہو جا"۔۔۔۔

یہ آواز سن کر راج پال نے بھاگنے کی بہت کوشش کی مگر علم دین کی چھری اس گستاخ دشمنِ رسولؐ کے سینے میں پیوست ہو چکی تھی جو اس بدبخت کے پیٹ کو پھاڑتی ہوئی دوسری طرف نکل گئی۔۔۔۔

اسلام کا باغی خاک و خون میں تڑپنے لگا اور آخر اس نے جان دے دی۔۔۔۔ غرضیکہ۔۔۔۔ نبیؐ کا دشمن راج پال قتل ہو گیا۔۔۔۔ اور اسے گستاخیٔ رسولؐ کی سزا مل گئی۔

علم دین اسے قتل کر کے مفرور نہیں ہوا بلکہ سیدھا کوتوالی پہنچا اور اپنے آپ کو قانون کے حوالہ کر دیا۔ قتل کا مقدمہ چلا۔۔۔۔ تو مسلمان وکلاء نے علم دین کو بہت سمجھایا کہ راج پال کے قتل سے انکار کر دے ہم تجھے رہا کروا لیں گے۔ مگر علم دین تو اب غازی بن چکا تھا اور اسے تو اب میانوالی جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں حسن مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی جھلک دکھائی دینے لگی تھی اور رات اس کا ظلمتکدہ تاجدارِ حرم و عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے بقعۂ نور بن جانے لگا تھا۔۔۔۔ پھر وہ قتل سے انکار کیوں کرتا اور دیدارِ رخِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم کیوں

ہو جاتا ــــــ

علم دین ـــ ہنستے مچلتے اور توحید و رسالت کے نعرے لگاتا ہوا تختۂ دار پر تو چڑھ گیا اور اس نے پھانسی کے رسّہ کو چوم کر گلے میں تو ڈال لیا مگر رسولؐ کے دشمنوں ـــ اسلام کے باغیوں اور حق و ہدایت کے ویریوں کو یہ بتا دیا ــــــ کہ جب دنیا کا قانون ناموسِ رسالتؐ کی حفاظت نہ کر سکے تو پھر اسکا تحفّظ مسلمانوں کا خون کیا کرتا ہے۔

فرنگی گماشتوں اور جیل کے بد اعمال عملہ نے اس عاشقِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلم کو رات کے اندھیرے میں کسی غیر معروف جگہ پر دفن کر دیا۔

مسلمانوں کو پتہ چلا تو ایک بار پھر مردِ مومن غازی علم دین شہید مرحوم کی نعش مبارک حاصل کرنے کے لیئے مظاہروں کا ایک طوفان بر پا کر دیا اور آخر کار تین ماہ کی بھرپور کوشش کے بعد اس مردِ حق پرست کی نعش مبارک لینے میں کامیاب ہو گئے ــــ ہزاروں مسلمانوں کی موجودگی میں شہید کی قبر کھودی گئی ــــ

جوں جوں اس مردِ غازی کی قبر کی مٹی ہٹاتے گئے، توں توں جنت کے باغوں کی خوشبو سے زائرین کے دل و دماغ معطّر ہوتے گئے۔ جسدِ خاکی ظاہر ہُوا تو کفن پر گرد و غبار کا نام و نشان تک نہیں تھا ــــ بدن تر و تازہ تھا ــــ لبوں پر تبسّم تھا ــــ اور ــــ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے قبر سے کوئی میّت نہیں بلکہ حیاتِ ابدی کا کوئی پیکر بن کر نکلا ہے ــــ

چہرہ پُر انوار و تجلیّات کی کرنیں رقص کر رہی تھیں اور پیشانی پر بہشتی غازہ کی سرخی گلاب کے پھولوں کے ہاروں کی طرح جھوم رہی تھی

اور پھر ــــ میانوالی سے لیکر داتا کی نگری تک سارے راستہ کو معطّر کرتا ہُوا، غازی علم دین شہید لاہور پہنچا ــــــ

غسل دیا گیا مگر کفن پہلا ہی رہنے دیا گیا تاکہ اس کے کفن کی خوشبو سے میانی صاحب کا پورا قبرستان معطّر ہو جائے۔

اور — آج وہ عاشقِ رسول شہیدِ محبّت — مردِ حق پرست اور محمدِ عربی کا لاڈلا اُمتی میانی صاحب کے قبرستان کے بائیں جانب برلبِ سڑک آرام فرما ہے۔

ایسے عاشقانِ مصطفٰے کی قبریں جنت کا باغ بن جاتی ہیں جن کی زیارت ذریعۂ نجات اور باعثِ بخشش ہوتی ہے — قرآن و حدیث اور مستند روایات سے ثابت ہے کہ شہید زندہ ہوتے ہیں —

مولینا ظفر علی خاں مرحوم نے خوب کہا ہے — کہ

نماز اچھی — روزہ اچھا — حج اچھا — اور زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود ان کے مسلماں ہو نہیں سکتا
جب تک کٹ نہ جاؤں میں خواجۂ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# شہید زندہ ہیں!

علّامہ اقبال مرحوم کہتا ہے ـــــــ کہ

الٰہی یہ تیرے پُر اسرار بندے
جنہیں تُو نے بخشا ہے ذوقِ خُدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت ـــــــ نہ کشور کشائی

اے بزرگانِ دین ـــــــ اللہ کی راہ میں جان دینی ـــــــ اسلام کی عظمت کیلئے قربان ہونا اور گستاخِ رسولؐ کو قتل کرکے خود تختۂ دار پر چڑھ جانے کا نام شہادت ہے ـــــ لیکن اس پُر خطر راستہ پر وہی مسلمان گامزن ہوتا ہے جس کے دل میں اسلام کی سچی تڑپ ـــــ دین کا حقیقی درد اور رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے والہانہ محبّت ـــــ ہوتی ہے۔

نبیؐ کے عشق میں جان دینے کا شرف مسلمانوں کے لئے رضائے الٰہی کا سبب اور بارگاہِ خداوندی میں مقبول و معزّز ہونے کا اعزاز ہوتا ہے ـــ

اور یہ شرف و اعزاز ـــــ اسلام کے علاوہ دُنیا کے کسی اور مذہب میں نہیں ہے
میدانِ جہاد میں قتل ہونے اور نبی کے عشق میں قربان ہونے والے [illegible]

اور مجاہد اگرچہ دنیا والوں کی بے بصیرت نظروں میں مرجاتے ہیں ۔ مٹ جاتے ہیں اور فنا ہو جاتے ہیں مگر دینِ اسلام میں وہ حیاتِ ابدی پاجاتے ہیں اور بارگاہِ خداوندی سے لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ کا اعزازی تمغہ بھی حاصل کر لیتے ہیں ۔

مثلاً ـــــ پارہ ۲ ـــــ سورۃ البقرہ ۔ آیت ۱۵۴ ۔

وَلَاتَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ۔ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّاتَشْعُرُوْنَ ۔

کہ ـــ "اے ایمان والو جو مسلمان اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے اُسے مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہے ۔ مگر تمہیں اس کی زندگی کا شعور نہیں ہے ۔"

یا ـــــ پارہ ۴ ـــــ سورۃ آلِ عمران ـــــ آیت ۱۷۰

اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں مارے گئے تم ان پر مردہ ہونے کا گمان تک بھی نہ کرو ۔ بلکہ وہ زندہ ہیں ـــ اور انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے ۔

وَفَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ

اور وہ شہادت کا درجہ پانے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہیں جو درجات عطا کئے گئے وہ خوش ہیں ۔

اور ـــ نہ ہی انہیں کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم ـــ

قرآنِ پاک میں ہی ہے ـــــ

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً " ۔ (سورۃ النحل ۔ آیت ۹۷ ۔)

کہ ـــ نیک اعمال کرنے والا مرد ہو یا کوئی عورت لیکن شرط یہ ہے کہ وہ مومن ہو ۔ تو مرنے کے بعد ہم اسے قبر میں پاک و صاف ستھری زندگی عطا کریں گے !

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۳۵۱ ـــ ای ۔ تحصل فی القبر ـــ

نزہت المجالس جلد اول صفحہ ۱۹۵ علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔

تاجدارِ عرب و عجم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ اقدس میں ایک جماعت جہاد کیلئے گئی۔
اس ملک کے بادشاہ نے انہیں گرفتار کرلیا اور انہیں اپنے کافرانہ دین میں شامل ہونے کا حکم دیا ——

لیکن ان مسلمان مجاہدین نے اسلام چھوڑنے سے انکار کردیا۔

فَقَتَلَهُمُ اِلَّا وَاحِدًا ۔

تو اس کافر و ظالم بادشاہ نے ایک کو چھوڑ کر باقی تمام کو قتل کردیا۔
اور پھر اسے بھی اپنے دین میں داخل کرنے کی کوشش کرتا رہا ——

وَلَهٗ مِنَ الْاَمْوَالِ كَذَا وَكَذَا ۔

کہ —— اتنا مال و دولت لے لے اور اسلام چھوڑ دے —— مگر اس اسلام کے جانثار سپاہی اور محمد عربی کے وفادار غلام نے پھر بھی انکار کردیا ——

فَاَدْخَلَهٗ بَيْتًا وَّوَضَعَ عِنْدَهٗ جَارِيَةً جَمِيْلَةً

پھر اس کافر حکمران نے اس مسلمان مجاہد کو ایک حسین و جمیل لڑکی کے ساتھ ایک مکان میں بند کردیا تاکہ یہ مسلمان لڑکی کے حسن و جمال پر فریفتہ ہوکر اسلام کو چھوڑ کر ہمارے دین میں شامل ہوجائے گا۔

مگر وہ ظالم نہیں جانتا تھا کہ حُسنِ مصطفٰے کا نظارہ کرنے والی آنکھ کسی اور کے حُسن کی طرف نہیں دیکھتی ——

اس مردِ مومن نے قرآنِ پاک کی سورۃ فتح کی تلاوت شروع کردی۔

وَلَمْ يَلْتَفِتْ اِلَيْهَا ۔

اس خوبصورت لڑکی کی طرف توجہ ہی نہ دی ۔

سورۃ فتح کی تلاوت کی —— اور جب اس مسلمان مجاہد کی زبان سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان افروز اور دلکش الفاظ نکلے —— —— تو

بَکَتِ الجَارِیَۃُ ـــ

وہ لڑکی رونے لگی۔

وَ اَسْلَمَتْ ـــ

اور ـــ اسلام لے آئی

اور کہنے لگی ـــ آؤ ہم دونوں اس مکان سے نکل جائیں! ـــ

نبیؐ کا غلام بسم اللہ پڑھکر اور درود پاک کا ورد کرتا ہوا نکلا تو اس مقفل مکان کے تالے ٹوٹتے اور دروازے کھلتے گئے ـــ

فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ سَمِعَا صَهِیْلُ الخَیْلِ۔

جب فجر ہوئی تو ان دونوں نے گھوڑوں کے ٹاپوں اور ہنہنانے کی آوازیں سنیں۔

دونوں ٹھہر گئے۔

تو ـــ انہوں نے دیکھا کہ وہ اسی مرد مجاہد کے ساتھی تھے جن کو کافر نے قتل کر دیا تھا۔

اور ـــ بَعْدَ اَرْبَعِیْنَ یَوْماً

اور یہ ان کے شہید ہونے کے چالیس دن کے بعد کا واقعہ ہے۔

قرآن پاک نے سچ فرمایا ہے۔

کہ ـــ شہید زندہ ہیں۔

خصائص الکبریٰ ـ جلد ۱ ص ۲۲۰

اِنَّ فَاطِمَۃَ الخُزَاعِیُ ـــ قَالَتْ زُرْتُ قَبْرَ حَمْزَۃَؓ فَقُلْتُ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

کہ ـ حضرت فاطمۃ الخزاعی فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر شریف کی زیارت کی ـــ

اور میں نے کہا ـــ اے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ـــ السلام علیک ـــ

فَسَمِعْتُ کَلَامًا رَدَّ عَلَیَّ وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ

پس ـــ میں نے ان کی کلام سُنی۔ جواب دیا ـــ وعلیکم السلام!

ثبوت ملا کہ شہداء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ !

خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۲۲۰

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم زار قبور الشہداء باحد۔

کہ ـــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے شہداء کی قبروں کی زیارت کی۔

وَقَالَ اللّٰھُمَّ اِنَّ عَبْدَكَ وَنَبِیَّكَ یَشْھَدُ اَنَّ ھٰؤُلَاءِ شُھَدَآءُ ـــ

اور ـــ بارگاہِ ربوبیّت میں عرض کی ـــ یا اللہ! تیرا بندہ اور نبیؐ گواہی دے رہا ہے

کہ یہ تیری راہ میں جانیں دینے والے شہداء ہیں ـــ

وَاَنَّهُ مَنْ زَارَهُمْ وَسَلَّمَ عَلَیْهِمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ رَدُّوْا عَلَیْهِ۔

اور ـ جو بھی ان کی زیارت کرے گا اور انہیں سلام کہے گا۔ قیامت تک یہ شہدا

اس کے سلام کا جواب دیتے رہیں گے۔

پتہ چلا ـــ کہ شہداء اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں ۔

حضرت عطافؓ اپنی خالہ سے روایت کرتے ہیں

اَنَّھَا زَارَتْ قُبُوْرَ شُھَدَاءِ ۔

کہ ـ انہوں نے شہداء کی قبروں کی زیارت کی

فَسَلَّمْتُ عَلَیْھِمْ ـ

اور ـــ میں نے انہیں سلام کہا۔

فَسَمِعْتُ رَدَّ السَّلَامِ ـ

میں نے سلام کا جواب سُنا ـــ

معلوم ہوا ـــ کہ شہدا اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں ـ

شرح الصدور ___ ص ۹۲ علامہ وامام ومحدّث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عبد العزیز بن عبد اللہ بن ابی سلمہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی بیوی کے ہمراہ شام کے صحرا میں سے گزر رہا تھا اور ان کا ایک لڑکا شہید ہو چکا ہوا تھا ___

اِذْ رَأَى الرَّجُلُ فَارِساً ___

اس آدمی نے ایک آدمی کو گھوڑے پر سوار آتے دیکھا۔!

فَقَالَ لِامْرَأَتِهٖ هٰذَا ابْنِیْ وَابْنُكِ۔

تو اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ تو میرا اور تیرا بیٹا ہے ___

بیوی نے کہا میرا بچہ تو شہید ہو چکا ہے۔ یہ کہیں شیطانی دھوکہ نہ ہو۔ تو اس دھوکہ سے بچ ___ لڑکا قریب آیا تو پہچان لیا کہ انہیں کا بیٹا ہے۔

ماں باپ نے اپنے بیٹے سے پوچھا۔!

تو ___ تو شہید ہو چکا تھا۔

قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ تُوُفِّیَ فِی السَّاعَةِ

بیٹے نے جواب دیا ___ ہاں میں شہید ہو چکا ہوں ___ لیکن عمر بن عبد العزیز ابھی فوت ہو گئے ہیں۔

فَاسْتَاذَنَ الشُّهَدَاءُ رَبَّهُمْ فِیْ شُهُوْدِهٖ۔

تو ___ تمام شہداء نے اپنے ربّ سے اجازت طلب کی کہ ہمیں حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے جنازہ میں شریک ہونے کی اجازت دی جائے تو اللہ تعالےٰ نے اجازت دے دی۔

وَاسْتَاْذَنْتُ فِی السَّلَامِ عَلَيْكُمْ

اور میں نے آپ کو سلام کہنے کی بھی اجازت مانگی تھی ___ جو مل گئی ___

ثابت ہوا ___

کہ شہداء زندہ ہیں۔

شرح الصدور ص ۸۹ حضرت عمیر بن الحباب اسلمی رضؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اور میرے آٹھ ساتھیوں کو بنی امیہ کے دورِ خلافت میں رومیوں نے قید کر لیا۔

رومیوں کے سردار نے ہمیں اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ شریف چھوڑنے پر زور دیا اور جان سے مار دینے کی دھمکی دی ۔

مگر ہم نے انکار کر دیا ـــــــ

تو میرے آٹھ ساتھی قتل کر دیئے گئے ـــــ اور مجھے ایک رومی سردار اپنے گھر لے گیا۔

فَدَعَا ابْنَةً لَهُ جَمِيْلَةً

پھر اس نے اپنی ایک خوبصورت اور جوان لڑکی کو بلایا ـــــــ اور کہا !

هٰذَا ابْنَتِي اُزَوِّجُكَ بِهَا فَادْخُلْ فِي دِيْنِي۔

کہ ـــ یہ میری حسین و جمیل لڑکی ہے اگر تو اسلام اور محمدؐ کو چھوڑ کر میرے کافرانہ دین میں داخل ہو جائے تو میں تیرا نکاح اپنی اس لڑکی سے کر دوں گا۔

فَقُلْتُ لَا اَتْرُكُ دِيْنِي لِاِمْرَأَةٍ

تو میں نے جواب دیا کہ میں ایک عورت کے بدلے اپنے دینِ اسلام اور پیارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نہیں چھوڑ سکتا ـــــ

فَدَعَتْنِي ابْنَتُهُ ذَاتَ لَيْلَةٍ اِلٰى بُسْتَانٍ لَهَا۔

اس لڑکی نے ایک رات مجھے اپنے باغ میں بلایا اور کہا !

کہ ـــ تو میرے باپ کی بات کیوں نہیں مانتا ـــــ اور پھر پوچھا ـــ

میرے پاس رہنا چاہتے ہو یا واپس وطن جانا چاہتے ہو۔

مَیں نے جواب دیا وطن واپس جانا چاہتا ہوں !

فَرَاَتْ نَجْمًا فِي السَّمَاءِ۔

پھر لڑکی نے آسمان پر ایک تارہ دیکھا اور مجھے کچھ زادِ راہ دے کر محل سے نکال دیا۔ میں تین دن تک چلتا رہا اور مجھے میرے وہ آٹھ ساتھی گھوڑوں پر سوار ملے۔ میں نے کہا تم تو شہید ہو چکے تھے۔

انہوں نے جواب دیا —— ہاں!

لیکن —— وَ اُذِنَ لَھُمْ اَنْ یَّشْھَدُوْا جَنَازَۃَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں حکم ملا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے جنازہ میں شرکت کرو!۔

ان دونوں روائیتوں سے ایک تو حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کی شان وعظمت کا پتہ چلتا ہے اور دوسرے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ شہداء زندہ ہیں ——

شرح الصدور صـ۹۰ محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ —— ابو علی ضریر سے

قَالَ اَنَّ ثَلَاثَۃَ اِخْوَۃٍ مِنَ الشَّامِ کَانُوْا یَغْزُوْنَ ——

کہ تین بھائی شامی رومیوں کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے قید کر لئے گئے۔

فَقَالَ لَھُمُ الْمَلِکُ اِنِّیْ اَجْعَلُ فِیْکُمُ الْمُلْکَ وَ اُزَوِّجُکُمْ بَنَاتِیْ وَ تَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ النَّصْرَانِیَّۃِ۔

روم کے بادشاہ نے انہیں کہا کہ میں تمہیں اپنی بادشاہت میں حصہ بھی دونگا اور اپنی تینوں جوان اور خوبصورت لڑکیوں کی تم سے شادی بھی کر دونگا مگر شرط یہ ہے کہ تم اسلام کے دامن کو چھوڑ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقۂ نبوت سے نکل کر عیسائیت کا دین قبول کر لو! ——

عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانوں اور شمعِ رسالت وحسنِ رسولؐ کے پروانوں نے انکار کر دیا ——

وَقَالُوْا! ——

یَا مُحَمَّدُ ! (صلی اللہ علیہ وسلم)

اور انہوں نے والیِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا —— اور اپنے آقا و

مولا سے مدد طلب کی ——

دُور سے مدد کے لئے کسی کو پکارنا جائز ہے ! — یعنی غیر اللہ کو ——

بادشاہِ رُوم نے جب دیکھا کہ یہ مسلمان نہ تو ملک کے لالچ میں آتے ہیں اور نہ

ہی میری لڑکیوں کے حسن وجمال کے جال میں پھنس کر نہ اسلام کی زنجیر کو اپنے

پاؤں سے اتارتے ہیں اور نہ ہی اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت کو چھوڑتے

ہیں ——

تو اس نے تیل کی تین دیگیں گرم کیں تاکہ شاید یہ تینوں موت کے خوف سے

ڈر کر اسلام سے منہ پھیر لیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حریم عقیدت سے باہر نکل

آئیں —— وہ کافر انہیں ڈراتا رہا —— وہ انکار کرتے رہے اور مسکراتے رہے۔

اور پھر اس نے دو کو تو تیل کی گرم دیگ میں پھینک دیا —— اور ایک کو اپنے پاس رکھا۔

ایک رومی سردار نے کہا !

اَنَا اَفْتِنُہٗ عَنْ دِیْنِہٖ

کہ میں اسے دین سے ورغلا سکتا ہوں — وہ اس طرح کہ میری ایک لڑکی ہے۔

وَلَیْسَ فِی الرُّوْمِ اَجْمَلُ مِنْ اِبْنَتِیْ۔

اور سارے روم میں میری لڑکی سے بڑھکر اور کوئی حسین نہیں ہے۔

میں ایک مکان میں اپنی لڑکی کو اس کے سپرد کردوں گا، وہ خود اسے بہکا کر اسلام

اور محمدؐ کا باغی بنادے گی۔

اور پھر رومی سردار نے ان دونوں کو تین راتیں تنہائی میں ایک مکان میں رکھا۔

ہر صبح باپ اپنی بیٹی سے پوچھتا — کیا ہوا — کیا بنا ؟ — اور اس نے اسلام اور محمدؐ کے

دامن کو چھوڑا ہے کہ نہیں ــــ بیٹی جواب دیتی ـــ ابھی نہیں ــــ
باپ پوچھتا کیوں ؟ ــــ
بیٹی جواب دیتی !

نَهَارُهُ صَائِمٌ وَلَيْلُهُ قَائِمٌ،

کہ وہ دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے۔

فَقَالَتْ لَهُ جَارِيَةٌ يَاهٰذَا اِنِّي اَرَاكَ تَقَدَّسًا

اس لڑکی نے کہا !

اے فلاں شخص میں نے تیری طہارت۔ پاکیزگی اور اچھی نیت اور پاکدامنی کو دیکھ لیا ہے ــــ اس لئے ــــ

وَاِنِّيْ قَدْ دَخَلْتُ مَعَكَ فِيْ دِيْنِكَ۔

اب میں بھی تیرے دین میں داخل ہوتی ہوں!۔ پھر وہ دونوں دو گھوڑوں پر سوار نکل گئے ـــ دن کو چھپتے اور رات کو چلتے۔ ایک رات انہوں نے۔

سَمِعَا وَقْعَ الْخَيْلِ ــــ

گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنی ــ مسلمان نے غور سے دیکھا۔

فَاِذَا هُمْ اَخَوَيْهِ ــــ کہ وہ دونوں اس کے بھائی تھے۔

دمعها ملا ئكة ـــ اور ان کے ساتھ فرشتوں کی بھی ایک جماعت تھی۔

پوچھا کیوں ساتھ آئے ہو ؟

فرشتوں نے جواب دیا ـــ ہمیں اللہ تعالٰی نے بھیجا ہے کہ تم دونوں کا نکاح کردیں۔

یہ تینوں مقدس داستانیں ــــ ایمان افروز روائتیں اور دلچسپ حکائتیں، ایک ہی نوعیت کی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ہم سے پہلے مسلمان اسلام میں کتنے پکے اور عیاشی دفحاشی کی لعنت سے کتنے دُور رہتے تھے ــــ اور کسی غیر عورت کیطرف

دیکھنا بھی عظیم گناہ سمجھتے تھے! اور وہ پاکستان کے جوانوں کی طرح نہیں تھے کہ جن میں عیاشی کے خطرناک جراثیم پوری طرح سرایت کر چکے ہیں ــ فحاشی کے زہریلے کیڑے انہیں چاٹ رہے ہیں اور بے راہ روی اور آوارہ گردی کے کالے ناگ ان کا خون چوس رہے ہیں ــ

اور جو اتنے گمراہ ہو چکے ہیں کہ لڑکیوں کے ہر سکول اور ہر کالج کے باہر کھڑے رہتے ہیں تاکہ اپنی بہنوں سے چھیڑ چھاڑ ہو سکے ــ

دوسری حقیقت جو ان مقدس داستانوں سے ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ــ شہداء اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور غازی علم دین شہید بھی زندہ ہے۔ مگر داتا کی نگری میں بسنے والے اور اہلیانِ لاہور کی بے حسی ــ بے اعتنائی اور بے وفائی پر افسوس ہے ــــــ کہ

نہ پڑھتا ہے یہاں پر فاتحہ اور کوئی نہ روتا ہے ؛ کسے معلوم کہ اس خاکدان میں کون سوتا ہے

ابھی چند دن ہوئے، اسی مردِ مومن ــ مردِ مجاہد اور عاشقِ رسول کے نام کی فلم ملک کے سینماؤں میں دکھائی گئی ــ "غازی علم دین شہید" ــ مگر وہ ایک ہفتہ بھی نہ چل سکی ــــــ

میں نے خلیفہ مختار سے پوچھا تو نے یہ فلم دیکھی ہے؟

کہنے لگا ــــ ہاں!

میں نے دریافت کیا ــــ کیا اس میں سید عطاء اللہ شاہ صاحب کی تقریر ہے؟

جواب دیا ــــ نہیں! بلکہ ایک فاحشہ عورت کا گانا ہے اس میں!

تو پھر ــــ یہ فلم فیل کیوں نہ ہوتی کیونکہ جس تقریر نے غازی علم دین کو راجپال کے قتل پر ابھارا اور اکسایا تھا جب وہ تقریر ہی نہیں ہے تو پھر فلم کیسی ــــ

فلم ساز کو چاہیئے تھا کہ شاہ صاحب کی وہ تقریر محمد علی سے اسی جوش و ولولہ سے

کرواتا اور یا مجھے موقعہ دیتا اور میں وہ تقریر کرتا تو غازی علم دین شہید پر بنائی گئی فلم ایک سال تک چلتی رہتی اور دوسری اس فلم کے فیل ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے نوجوان ایسی تاریخی فلمیں کہاں دیکھتے اور اخلاق و انسانیت و شرافت والی کہانیاں کب پسند کرتے ہیں ——

انہیں تو مصطفےٰ قریشی کا گنڈاسا اور سلطان راہی کی فلم پسند ہے —— اور جس فلم میں اخلاق کا جنازہ — انسانیت کا قتل اور شرافت کی توہین ہوتی ہو اور جس میں ضلالت و گمراہی کے نظارے — عیاشی و فحاشی کے منظر اور بدمعاشی و غنڈہ گردی کے سین دکھائے جائیں، ہماری نئی بیہودہ نسل کو ایسی فلمیں پسند ہیں —— افتخار الحسن، اس آوارہ نئی نسل کو نسل ہی نہیں سمجھتا — مار دھاڑ — قتل و غارت — خون خرابہ اور چوری ڈکیتی والی کوئی فلم آتی ہے تو فلم ساز کے وارے نیارے ہو جاتے ہیں میں نے کبھی کوئی فلم نہیں دیکھی لیکن اخباروں میں فلموں کے اشتہار پڑھ کر سمجھ جاتا ہوں کہ کہانی کیا ہے، اور کردار کیسے ہیں؟ کبھی وہ زمانہ تھا کہ دو دو سال تک ایک فلم چلتی تھی —— پچھلے سال ایک فلم چلی "ریشمی رومال" وہ بھی بری طرح ناکام ہوئی اور ملک کے بے شعور اور آوارہ گرد عوام نے اسے بھی مسترد کر دیا —— ۔

دو چار دن چلی اور وہ بھی اس لیئے کہ بازاری لوگوں نے اسے یہ سمجھ کر دیکھا کہ یہ نور جہاں کے کسی فلم کے گانے کے متعلق ہے ۔

"آندا تیرے لئی میں ریشمی رومال"

بڑیاں ای چاواں نال

مجھے پتہ چلا تو میں نے جمعتہ المبارک کے خطبہ میں عوام کو بتایا کہ پاگلو — جاہلو اور بیوقوف پاکستانیو! اس فلم کا تعلق نور جہاں کے گانے سے نہیں بلکہ اس کی کہانی کا تعلق تو ہندوستان کی آزادی کی تحریک اور پاکستان کی بنیاد پر مبنی ہے ۔

اور یہ ایک خط تھا جسے ریشم کے کپڑے پر مولینا محمود الحسن اسیرِ مالٹا نے لکھ کر مولینا عبید اللہ سندھی مرحوم کو دیا تھا کہ وہ والئ کابل امیر حبیب اللہ خان اور دوسرے مسلمان سربراہوں کو پہنچادے ــــ

انگریز کی حکومت ــ خط پکڑا گیا ــ مولینا محمود الحسن کو مالٹا کے جزیرے میں قید کردیا گیا اور مولینا عبید اللہ سندھی کو ہمیشہ کے لئے جلاوطن کردیا گیا۔

اور پھر وہ شمعِ آزادی کا پروانہ اور انگریزی استبداد کی غلامی کی زنجیریں توڑنے والا مجاہد سنہ ۱۹۱۹ء میں جلاوطن ہُوا اور پھر وہ صحراؤں ۔ بیابانوں ۔ جنگلوں اور ریگستانوں میں اپنی جلاوطنی کے کئی سال گزار کر پاکستان بن جانے کے بعد واپس آیا۔ چار سال ہوئے سندھ کے شہر جیکب آباد میں مولینا مرحوم کا انتقال ہُوا اور پھر اپنی زندگی کی بستی سے وہ ہمیشہ کے لئے جلاوطن ہو گیا ۔

بے وفا اور بے عقل لوگو تمہیں کیا خبر کہ ہندوستان کیسے آزاد ہُوا اور پاکستان کیسے معرضِ وجود میں آیا ــ

دو چار سال ہوئے فیصل آباد کے سینماؤں میں مندرجہ ذیل فلمیں دکھائی جا رہی تھیں ــ جگری یار ۔ جانی یار ۔ جانی دشمن اور یار مار ۔ محل سینما میں "یار مار" فلم چل رہی تھی ۔ جمعتہ المبارک کا دن تھا اور پہلے ہی دن چلنے والی تھی ۔ جمعہ کے بعد میں اور بڑے بھائی صاحب سید محمد یعقوب شاہ صاحب محل سینما کے سامنے سے گذرے ٹکٹ لینے والوں کا کھڑکی پر اتنا ہجوم تھا کہ گرمی کی شدت کے باوجود ایک دوسرے پر چھلانگیں لگا رہے تھے ۔ ایک ہنگامہ تھا ، ایک شور تھا اور ایک طوفانِ بدتمیزی تھا۔

فریدی مرحوم نے مذاقاً کہا ــ

صاحبزادہ صاحب ! آؤ نئی فلم ہے اوپر کے کمرے میں بٹھا دیتا ہوں ــ دیکھ لو !

پوچھا ! نام فلم کا کیا ہے ؟

جواب دیا ——— "یار مار"

میں نے کہا فریدی صاحب! جس فلم کا نام ہی یار مار ہے، وہ دیکھنی کیا!

میری یہ بات کھڑکی میں کھڑے ٹکٹ خریدنے والوں نے بھی سن لی۔ ان میں کچھ سمجھدار بھی تھے، دوسرے ساتھیوں سے کہنے لگے۔ اوے ——— یار شاہ صاحب نے سچ کہا ہے۔

یار مار ——— یار مار! نہیں دیکھیں گے یار مار۔

دیکھتے ہی دیکھتے کھڑکی خالی ہو گئی!

فریدی مرحوم گھر آیا!

شاہ جی! غضب ہو گیا ——— پوچھا ——— بھئی کیا ہوا؟

کہنے لگا ——— نئی فلم کا پہلا شو آپ کی وجہ سے برباد ہو گیا۔ چند بچے بیٹھے ہیں۔ بہت سے لوگ آپ کی یار مار کی آواز سن کر واپس چلے گئے ہیں۔!

میں نے کہا۔ بھئی فرید۔ بزرگوں کے ساتھ مذاق کرنے کا یہی نتیجہ نکلنا تھا۔

قارئینِ کرام ——— رمضان المبارک کا مقدس مہینہ شروع ہے جس میں خدا تعالیٰ کی بے بہا رحمتوں ـ بے حساب برکتوں اور ان گنت بخششوں کا نزول ہوتا ہے۔ اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو آہنی زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے ———

مگر اس کے ساتھ ہی تصویر کا دوسرا رخ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں وی۔ سی۔ آر۔ فحش فلموں اور ٹیلیویژن کے غلیظ پروگراموں نے ہمارے معاشرہ کو یہاں تک گندا کر دیا ہے کہ نئی نسل کے نوجوانوں کے دل و دماغ سے اسلامی معاشرہ کے خدوخال مٹا کر رکھ دیئے ہیں ——— اور مسلمانوں کے قلوب و اذہان سے غیرت ایمانی کو ختم کر دیا گیا ہے۔

اور دینی و مذہبی شعار کی قدر و قیمت ان کے دامن سے چھین لی گئی ہے — اور انسانیت و شرافت کے چراغ بجھا دیئے گئے ہیں اور یہ ملّت اسلامیہ اپنی بداعمالیوں کے باعث یہاں تک آوارگی پسند ہو چکی ہے کہ اس مقدس مہینہ کے ساتھ ساتھ ہی عید کارڈ کی خرید و فروخت بھی اپنے عروج پر دکھائی دے رہی ہے۔

ہر شہر کے گلی بازاروں میں عید کارڈوں کے انبار نظر آتے ہیں اور ان عید کارڈوں کی بکری زیادہ ہو رہی ہے اور وہی عید کارڈ زیادہ فروخت ہو رہے ہیں جن پر پاکستانی اور بھارتی فلمی ستاروں — اور اداکاروں کی عریاں اور نیم عریاں تصویریں بنی ہوئی ہیں اس لعنت اور ضلالت و گمراہی سے صاف ظاہر ہے، قوم میں شرم و حیا کی جنس لُٹ چکی ہے۔

شرافت و غیرت کی چادر پھٹ چکی ہے اور نئی نسل کے نوجوانوں کے اخلاق کا جنازہ نکل چکا ہے اور دین سے وفا و محبّت کی وابستگی ختم ہو چکی ہے!

بھلا — وہ قوم جو ملک کی وزیر اعظم کو بھنگڑا ڈال کر خوش کرنے کی عادی ہو چکی ہو اس قوم سے انسانیت و شرافت کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ اس کا مظاہرہ ۱۱/۴/۸۹ کو دیپالپور میں کیا گیا۔

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ اگر جمہوریت اسی عیاشی و فحاشی کا نام ہے تو پھر ایسی جمہوریت پر لعنت ہے۔

ان فحش عید کارڈوں کی نشاندہی فیصل آباد میں روزنامہ نوائے وقت کے نمائندہ جناب کمال نظامی نے ۲۰/۴/۸۹ کی اشاعت میں اپنے مشہور کالم آٹھ بازاروں میں کی ہے جو اس ملتِ اسلامیہ کے لئے ایک لمحۂ فکریہ ہی نہیں ایک چیلنج بھی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# شہید کون ہے؟

جب سے ملک کی وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کی ہدایت اور حکم پر پیپلز پارٹی کے وزیروں ۔ سفیروں ۔ مرکزی و صوبائی اسمبلیوں کے ممبروں اور دوسرے راہنماؤں نے مسٹر بھٹو مرحوم کو شہید کہنا شروع کر رکھا ہے ۔ ملک میں ایک اختلافی ہیجان سا پیدا ہو گیا ہے۔

اسلیئے کہ پاکستان کی اکثریت مسٹر بھٹو کو شہید کہنے کے حق میں نہیں ہے ۔!

چنانچہ — اسی بنا پر ملک کے ممتاز عالم دین ، جامعہ نعیمیہ لاہور کے بانی و مہتمم ۔ اور اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر علامہ محمد حسین نعیمی صاحب نے لاہور ہائی کورٹ میں اس کے خلاف رٹ بھی داخل کی تھی مگر افسوس کہ فاضل ججوں نے اس کے متعلق فیصلہ دینے سے معذوری ظاہر کر دی حالانکہ ملک کی سب سے بڑی عدالت کے ججوں کا یہ جانبدارانہ رویہ ان کی شان کے خلاف تھا۔

سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ فاضل جج صاحبان کو اس کے متعلق کوئی نہ کوئی فیصلہ ضرور کرنا چاہیئے تھا۔

حق میں — یا — مخالف

کیونکہ ہمارے جج صاحبان اغوا ۔ چوری ۔ ڈکیتی ۔ قتل اور دوسرے سنگین جرائم میں گرفتار ملزموں اور مجرموں کا فیصلہ تو کر دیتے ہیں مگر شہید جیسے خالص دینی و مذہبی لفظ شہید کی تشریح نہ کر سکے!

دوسری بات جو اس ضمن میں کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ پیپلز پارٹی کے راہنماؤں

ہیں نہ تو کوئی قابلِ ذکر اور قابلِ اعتماد مفتی ہے اور نہ کوئی سرکردہ عالمِ دین اور اگر کوئی ہے بھی تو وہ بھی سیم زدہ اور بکاؤ مال ہو کے رہ گیا ہے!

اقبال مرحوم نے سچ کہا ہے ——— کہ

یہی شیخ حرم جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیم بوذرؓ و دلقِ اویسؓ و چادرِ زہراؓ

ٹی۔وی پر تصویر آجانے کے شوق اور اخباروں میں فوٹو اور بیان آجانے کے لالچ میں احکامِ خداوندی کے حدود و قیود اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے سنہری اصولوں اور قرآن اور دین کے مقدس قواعد و ضوابط کی دیواروں کو بھی توڑ بیٹھے ہیں اور بنی اسرائیل کے علماء کی طرح حق بات کو چھپاتے پھرتے ہیں۔

حضراتِ محترم! ——— شہید کون ہے؟ اس خالص دینی و مذہبی سوال کا جواب کسی بزعم خویش مفتی اور نہ ہی کسی حق بات کو چھپانے والے مولوی صاحب سے پوچھنا چاہیئے بلکہ قرآن و حدیث اور اسلامی فقہ کا ابدی اور غیر فانی پیغام کی طرف رجوع کرنا چاہیئے اور ہادی برحق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیمتی اور سنہری ارشاداتِ عالیہ کو تسلیم کرتے ہوئے یہ حقیقت تسلیم کر لینی چاہیئے کہ کسی قتل کے مجرم اور پھانسی کی سزا پانے والے ملزم کو شہید کہنا حق و صداقت سے بغاوت کے مترادف ہے۔

اب سنیئے ——— کہ شہید کون ہے؟

مشکوٰۃ شریف صـ ۳۳۱ ——— مسلم شریف کے حوالہ سے ——— کتاب الجہاد۔

ترمذی شریف جلد ۱ صـ ۱۲۶ باب فی الشہید من ھم۔ کہ شہید کتنے ہیں اور کون کون ہے!

ابنِ ماجہ شریف صـ ۲۰۶

حضرت ابوہریرہ اور حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ———

(۱) - مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَھُوَ شَھِیْدٌ ! ــــــ کہ
جو - اللہ کی راہ میں یعنی میدانِ جہاد میں قتل کیا جائے وہ شہید ہے -
وَمَنْ مَاتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَھُوَ شَھِیْدٌ !
اور اللہ کی راہ میں مرنے والا شہید ہے -
یعنی - جہاد کرنے جا رہا تھا لیکن راستہ میں فوت ہو گیا وہ بھی شہید ہے - !
وَالْمَبْطُوْنُ شَھِیْدٌ
اور ہیضہ یا پیٹ کی کسی بیماری سے مرنے والا بھی شہید ہے -
یعنی - اگر کسی عورت کے پیٹ میں بچّہ مر گیا ہے اور وہ خود بھی زچگی کی حالت
ہیں مر جائے وہ بھی شہید ہے -
وَالْمَطْعُوْنُ شَھِیْدٌ
اور طاعون کی بیماری سے مرنے والا بھی شہید - !
وَالْغَرِیْقُ شَھِیْدٌ -
اور دریا میں ڈوب کر مرنے والا بھی شہید ہے - !
وَصَاحِبُ الْھَدْمِ
اور دیوار کے نیچے دب کر ہلاک ہونے والا بھی شہید ہے -
وَالْحَرَقُ فَھُوَ شَھِیْدٌ -
اور جل کر فوت ہونے والا بھی شہید ہے !
وَذَاتِ الْجَنْبِ فَھُوَ شَھِیْدٌ
اور ذات الجنب یعنی پسلی کے درد سے مرنے والا بھی شہید ہے - !
بہارِ شریعت جلد ۴ صفحہ ۱۵۷ جناب مولٰنا مولوی حکیم ابو العلاء محمد امجد علی صاحب اعظمی
رضوی - سُنّی - حنفی - قادری اور برکاتی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ -

محدّث و مجدد حضرت جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے کئی آئمہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ ــــ سِلؔ کی بیماری سے مرنے والا ــ سواری سے گر کر ہلاک ہونیوالا ــ یا مِرگی کی مرض سے فوت ہونے والا ــ بخار سے مرنے والا ــ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں موت سے ہمکنار ہونے والا بھی شہید ہے ــ

ہرگز نمیرد آنکس کہ دلش زندہ شد بعشق

کسی درندہ نے پھاڑ دیا ــ بادشاہ نے ظلماً مارا ــ علمِ دین کی طلب میں مرا ــ یہ سب شہید ہیں اور شہادت کے درجات پر فائز ہیں ــــ لیکن شہداء کی اس فہرست میں قتل کے جرم میں پھانسی پانے والے کا ذکر نہیں ہے ــــ

حاصل یہ کہ ان سب کو شہیدوں کا اجر و ثواب ملے گا مگر شہیدوں کے احکام ان پر لاگو نہیں ہوں گے ــ

یعنی ــ انہیں غسل بھی دیا جائے گا اور ان پر نماز بھی پڑھی جائے گی ــ

اور ــ شہید کا حکم یہ ہے کہ اسے غسل نہ دیا جائے ــــــ جیسا کہ ــ ھدایہ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۷۶ جو کہ فقہ حنفیہ اسلامی کی گرانقدر اور مستند و با اعتماد کتاب ہے ــــ

اور پھر ــــ فقہ شریف کی دوسری مشہور کتابوں یعنی شامی شریف ــ شرح وقایہ شریف ــ درِ مختار شریف ــ رد المختار شریف میں بھی یہ مسئلہ کھل کر بیان کیا گیا ہے کہ

اَلشَّھِیْدُ مَنْ قَتَلَہُ الْمُشْرِکُوْنَ ــــــــــ کہ

شہید وہ ہے جسے مشرکوں نے قتل کیا ہو!

اَوْ ــ وُجِدَ فِی الْمَعْرَکَۃِ اَثَرًا

یا ــــ شہید وہ ہے جو کسی جہاد کے معرکہ اور اسلام و کفر کی کسی جنگ ــ اور حق و باطل کی کسی لڑائی میں اتنا زخمی ہوا ہو کہ اس کے زخم شہید کے زخموں کے مشابہ ہوں

اور پھر وہ موت کی آغوش میں چلا گیا ہو ____

وَقَتَلَهُ الْمُسْلِمُونَ ظُلْماً

اور — شہید وہ ہے جسے ظلم کے طور پر مسلمانوں نے کسی مسلمان کو قتل کر دیا ہو۔

قارئین کرام! سیّد افتخار الحسن کے نزدیک یہ موت جنرل محمد ضیاء الحق پر پوری طرح صادق آتی ہے۔

اسلئے کہ اُسے بھی مسلمانوں ہی کے ایک تخریب کار گروہ اور ملک دشمن ٹولہ نے ہلاک کیا ہے ____ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے پیشِ نظر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم شہید کہلوانے کے مستحق ہیں ____ کہ

وَالْحَرِقُ فَهُوَ شَهِيدٌ ____ کہ

جل کر مرنے والا بھی شہید ہے۔!

مسلم لیگ کے عظیم راہنما — قائدِ اعظم مرحوم کے دستِ راست اور پاکستان کے پہلے وزیر اعظم خان لیاقت علیخان مرحوم کو بھی اسی لئے شہید کہا جاتا ہے کہ اسے بھی راولپنڈی کے ایک جلسۂ عام میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا! — اور گولی چلانے والا ایک سید اکبر نامی مسلمان تھا۔

سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ پاکستان اور ہندوستان کے سیاسی لٹیروں — رشوت خور۔ تخریب کاروں اور اجرتی قاتلوں کے سیاہ کارنامے تو ذرا دیکھو! ____

پاکستانیوں نے اپنے وزیر اعظم کو گولی کا نشانہ بنایا اور ہندوستانیوں نے اپنے مہاتما یعنی گاندھی کے سینہ میں خنجر پیوست کیا۔ اور پاکستانیوں نے مردِ مومن۔ صدرِ مملکت اور مردِ حق پرست کو ایک غیر ملکی بھیانک سازش کے تحت ہوائی حادثہ میں شہید کر دیا تو ہندوستانیوں نے اپنی ہی وزیر اعظم اندرا گاندھی کے جسم کو گولیوں سے چھلنی کر کے

موت کے گھاٹ اتار دیا ــــ

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ یہ دونوں ملک یعنی پاک و ہند اس قابل نہیں تھے کہ ان کے پاؤں سے انگریز کی غلامی کی زنجیر توڑ کر انہیں آزادی کی عظیم نعمت سے سرفراز کیا جاتا۔

بھلا وہ قوم جو اپنے راہنماؤں ــ وزیروں اور صدروں کو ہلاک کر دے وہ عام لوگوں کے مال و جان کی محافظ کیسے ہو سکتی ہے۔

فَیُکَفَّنُ وَیُصَلّٰی عَلَیْہِ وَلَا یُغَسَّلُ۔

اور شہید کو کفن پہنایا جائے اور اس پر نمازِ جنازہ بھی پڑھی جائے مگر اسے غسل نہ دیا جائے ــــ

تاکہ اللہ کے دین کی عظمت ــ اسلام کی سربلندی ــ حق و صداقت کی پاسبانی اور شریعتِ محمدیہ کی رکھوالی کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا مسلمان شہادت کے خون کے مقدّس قطرے اپنے زخم خوردہ جسم پر سجائے ہوئے بارگاہِ خداوندی سے مرحبا کا خصوصی تمغہ حاصل کر سکے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# شہید کی شان

قرآن واحادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے کہ شہداء اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے اور وہ شہادت کا درجہ پانے اور اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے انہیں جو درجات اور مراتب عطاء کیے گئے ، شہداء ان پر خوش ہیں۔ اور وہ ہر طرح کے حزن وغم اور ہر قسم کے رنج وملال سے بری ہونے والے کا اعزاز بھی بارگاہِ خداوندی سے حاصل کرلیتے ہیں۔

ان کی قبر اور عالمِ برزخ کی زندگی کا ہمیں شعور نہیں ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ اللہ کی راہ میں میدانِ جہاد میں شہید ہونے کی زندگی پر موت کا گمان بھی نہیں کرنا چاہیے۔

اس حقیقت کے متعلق گذشتہ صفحات میں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے مگر یہاں شہید کی شان کے متعلق کچھ اور بھی لکھنا مناسب سمجھتا ہوں۔

مشکوٰۃ شریف صـ۳۳۳ ، ترمذی شریف جلد ۱ صـ۱۹۹ ۔ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللهِ سِتُّ خِصَالٍ ۔

کہ ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید کے چھ فضائل و درجات ہیں۔

يُغْفَرُ لَهٗ فِىْ اَوَّلِ دُفْعَتِهٖ

کہ ۔ دشمن کافر پر پہلا وار کرنے پر ہی اسے بخش دیا جاتا ہے۔

(۱) — وَيُرَىٰ مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ!

اور اسے جنّت کا ٹھکانہ دکھلا دیا جاتا ہے!

(۲) — وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ!

اور اسے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔

(۳) — وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ!

اور شہید پر نزع کا وقت کی سختی سے امن میں رہتا ہے۔!

(۴) — وَيُوْضَعُ عَلَىٰ رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ

اور قیامت کے دن اس کے سر پر وقار عزت کا تاج رکھا جائے گا۔

اَلْيَاقُوْتُ مِنْهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا۔

کہ اس تاج میں جڑے ہوئے یاقوتوں میں سے ایک یاقوت ساری دنیا سے اچھا اور بہتر ہوگا!

(۵) — وَيُزَوَّجُ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ زَوْجَةً مِنْ حُوْرِ الْعِيْنِ

اور جنت میں اسکی خدمت کے لئے ۷۲ حوریں عطا کی جائیں گی۔

(۶) — وَيُشَفَّعُ فِي سَبْعِيْنَ مِنْ اَقَارِبِهِ

اور قیامت کے دن شہید اپنے خویش واقارب کے ۷۰ گنہگاروں کی شفاعت کرے گا جو قبول ہو گی [۱]

مشکوٰۃ شریف ص ۴۹۵ ابن ماجہ شریف ص ۳۲۰ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ۔ کہ قیامت کے دن گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے تین گروہ ہوں گے۔

پہلا :— الانبیاء علیہم السلام کا۔

---

[۱] :- ابن ماجہ شریف ص ۲۰۶

دوسرا :۔ ثُمَّ العُلَمَاءِ کا۔
تیسرا :۔ ثُمَّ الشُّهَدَآءِ کا۔

ابن ماجہ شریف صـ۲۰۴ حضرت ابی دردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

غَزْوَةٌ فِی الْبَحْرِ مِثْلُ عَشْرِ غَزَوَاتٍ فِی الْبَرِّ ـــــــ کہ
بحری جنگ میدانی جنگ سے دس حصّے زیادہ افضل ہے ـــــــ اور
حضرت ابی اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :ـــ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ وَکَّلَ مَلَکَ الْمَوْتِ بِقَبْضِ الْاَرْوَاحِ اِلَّا الشُّهِیْدَ الْبَحْرِ ـــ کہ

" اللہ تعالےٰ نے ملک الموت یعنی عزرائیل علیہ السلام کو انسانوں کی ارواح قبض کرنے کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ مگر دریائی اور سمندری جنگ میں شہید ہونے والے کے لئے نہیں ـــ "

فَاِنَّہٗ یَتَوَلّٰی قَبْضَ اَرْوَاحِھِمْ ـــ

کیونکہ بحری جنگ میں شہید ہونے والے کی مقدس روح خدا خود قبض کرتا ہے !

ابن ماجہ شریف صـ۲۰۴ مشکوٰۃ شریف صـ۳۳۰۔ مسلم کے حوالہ سے ـــــ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب پوچھا کہ اللہ کی راہ میں قتل ہونے والوں پر موت کا گمان بھی نہ کرو ـــــ وہ زندہ ہیں ـــ

تو ـــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــ

اَرْوَاحُھُمْ کَطَیْرٍ خُضْرٍ تَسْرَحُ فِی الْجَنَّةِ فِیْ اَیِّھَا شَآءَتْ

کہ ـــ شہداء کی ارواح جنت میں سبز پرندوں میں رہتی ہیں اور جہاں چاہتی ہیں اڑتی

پھرتی ہیں خوشی و مسرت کے ساتھ۔

مشکواۃ شریف ص ۵۷۰ ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲۱۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔

کَانَ جَعْفَرُ یُحِبُّ الْمَسَاکِیْنَ وَیَجْلِسُ اِلَیْھِمْ وَیُحَدِّثُھُمْ وَیُحَدِّثُوْنَہٗ

کہ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے اور حضرت علی علیہ السلام کے بڑے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مساکین و غرباء سے بہت محبت کیا کرتے تھے۔ اور مسکینوں کے ساتھ زیادہ بیٹھا کرتے تھے۔ اور ان سے باتیں کیا کرتے تھے اور غریب مسکین لوگ ان سے!

اور اس بنا پر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم۔ یُکَنِّیْہِ بِاَبِی الْمَسَاکِیْنَ نے ان کی کنیت "ابی مساکین" رکھی ہوئی تھی۔ اور پھر حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگِ موتہ میں شہید ہوئے تھے۔ شہادت کے بعد امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

رَاَیْتُ جَعْفَرَ یَطِیْرُ فِی الْجَنَّۃِ مَعَ الْمَلَائِکَۃِ ـــــــ کہ

میں جعفر کو دیکھتا ہوں کہ فرشتوں کے ہمراہ جنت میں اڑتا پھرتا رہتا ہے!

صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ کو یہ درجہ یہ مرتبہ اور یہ اعزاز و انعام دو وجہ سے ملا۔

ایک شہادت ـــــــ اور

دوسری غریبوں اور مسکینوں سے محبت اور ان کے ساتھ گفتگو کرنی اور ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کے سبب! اللہ کرے پاکستان کے امیروں۔ دولت مندوں۔ سرمایہ داروں کو بھی یہ توفیق حاصل ہو جائے۔

ثُمَّ تَاْوِیْ اِلٰی قَنَادِیْلَ مُعَلَّقَۃٍ بِالْعَرْشِ ـــــ اور پھر شہداء کی ارواح رات کو

ان قندیلوں میں آرام کرتی ہیں جو عرش عظیم پر لٹکی رہتی ہیں ۔

ابن ماجہ شریف کا مترجم علامہ نواب وحید الزماں اور مصنف صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ـــــ

توُ نے کتنی شان عطاء فرمائی ہے شہداء کو ـــــ توُ نے کتنی شان و قدر و منزلت بڑھائی ہے شہداء کی اور توُ نے کتنی عظمت رکھی ہے شہداء کی ـــــ ہم گنہگاروں پر بھی نظرِ کرم اور نگاہِ عنایت ہو جائے ۔ ـــــ

ہم ساری جنّت نہیں ـــــ جنت کا کوئی حِصّہ نہیں اور جنت کا کوئی کوچہ و بازار نہیں ۔ تجھ سے جنّت کا ایک کونہ طلب کرتے ہیں ـــــ جنت کا باغ نہیں ، بس ایک پھوُل مانگتے ہیں اور جنّت کے بازار نہیں صرف چھوٹی سی راہگذر چاہتے ہیں ـــــ اور اسلئے بھی ہمیں عطا کر دینا ـــــ کہ

روزِ محشر تیری شان نظر آئے گی
ساری مخلوق پریشان نظر آئے گی
اور اگر توُ نے نہ عطاء کی ہم کو جنّت
تو پھر ـــــ جنّت تیری ویران نظر آئے گی

اور جب قیامت کے دن اللہ کریم اپنے جنتی بندوں سے فرمائے گا کہ تم میں سے اگر کوئی واپس دُنیا میں جانا چاہتا ہے تو میں اسے واپس بھیج دیتا ہوں ـــــ ہر جنتی کہے گا ۔ یا اللہ ! ـــــ اب یہاں سے تیرے انعام و اکرام ـــــ تیرے لطف و کرم ـــــ تیری عطا کردہ نعمتوں ـــــ خوبصورت باغوں ـــــ ٹھنڈی ہواؤں ـــــ دلکش فضاؤں اور حور و غلمان کے جھرمٹ کو چھوڑ کر واپس دُنیا کے اندھیرے میں کون جائے ۔ اِلَّا الشُّہَدَاء ۔ یعنی ـــــ شُہداء کے سوا ـــــ

مشکوٰۃ شریف صہ ۳۳۰ ۔ ابن ماجہ شریف ۔ مترجم صہ ۲۷۸ جلد دوم ۔

هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَیْئًا

کہ۔۔ اے اللہ کی راہ میں دینِ اسلام کی عظمت، توحید و رسالت کی سربلندی حق و صداقت کی عزت اور دُنیا سے کفر و باطل کا خاتمہ کرنے کے لئے شہید ہونے والو اگر تمہاری کوئی خواہش ہے تو بتاؤ میں وہ بھی پوری کردوں !

مَاشِئْتُمْ ـــ اور کیا چاہتے ہو تم؟

عرض کریں گے ـــ یا اللہ !

اس سے بڑھ کر ہمیں اور کیا چاہیئے اور تجھ سے اور کیا طلب کریں ـــ

وَنَحْنُ نَسْرَحُ فِی الْجَنَّۃِ۔

اور ہم جنت میں خوشی و مسرّت سے دن گذار رہے ہیں۔

اور جب شہداء کو یہ معلوم ہوگا کہ آج اللہ کریم سے کچھ مانگے بغیر چھٹکارہ نہیں تو سوال کریں گے:۔ اَنْ تَرُدَّ اَرْوَاحَنَا فِیْ اَجْسَادِنَا اِلَی الدُّنْیَا !

کہ ـــ اے اللہ! ہماری روحوں کو ہمارے بدنوں میں پھر واپس لوٹا کر ہمیں پھر دُنیا میں بھیج دے۔

حَتّٰی نُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِكَ مَرَّۃً اُخْرٰی

حتی کہ ایک بار پھر تیری راہ میں قتل کیا جاؤں کیوں کہ وہ مزا جو تیری راہ میں قتل ہونے میں آیا تھا وہ یہاں نہیں ہے۔

ابن ماجہ شریف صـ۲۰۴ـ۔ ترمذی شریف جلد ۱ صـ۲ـ

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالی نے فرمایا:۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

مَا یَجِدُ الشَّھِیْدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ اِلَّا کَمَا یَجِدُ اَحَدُکُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَۃِ ـــ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔ غَرِیْبٌ صَحِیْحٌ۔

کہ شہید کو دشمن کی تلوار کے زخم کا درد صرف اتنا ہوتا ہے جتنا آدمی کے چٹکی لینے کا یا

چیونٹی کے کاٹنے کا۔

قارئین محترم! ۔۔۔ اس حقیقت کی مثال قرآن مجید سے ملتی ہے۔
کہ جب مصر کی عورتوں نے بی بی زلیخا پر طعنہ زنی کرنی شروع کردی کہ یہ اپنے زرخرید غلام یوسفؑ پر فریفتہ و عاشق ہو کر شرم و حیا گنوا بیٹھی ہے اور ہر وقت اسے ہی اپنے سامنے رکھتی ہے اور اُسے ہی بناتی اور سنوارتی رہتی ہے۔ قد شغفها حبًا۔
اور بقول مولوی غلام رسول مرحوم ؎

شرم نہ کردی نال غلاماں عشق کریندی بازی
خدمت گاراں نوں گل لاوے کرکے عجز نیازی
وچہ گمراہی حال تباہی ڈُب نئیں کیوں مردی
قدر غلاماں انت کیائی پر او شرم نہ کردی
ہتھیں پا پوشاکاں اُسنوں اکھیں وچہ بہاوے
پکھا جھلّے گرمی ہووے شوقوں مردی جاوے

پر

تے ایہہ بہت تعجّب بھارا کرے غلام کنارا
عرض کرے ایہہ کرکر زاری او چُپ رہے پیارا

اور۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی زلیخا کے عشق و محبّت کی وارفتگی کو بھی کچھ اس طرح بیان کیا ہے۔ احسن القصص ص ۱۲۹

کَانَتْ مِنْ مَحَبَّتِہٖ نَسِیَتْ کُلَّ شَیْءٍ ۔ کہ زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کی محبّت میں ہر شئے کو بھول گئی تھی۔

وَلَمْ تَسْتَمِعْ سِوَاہُ ۔

اور۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے سوا اور کوئی بات نہ سنتی تھی۔

وَلَمْ تَنْظُرْ اِلیٰ اَحَدٍ ۔۔۔

اور۔ یوسفؑ کے سوا کسی اور کو دیکھتی تک نہ تھی ۔۔۔

وَکَانَتْ لَا تَنَامُ اِلَّا لَحْظَۃً ۔

اور۔ زلیخا ایک ساعت ہی سوتی تھی !

وَاِذَا فُصِدَتْ یَقْطُرُ دَمُھَا عَلَی الْاَرْضِ فَیَقُوْلُ یُوْسُفُ ۔

اور جب وہ فصد کرواتی تھی تو خون کے ہر قطرے سے یُوسفؑ کی آواز آتی تھی ۔

وَاِذَا رَفَعَتْ رَأْسَھَا اِلَی السَّمَآءِ تَرٰی اِسْمَ یُوْسُفَ مَکْتُوْبًا بِالْکَوَاکِبِ ۔۔۔ اور زلیخا بی بی جب آسمان کی طرف سر اٹھاتی تھی تو اسے ستاروں میں یوسف علیہ السلام کا نام لکھا ہوا دکھائی دیتا تھا ۔۔۔

غرضیکہ ۔ زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کی محبّت میں دیوانی ہو گئی تھی اور عقل و ہوش برباد کر بیٹھی تھی ۔۔

تو ۔ زلیخا نے جب مصر کی عورتوں کی طعنے سُنے تو ان کی دعوت کر دی اور دستر خوان پر طرح طرح اور کئی قسم کے کھانے چنوائے ۔

سیب اور چھریاں بھی رکھیں اور خود حضرت یُوسف علیہ السلام کے پاس گئی ۔

اور کہا ۔۔۔ وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَیْھِنَّ ۔

کہ ۔ مصر کی عورتیں تجھے دیکھنا چاہتی ہیں اٹھو اور انہیں اپنے حسن و جمال کا نظارہ کرا دو تاکہ وہ تجھے دیکھ کر اور میری محبّت کو جان کر خرافات سے رک جائیں ۔ !

ع چل یُوسفؑ کر روشن خانہ خواہش ہووے اج پوری
طعنے مارن والیاں ظالم ویکھ لوَن رُخ نوری

اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام بن سنور کر اپنے حسن و جمال کے چاند کے گرد خوبصورت ہالہ بنا کر اور اپنی خاندانی عزت و ناموس کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ کر مصر کی حسین و جمیل

جوانیوں کے جھرمٹ میں جلوہ افروز ہو گئے۔

اور پھر جب مصر کی خوبصورت عورتوں نے حُسنِ یوسف کو دیکھا تو چھُریاں کسی پھل پر چلنے کی بجائے اُن کے ہاتھوں پر چل گئیں۔

اور ساتھ ہی انہوں نے حضرت یوسف علیہ السّلام کی بڑائی بیان کرنی شروع کردی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے نورِ نظر کی تعریف و توصیف کرنے لگیں۔

کہ ــــ مَا هٰذَا بَشَرًا

کہ یہ تو بشر کی جنس سے نہیں ہے!

اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ۔

بلکہ یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی بشریّت کی نفی کرتے ہوئے انہیں فرشتہ اسلئے کہا کہ اگر یہ بشر ہوتا تو اس میں قوّتِ شہوّت ہوتی اور یہ اس شہوانی قوّت سے مرغوب ہو کر ہماری طرف پیار کی نظر سے دیکھتا تو ہم میں سے ہر ایک اپنی جوانی کی بہاریں اُس کے قدموں میں نچھاور کرنے کو تیار تھیں۔

اسلئے یہ تو کوئی معزّز فرشتہ ہے کیونکہ فرشتوں میں قوّتِ شہوت نہیں ہوتی!

دوسری بات جو یہاں سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حُسنِ یوسف دیکھ کر مصر کی عورتوں نے ہاتھ کاٹ لیئے مگر انہیں کوئی درد نہ ہوُا اور انہیں کوئی تکلیف اور زخم کی شدّت کا احساس تک نہ ہوُا بلکہ جس کے سبب ان کے ہاتھ کاٹے گئے اسی کی تعریف کرنے لگ گئیں۔ چہ جائیکہ وہ حال پکار کرتیں ــــ واویلا کرتیں ــــ شور مچاتیں ــــ ہائے ہائے کرتیں اور دُہائی دیتیں کہ

ہائے ہمارے ہاتھ کاٹے گئے ہیں ــــ خون بہہ نکلا ہے ــــ پٹی باندھو ــ کوئی دوا لاؤ اور کوئی علاج کرو ــــ

مگر نہیں ـــــ ایسا کچھ بھی نہیں ہُوا ـــــ کیوں ؟
اسلیئے کہ حُسنِ یوسف کا جلوہ ان کے سامنے تھا اور وہ اس دلکش نور میں اتنی گم ہو چکی تھیں کہ انہیں ہاتھ کٹ جانے کی خبر تک نہ ہوئی۔
اور اسی طرح میدانِ جہاد میں شہید ہونے والے کو دشمن کی تلوار کے زخم کا درد صرف چیونٹی کے کاٹنے کے برابر بلکہ اس سے بھی کم اسلیئے ہوتا ہے کہ شہید ہوتے وقت حُسنِ ازلی کا جلوہ یعنی حُسنِ خداوندی اسکی آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے۔
میرا اپنا ہی ایک شعر ہے ـــــ کہ

نہ احساسِ ایذا کچھ بھی ہُوا وقتِ ذبح مجھ کو !
تہہِ خنجر لگی تھی آنکھ اپنی چشمِ قاتل سے

آخر حضرتِ ابراھیم علیہ السلام نے بھی تو اپنے لختِ جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر چھُری چلائی تھی ـــ اور بار بار چلائی تھی تو اسماعیل علیہ السلام نے کب شور مچایا تھا ـــ کب دہائی دی تھی اور کب درد کو محسوس کیا تھا ـــــ
کیوں ؟ ـــــ اسلیئے ـــــ کہ
حُسنِ خداوندی کے نظارہ میں اتنے گم ہو گئے تھے کہ انہیں گلے پر چھُری چلنے کا پتہ ہی نہ چل سکا ! ـــــ

آخر میں ابنِ ماجہ شریف کے مترجم ـــ علاّمہ نواب وحید الزّمان صاحب مرحوم ـــ کتاب کے مصنف امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابنِ ماجہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن بارگاہِ خداوندی میں گذارش و التجا کرتے ہیں ـــ کہ
اے ربّ العالمین ـــ اے خالقِ ارض و سما اور اے چاند اور سورج کو روشنی عطا کرنے والے ربّ دو جہاں ہم تجھ سے مال و دولت کے خزانے نہیں مانگتے ـ لعل و جواھرات کے ڈھیر طلب نہیں کرتے ـــ کوٹھیاں اور بنگلے کی خواہش نہیں رکھتے ،

اور سونے اور چاندی کے ذخیروں کی تمنّا نہیں کرتے ــــــــــــ

بس اتنی آرزو ہے کہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہماری موت کو بھی آسان کر دے کہ چیونٹی کے کاٹنے سے بھی کم درد ہو ــــ اور نزع کا وقت بھی اپنی رحمت و بخشش کے واسطہ سے اتنا آسان کر دے کہ ہمیں موت کی خبر تک نہ ہو اور ہم دنیا سے سفر کر جائیں ــــ

یا اللہ! ــــــ ہماری ضعیفی ــ غربت ــ اور ناتوانی پر رحم فرماتے ہوئے ہماری تمام ظاہری و باطنی لغزشوں کو معاف فرما دے ــ

اور ــــــــ اے الہ العالمین

تُو نہ اپنے آئینِ کرم کو بھول جا
ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہمکو بھول جا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# گستاخِ رسولؐ کی سزا

قارئین محترم! ــــــ اصل میں یہ کتاب ایمان افروز مضامین لکھنے کا محرک ایک نام نہاد مسلمان سلیمان رشدی کی کتاب شیطانی آیات سے ہوا جس میں اس نے فرعون و نمرود اور ابوجہل و یزید ملعون کی طرح حق و اسلام سے دشمنی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت کی بنا پر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور امہات المومنین رضی اللہ علیہم عنہم کی شانِ اقدس میں بازاری زبان استعمال کرتے ہوئے مسلمانوں کی غیرتِ ایمانی کو للکارا ہے۔

اور پھر پاکستان کے مذہبی و سیاسی راہنماؤں یعنی مولینا عبدالستار خان نیازی صاحب ــ مولینا کوثر نیازی صاحب ـ مولینا فضل الرحمٰن صاحب اور نوابزادہ، نصراللہ خاں صاحب کی قیادت میں اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے دارالخلافہ اسلام آباد میں رشدی کی شیطانی کتاب کے خلاف ایک پُرجوش لیکن پُرامن جلوس نکالا گیا جس میں پاکستان کی درندہ صفت پولیس نے جلوس پر گولیوں کی بارش کر کے چھ مسلمانوں کو شہید کر دیا اور پھر اسلامی جمہوریہ ایران کے مذہبی پیشوا اور ایران میں اسلامی انقلاب کے عظیم مجاھد جناب آیت اللہ خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے سلیمان رشدی کے خلاف واجب القتل ہونے کا شرعی اور مجاہدانہ فتویٰ دے کر

کفر و باطل کے قلعوں کی دیواروں کو ہلا دیا ہے ۔

تو میں نے خمینی صاحب کے فتویٰ کی تائید میں یہ کتاب لکھنے کا ارادہ کر لیا تاکہ دنیا کو یہ پتہ چل جائے کہ گستاخِ رسولؐ اور شاتمِ رسولؐ "واقعی واجب القتل" ہے۔ اور خمینی صاحبؒ کا فتویٰ صحیح و درست اور حقیقت پر مبنی ہے ۔

تقریباً ایک سال سے پوری دُنیا میں رشدی کی کتاب کے خلاف مسلمان سراپا احتجاج بن کر رشدی ظالم کو پناہ دینے والوں غیر مسلم حکمرانوں سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ ہمارے پیارے اور اللہ کے محبوب نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ اور شاتمِ رسولؐ کو ہمارے حوالہ کیا جائے ۔

پاکستانی راہنما تو اسلام آباد میں چھ مسلمانوں کو شہید کروا کر خاموش ہو گئے ہیں اور علمائے کرام اور عوام نے بھی چپ اختیار کر رکھی ہے اللہ جانے کس مصلحت کی بنا پر ــــــ

لیکن لندن میں ابھی تک مسلمان ـــ اپنے نبیؐ کے وفادار غلام اور اپنے رسولؐ کے جانثار اُمتی آج بھی پورے مذہبی جوش و خروش سے شیطان بیرت رشدی کے خلاف ایک طوفان کی صورت میں لندن کے گلی کوچوں اور بازاروں میں رشدی کی گرفتاری اور اسے پھانسی کی سزا دینے کا مطالبہ کر رہے ہیں ـــــ

○ اور آج کی روزنامہ اخبار "نوائے وقت" کی اخبار مورخہ ۸۹/۶/۱۹ کی اشاعت میں بتایا گیا ہے کہ لندن میں مقیم مسلمانوں نے فرعون بیرت رشدی کے خلاف مظاہرہ کرتے ہوئے شہر کی بڑی بڑی دوکانوں پر پتھراؤ کیا ــــــ

اور ساتھ ہی اس بدبخت اور دینِ اسلام کے باغی اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن رشدی کا ایک انٹرویو شائع کیا گیا ہے جس میں اس ظالم نے کہا ہے کہ عوام نے میری کتاب پڑھے بغیر میرے خلاف تحریک شروع کر رکھی ہے اور ایران والوں نے

مجھ پر واجب القتل ہونے کا فتویٰ بھی اپنی کم سوچ اور کم علمی کی بنا پر دے دیا ہے۔
اور پھر اس شاتم رسولؐ ۔ گستاخ نبیؐ اور دشمن دین نے بڑی ڈھٹائی سے
برملا اعلان کیا ہے کہ اگر میری کتاب میں کوئی کفر ہے تو میں اس کفر پر قائم ہوں۔
قارئین کرام! ۔۔۔ اسلام کے تمام مذہبی پیشواؤں اور ہر مکتب فکر کے
علماؤں ۔ محدثین ۔ مفسرین اور حق پرست عوام مسلمانوں کا عقیدہ و ایمان
ہے کہ کسی بھی نبی و رسول کی شان اقدس میں بے ادبی و گستاخی کرنے والا کافر
اور واجب القتل ہے۔ اور یہ نہایت ہی خوشی کی بات ہے کہ اس ایمان افروز اور
مقدس موضوع پر اہلحدیث حضرات کے امام و پیشوا جناب شیخ الاسلام امام تقی الدین
ابی العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام الحرانی دمشقی المعروف ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ
نے " الصارم المسلول علیٰ بشاتم الرسولؐ " لکھ کر پوری ملت اسلامیہ پر ایک عظیم
احسان کرتے ہوئے کفر و الحاد کے پرستاروں۔ دین اسلام کے باغیوں اور رسولؐ
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے دشمنوں کو بتا دیا ہے کہ
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار غلام اور وفادار امتی ابھی زندہ ہیں اور جس
نے بھی ناموس رسالتؐ پر حملہ کیا اسے کافر اور مرتد سمجھ کر موت کے گھاٹ اتار دیا جائیگا
جیسا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر غازی علم دین شہید تک ہوتا آیا ہے۔
مثلاً ۔۔ پارہ ۲۸ ۔۔ سورۃ المجادلۃ ۔۔ آیت ۲۲ :۔۔۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ
رَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ

کہ ۔۔ اے میرے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو کہ جو اللہ اور آخرت
پر ایمان رکھتے ہیں کہ ان لوگوں سے دوستی رکھیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ
مخالفت اور دشمنی کی ایسے لوگ چاہے ان کے باپ ۔ ان کے بیٹے ۔ ان کے بھائی

اور ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ

کیونکہ ایسے ایمان والوں کے دلوں میں اللہ تعالےٰ نے بذاتِ خود ایمان نقش کردیا ہوا ہے۔

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ

اللہ کریم ان ایمان والوں پر ان کے ایمان کی پختگی کی بنا پر راضی ہے اور یہ ایمان والے لوگ اپنے اللہ کے عطا کردہ راضی ہونے کے انعام پر راضی ہیں۔

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ـــــ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

یہی جماعت اللہ کی جماعت ـــــ یہی گروہ اللہ کا گروہ اور یہی لشکر اللہ کا لشکر ہے

لوگو! خبردار اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہے۔!

اس آیت پاک کا شانِ نزول یہ ہے جسے امام فخر الدّین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

تفسیر کبیر جلد ۸ صـ ۱۲۰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :۔

نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ فِیْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ قَتَلَ اَبَاهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْجَرَّاحِ یَوْمَ اُحُدٍ وَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَتَلَ خَالَهُ الْعَاصَ بْنَ هِشَامِ بْنِ الْمُغِیْرَةِ یَوْمَ بَدْرٍ اِلٰی اَبْرَارٍ وَ مُصْعَبِ بْنِ عُمَیْرٍ قَتَلَ اَخَاهُ عُبَیْدَ بْنَ عُمَیْرٍ وَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ وَحَمْزَةَ وَعُبَیْدَةَ قَتَلُوْا عُتْبَةَ وَشَیْبَةَ وَ وَلِیْدَ بْنَ عُتْبَةَ یَوْمَ بَدْرٍ ـ

کہ۔ یہ آیت کریمہ مذکورہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نازل ہوئی۔ کیونکہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے جنگ اُحد میں اپنے باپ عبداللہ کو قتل کیا تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں اپنے خالو عاص بن ہشام کو قتل کیا تھا اور حضرت ابوبکر صدّیق نے جنگ بدر میں اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو دعوتِ مبارزت دی تھی اور حضرت

مصعب بن عمیرؓ نے بھی جنگ بدر میں ہی اپنے بھائی عبید بن عمیر کو موت کے گھاٹ اتارا تھا اور حضرت علیؓ۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہؓ نے جنگ بدر میں عتبہ، شیبہ اور ولید کو خاک و خون میں تڑپایا تھا۔

مطلب یہ ___ کہ اللہ و اس کے رسولؐ کی محبت کے مقابلہ میں باپ ۔ بیٹا بھائی اور تمام رشتہ دار کوئی حقیقت نہیں رکھتے اور پھر جن ایمان والوں کے دلوں میں اللہ کریم خود ایمان کی دولت کا خزانہ بھرپور کرے اور ان کے دلوں کو پختہ ہونے کی بنا پر انہیں اپنی رضامندی اور خوشنودی کا پروانا بھی عطا فرما دے اور پھر ان کو دنیا میں جنّت کی خوشخبری کا مژدہ بھی سنا دے اور اسی ایمان والی جماعت کو اپنی جماعت بھی قرار دے اور پھر ان پکّے اور جانثار اصحاب رسول کو کامیابی سے ہمکنار بھی کرے تو ایسی صورت حال اور اتنے انعام و اکرام اللہ کی طرف سے حاصل کرنے کے بعد سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ پھر بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایمان والے لوگ اور اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبّت کرنے اور اپنی جانیں قربان کرنے والے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار اُمتی کسی ایسے لوگوں سے دوستی کیسے رکھ سکتے ہیں اور یارانہ پیدا کر سکتے ہیں جو دینِ اسلام کے باغی اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے دشمن ہوں ۔

اس سے پہلے کہ آیت ۱۹ میں واشگاف الفاظ میں بتا دیا گیا ہے ۔ ایسے ہی کفر و شرک کے اندھیروں میں گم ہونے اور ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں میں ڈوبنے والے لوگوں پر

اِسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطَانُ ___ شیطان نے غلبہ کر رکھا ہے ___

فَاَنْسٰهُمْ ذِکْرَ اللّٰهِ ___ اور اس شیطان نے ان کو اللہ کا ذکر بھلا دیا ہوا ہے ۔

اُولٰٓئِکَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ ___ اور یہ جماعت شیطان کی جماعت ہے ___

اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ___ خبردار ۔ شیطان کی جماعت ___ ہمیشہ گھاٹے میں ہے اور رہے گی ۔

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ سلیمان رشدی بھی اسی شیطان کے گروہ اور اسی ابلیس کی جماعت میں شامل ہے، اسی لئے تو اس نام نہاد مسلمان نے ابولہب اور ابوجہل اور دوسرے مشرکینِ مکہ کی طرح اپنی واہیات کتاب شیطانی آیات میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس اور اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن کی عزت و آبرو پر بازاری غنڈوں کی طرح حملہ کر کے دنیائے اسلام کے مسلمانوں کی غیرتِ ایمانی کو للکارا ہے۔

اور قرآن پاک میں پھر ایک اور اعلان فرما دیا گیا ہے ـــــــ

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَادُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اُولٰٓئِکَ فِی الْاَذَلِّیْنَ ـــ

کہ ـــ بیشک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں اور ان سے دشمنی رکھتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں سے ہیں۔

کتب اللہ لاغلبنّ انا ورسلی ـــــ اللہ تعالیٰ لکھ چکا ہے ـــ کہ میں اور میرا رسولؐ غالب رہیں گے ـــــــ چونکہ

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ چونکہ قرآن پاک کی ہر آیت قیامت تک کے لئے ہے اور ہر آیت کا حکم بھی روزِ حشر تک ہے اسی لئے ـــــ شیطان کی جماعت میں پوری طرح شریک سلیمان رُشدی بھی اللہ و رسولؐ سے دشمنی کر کے ساری دُنیا میں ذلیل و خوار ہو رہا ہے ـــــ

سیّد افتخار الحسن کے نزدیک ان آیات قرآنی کا لب لباب اور نتیجہ یہ نکلا کہ جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی رکھنے والے سے دوستی رکھنے والا مسلمان اور مومن نہیں ہے تو پھر خود دشمنِ رسول کیسے مومن ہو سکتا ہے ؟ ـــ

ایمان اور دشمنِ رسول سے دوستی دو متضاد چیزیں ہیں

پارہ ۲۲ ـــ سورۃ الاحزاب ـــ آیت ۵۷

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ

عَذَابًا مُّهِينًا" ـــــ کہ بیشک وہ لوگ جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے

رسولؐ کو ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے ـــ

اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

شیطان کی جماعت میں شامل اور شیطانی آیات لکھنے والے سلیمان رشدی سے

کوئی پوچھے کہ کیا تیری کتاب میں اللہ اور اس کے رسولؐ کو ایذا دی گئی ہے کہ نہیں اور

اگر نہیں تو پھر ثابت کر ـــــ اور اگر ہے اور یقیناً ہے تو پھر دنیا و آخرت میں تیرے لئے

اللہ کی لعنت ہی لعنت ہے اور تو اُس ـــ لعنت اللہ کا مستحق ہونے کے ساتھ ساتھ

اس کے تیار کردہ ذلّت کے عذاب کا بھی حق دار ٹھہرا ـــــ

محترم حضرات! دیکھا آپ نے کہ قرآن پاک کی یہ آیت، گستاخِ رسولؐ اور اللہ

اور اُس کے رسولؐ کو ایذا دینے والے کے لئے کیسی وعید آئی ہے اور اسی لئے

تو رشدی اس دُنیا میں ذلیل و خوار ہو رہا ہے اور ہر طرف سے اس پر اللہ تعالیٰ کی

لعنت اور پھٹکار کی بارش ہو رہی ہے اور اسی آیت کے فیصلہ کے مطابق یہ شیطان

کا چیلہ اور ابلیس کا پتلا قیامت میں جہنم کی آگ کے بھڑکتے ہوئے انگاروں میں

جلایا جائے گا اور ذلت والے عذاب کا طوق اس کی گردن میں لٹکایا جائے گا۔

تفسیر روح البیان جلد ۳ ص ۱۵۵ اسی آیت کے تحت علامہ محمد اسمٰعیل

حقی رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز اور روح پرور ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیے:۔

وَرَسُوْلَہٗ ـــــ یعنی جس نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی۔

یعنی۔ یہ کہا کہ یہ رسول تو شاعر ہے ـــ ساحر ہے ـــ کاہن ہے ـــ مجنون ہے۔

وَھُوَ الْاَذٰی الْقَوْلِیُّ ـــــ اور یہ قولی ایذا ہے۔ یعنی نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کو اپنی ناپاک زبان سے یہ گندے الفاظ استعمال کر کے اور ایسے بیہودہ

الفاظ کی نسبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر کے انہیں ایذا دینی۔ اور

انہیں دکھ پہنچانا مراد ہے ـــــ یا اللہ کے رسول پاکؐ کی شانِ اقدس میں یہ الفاظ کہنے ـــــ

وَكَسَرَ رَبَاعِيَتَهُ وَشَجَّ وَجْهَهُ الْكَرِيْمَ يَوْمَ اُحُدٍ ـــــ کہ آپؐ کے دندانِ مبارک میدانِ اُحد میں شہید ہو گئے ـــ اور آپؐ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا تھا ـــ

اور ایذاءِ فعلی یہ ہے جیسے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ـ

گفت دیدم رسولِ خدائے را علیہ السلام در مسجدِ حرام در نماز بود و سر بسجود نہادہ کہ آں کافر بیامد و شکنبۂ شتر میانِ دو کتف وی فرو گذاشت ـ

کہ میں نے دیکھا کہ رسولِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجدِ حرام میں نماز پڑھ رہے تھے اور آپؐ کا سرِ اقدس سجدہ میں تھا کہ ایک کافر نے اونٹ کی بھری ہوئی اوجھری آپؐ کے کندھوں پر رکھ دی لیکن پھر بھی آپ نے سجدہ سے سر پاک نہیں اٹھایا ـ اور مشرکینِ مکّہ اس بے ادبی ـ گستاخی اور ایذاء رسانی پر ہنس رہے تھے ـ کہ آخر حضرت خاتونِ جنت حضرت فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا تشریف لائیں تو انہوں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں سے اوجھری اُٹھائی ـــــ

یہ اور اس قسم کی رسولِ خداؐ کے خلاف ظالمانہ اور وحشیانہ کارروائیوں کو فعلی ایذا کہا گیا ہے ـــ

ص ۱۵۶ ـ يَحْرُمُ اِذَا النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْقَوْلِ وَالْفِعْلِ بِالْاِتِّفَاقِ ـــــ

کہ ـــ یہ متفقہ فیصلہ ہے، اہلِ ایمان کا کہ قولی اور فعلی ایذا رسول اکرم صلی اللہ وسلم کو دینی حرام ہے ـ

فَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَهْ وَالشَّافِعِيُّ هُوَ كُفْرٌ كَالرِّدَّةِ يُقَالُ مَالَمْ يَتُبْ وَقَالَ مَالِكٌ وَاَحْمَدُ يُقْتَلُ وَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ ـــ اور امام اعظم، امام شافعی، امام مالک

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا فتویٰ اور فیصلہ یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا کافر ہے اور اسے قتل کیا جائے اور اسکی توبہ بھی قبول نہ کیجائے۔ حضرات گرامی! یہ یاد رہے کہ محبوبِ خدا کو گالی دینا ایذا دینے کا سب سے بڑا کفر اور ظلم ہے! فتح القدیر جلد ۴ صفحہ ۴۰۷: مَنْ اٰذٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِطَعْنٍ فِیْ شَخْصِہٖ اَوْ دِیْنِہٖ اَوْ نَسَبِہٖ اَوْ صِفَتِہٖ مِنْ صِفَاتِہٖ اَوْ بِوَجْہٍ مِنْ وُجُوْہِ الشَّیْنِ فِیْ صَرَاحَتِہٖ اَوْ کِنَایَتِہٖ اَوْ تَعْرِیْضًا اَوْ اِشَارَۃً کَفَرَ ——

کہ جو بھی محبوبِ ربِّ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس میں طعنہ زنی کرے یا آپ کے دین میں یا آپ کے نسب میں یا آپ کی صفاتِ نبوّت میں سے کسی صفت میں یا آپ کو کسی عیب کی طرف منسوب کرنے میں طعنہ زنی کرے گا۔ کھلم کھلا یا چھپ کر یا اشارہ کے طور پر تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس کے اس کفر پر اور اس کی اس گستاخی پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ولعذابہ عذاب جہنم —— اور اس کے لئے جہنم کا عذاب تیار کیا گیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا ایسے گستاخِ رسول اور موذیِ رسول کی توبہ قبول کیجائیگی یا نہیں؟

تو حضرت ابنِ ھمام نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ ——

مَنْ یَبْغَضَ رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَلْبِہٖ کَانَ مُرْتَدًّا —

کہ جس نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو دل سے مبغوض جانا وہ مرتد ہے۔

اور پھر آپ کو گالی دینے والا تو بطریق اولیٰ مرتد ہوا ——

وَیُقْتَلُ عِنْدَنَا حَدًّا فَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُہٗ فِیْ اِسْقَاطِ الْقَتْلِ —

کہ ہم احناف کے نزدیک بطورِ حد قتل کیا جائے گا اور قتل کے ساقط ہونے سے اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی ——

فَمَنْ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَتِیْمُ اَبِیْ طَالِبٍ کَفَرَ وَکَذَا مَنْ عَیَّرَہٗ بِرِعَایَتِہِ الْغَنَمَ ——

اور جس نے یہ کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کے یتیم ہیں تو وہ کافر ہوگیا ـــــ
اسی کفر سے اور اسی گستاخی سے بچنے کے لئے ہم حضور علیہ السلام کو دُرِّ یتیم کہتے ہیں ـــ
اور یا آپؐ کے متعلق یہ کہا کہ آپؐ کو نسیان تھا اور بِالمَیلِ اِلیٰ نِسَاۓِہٖ یَکفُرُ ـــــ
یا جس نے آپ کے متعلق یہ کہا کہ آپ اپنی بیویوں کی طرف مائل رہتے تھے اور ان کی طرف راغب رہتے تھے تو اس نے بھی کفر کیا ـــــ
اور اسی طرح جس نے یہ کہا کہ نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں کے چرواہے تھے وہ بھی کافر ہو جائے گا!
مسلم شریف جلد ۲ صـ ۱۱۰ بخاری شریف جلد ۲ صـ ۵۷۶
ـــــــــــــــــ
حضرت عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سُنا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ـ
مَنْ لِکَعْبِ بنِ الاَشْرَفْ ـــ کہ کعب بن اشرف کو قتل کرنیوالا کون ہے؟
فَاِنَّہٗ قَدْ اٰذَی اللہَ وَرَسُوْلَہٗ ـــــ
کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کو ایذا پہنچائی ہے ـ
قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمَۃَ قَالَ یَارَسُوْلَ اللہِ اَتُحِبُّ اَنْ اَقْتُلَ ـــ
حضرت محمد بن مسلمہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں اس بے ادب اور آپؐ کے گستاخ کو قتل کروں ـ
قَالَ نَعَمْ ـــــ فرمایا ہاں!
تو حضرت مسلمہ اپنے ساتھیوں کو ساتھ لیکر کعب بن اشرف کے مکان پر پہنچے ـ

فَجَاءُ فَدَعَوُا اِلَیْلاً ــــــ
اور رات کو اس گستاخِ رسول یعنی کعب بن اشرف کو بلایا ــــــ
فَنَزَلَ اِلَیْهِمْ ـــ کعب بن اشرف باہر نکلا، ان کے پاس آیا۔
وَقَالَتْ لَهٗ امْرَاَتُهٗ اِنِّیْ لَاَسْمَعُ صَوْتًا کَاَنَّهٗ صَوْتُ الدَّمِ۔
کعب بن اشرف کی بیوی نے کہا کہ میں تو ایسی آواز سن رہی ہوں جو خون میں ڈوبی ہوئی ہو ــــــ
یعنی یہ تو قاتلوں کی آواز ہے!
کعب بن اشرف نے کہا نہیں یہ تو میرے رضاعی بھائیوں کی آواز ہے۔
پس جب وہ ان کے قریب آیا تو،
فَقَتَلُوْهُ ــــــ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔
سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ دیکھو کعب بن اشرف منافقین کا سردار ہونے کے ساتھ ساتھ بڑا عقلمند ـــ ہوشیار اور بڑا ہی دانشمند تھا ـــ لیکن اپنے قاتلوں کی خون میں ڈوبی ہوئی آواز نہ پہچان سکا اور بیوی کو یہ کہکر ٹال دیا کہ یہ تو میرے رضاعی بھائی ہیں ـــ اور اس بے ادب و گستاخِ رسول کو یہ بھی سمجھ نہ آ سکی کہ بھلا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فداکار و جانثار غلام جب اپنے حقیقی اور سگے بھائیوں کو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر قربان کر دیتے ہیں، وہ رضاعی بھائی کو کیسے معاف کر سکتے ہیں ــــــ
اور پھر حیران کن بات تو یہ ہے کہ اسکی بیوی اتنی سمجھدار اور عقلمند تھی کہ اس نے قاتلوں کی آواز کو پہچان لیا تھا ـــ
حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بے ادب ـ گستاخ اور شاتمِ رسول تھا ـــ

لِاَنَّہٗ نَقَضَ عَہْدَ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَھِجَاہُ وَسَبَّہٗ ـــــ کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک عہد کو توڑا تھا اور وہ نعوذ باللہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو یعنی برے الفاظ سے حضور علیہ السلام کو پکارا کرتا تھا اور فخرِ آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بھی دیا کرتا تھا ـــــ

حضراتِ محترم ـــــ آج مورخہ ۲۱/۶/۸۹ کی اخباروں میں یہ حوصلہ افزا خبر پڑھ کر انتہائی خوشی ہوئی کہ لندن کے مسافر اور بے وطن اور پردیسی مسلمان موجودہ دور کے شیطان سلیمان رشدی پر مقدمہ چلانے میں کامیاب ہو گئے اور لندن کی ایک عدالت کے ایک جج نے مسلمانوں کی رشدی کے خلاف دی ہوئی درخواست منظور کرتے ہوئے سماعت کی اجازت دے دی ہے ـــــ

یہاں پاکستان کے مسلمان تو دو چار دن رشدی کے خلاف جلسے کر کے ـــ جلوس نکال کر اور طوفان کھڑا کر کے خاموش ہو گئے لیکن صد آفرین ہے لندن کے مسلمانوں پر اور ہزار شاباش ہے وہاں کے وفادار امتیوں پر کہ جنہوں نے سلیمان رشدی کے خلاف اٹھنے والی بین الاسلامی تحریک کو مٹنے نہیں دیا اور اس آگ کو اپنی سرگرمیوں کی وجہ سے ٹھنڈی نہیں ہونے دیا ـــــ

پارہ ۲۲ ـــــ سورۃ الاحزاب ـــــ آیت ۶۹ ـ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰی فَبَرَّاَہُ اللّٰہُ مِمَّا قَالُوْا وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْھًا ـ

کہ ـ اے ایمان والو! تم ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دی ـــ انہیں دکھ پہنچایا اور انہیں ستایا ـــ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بری فرما دیا جو بات انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہی ـــــ

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے بردبار اور وجاہت والے ہیں! ـــ حضراتِ گرامی ـــ اب بنی اسرائیل کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایذا

دینے کا قصہ سُنیئے ! ـــــــ

مشکوٰۃ شریف ص۵۰۰ بحوالہ مُسلم و بخاری شریف ـــــ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ـــــــ

اِنَّ مُوسٰی کَانَ رَجُلاً حَیِیًّا ـــــــ

کہ ـــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ حضرت موسٰی علیہ السلام بہت ہی شرمیلے اور حیا رکھنے والے تھے ـــــ اور اسی شرم و حیا کی بنا پر وہ اپنے بدن مبارک کو لوگوں سے چھُپا کر رکھا کرتے تھے ـــ اور کسی شخص نے کبھی ان کے بدن مبارک کو ننگا نہیں دیکھا تھا ـــ

فَاٰذَاہُ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیلَ ہ

پس ـ آپ کی قوم بنی اسرائیل نے ایذا دی

فَقَالُوْا مَا تَسْتَتِرُ اِلاَّ مِنْ عَیْبٍ بِجِلْدِہٖ ۔

اور انہوں نے کہا کہ یہ موسٰی علیہ السلام ہم سے اسلیئے اپنے جسم مبارک کو چھپاتے ہیں اور اسلیئے ہمارے ساتھ برہنہ ہو کر نہیں نہاتے کہ ان کے بدن میں کوئی عیب ہے ۔

اِمَّا بَرَصٌ اَوْ اُدْرَۃٌ ۔

کہ ـ یا تو ان کے جسم پر برص یعنی پھُلبہری ہے اور یا ان کے خصیتین بڑھے ہوئے ہیں ـــــ

وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَرَادَ اَنْ یُبَرِّاَہٗ ۔

اور پھر اللہ تعالٰی نے ارادہ فرمایا کہ حضرت موسٰی علیہ السلام کو بری کردوں ـــــ

وَخَلَا یَوْمًا وَحْدَہٗ لِیَغْتَسِلَ فَوَضَعَ ثَوْبَہٗ عَلٰی حَجَرٍ ـــ

تو ایک دن حضرت موسٰی علیہ السلام تنہا اکیلے غسل کرنے کیلئے چلے گئے اور پھر انھوں نے اپنے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھے ـــ

فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِہٖ ـــــ تو وہ پتھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے لے کر دوڑ پڑا ـــــ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اپنے کپڑے لینے کے لئے ننگے ہی پتھر کے پیچھے دوڑ پڑے اور آوازیں بھی دیتے جا رہے تھے ـــــ

یَا حَجَرُ ثَوْبِیْ۔ یَا حَجَرُ ثَوْبِیْ ـــ

کہ اے پتھر میرے کپڑے واپس کر دے !۔

حَتّٰی اِنْتَھٰی اِلٰی مَلَاٍ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ فَرَاَوْہُ عُرْیَانًا اَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ ـ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعات اللمعات کے صفحہ ۲۴۳ جلد ۴ میں فرماتے ہیں ـــــ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا برہنہ غسل کرنا در ینجا جواز است غسل برہنہ ـــ کہ ایک تو اس سے ننگے جسم غسل کرنا جائز ثابت ہوتا ہے اور دوسرے یہ ـــــ کہ

در فعل موسیٰ علیہ السلام حکمتے بود کہ عاقبت او تبرا ساخت از عیب و نقصان۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس فعل یعنی برہنہ غسل کرنے میں یہ حکمت تھی کہ بنی اسرائیل نے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر عیب لگایا تھا، اسے کمال عزت و احترام سے بری کر دیا جائے ـ

اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام آوازیں دیتے ہوئے پتھر کے پیچھے ننگے دوڑے جا رہے تھے تو قوم نے دیکھا تو پکار اٹھی کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق ہے یعنی ہر قسم کے عیب سے پاک ہے !۔

وَاَخَذَ ثَوْبَہٗ ـــــ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے اپنے کپڑے پکڑ لیئے !ـــ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا ـــ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر کو مارا پیٹا ـــ

فَوَاللہِ اِنَّ فِی الْحَجَرِ لَنَدَبًا مِنْ اَثَرِ ضَرْبِہٖ ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا اَوْ خَمْسًا ــــ
پس راوی کہتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جونہی پتھر پر ہاتھ مارتے تو اسی وقت پتھر پر زخم کا نشان پیدا ہو جاتا تھا ــــ
تین بار یا چار بار یا پانچ دفعہ ایسا ہی ہوا کہ آپ پتھر پر ضرب لگاتے جاتے تھے، اور پتھر پر زخموں کے نشان ظاہر ہوتے جاتے تھے!
احباب کرام ــــ صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ دیکھو اور غور کرو کہ بنی اسرائیل کو جس نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معرفت اور جس کے وسیلہ اور دعاؤں کے صدقے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سینکڑوں انعامات عطا ہوتے رہے اور خداوند کریم کے لاڈلے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خوشنودی کی خاطر خود خدا تعالیٰ بھی بنی اسرائیل کے لاڈ ہی سے دیکھتا رہا۔ اسی قوم نے اپنی بے وفائی۔ بدعہدی اور بے ادبی کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کئی طرح کے عیب اور الزامات لگانے سے دریغ نہ کیا۔ قرآن پاک میں ہی ان انعامات کا کھل کر ذکر آیا ہے ــــ

(۱) کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کو پانی کی ضرورت پیش آئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی ایک ضرب سے پتھر سے پانی کے بارہ چشمے جاری ہو گئے ۔

(۲) اور پھر جب یہی بنی اسرائیل ایک ریگستان میں گرم ہوا کے تھپیڑوں سے دوچار تھی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہی دعا سے ان پر بادلوں کا سائبان کھڑا کر دیا گیا ۔

(۳) اور پھر جب یہی بے وفا اور بے ادب قوم دریائے نیل کی طوفانی موجوں اور فرعون کی سنگدل فوجوں کے درمیان گھر گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آگے التجا فرمائی تو ان ہی کے عصا کی ایک ضرب سے دریائے نیل کی وہی طوفانی موجیں بارہ

سڑکوں کی شکل اختیار کر گئیں ——

علّامہ اقبال مرحوم نے کیا ہی خوب کہا ہے —— کہ

ع
نہیں مقام کی خوگر طبیعت آزاد
ہوائے سیر مثالِ نسیم پیدا کر
ہزار چشمہ ترے سنگِ راہ سے پھوٹے
خودی میں ڈوب کر ضربِ کلیم پیدا کر

اور

میرِ سپاہ ناسزا لشکریاں شکستہ صف
آہ وہ تیرِ نیم کش جس کا نہ ہو کوئی ہدف
صحبتِ پیرِ رُوم سے مجھ پہ ہُوا یہ راز فاش
لاکھ حکیم سر بجیب ایک کلیم سر بکف

اور —— مثلِ کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی
اب بھی درختِ طُور سے آتی ہے بانگِ لَاتَخَفْ

(۴) اور پھر جب اسی بنی اسرائیل کو بھوک نے ستایا تو حضرت کلیم اللہ علیہ السلام ہی کی دُعا سے ان کے لیئے آسمان سے پکا پکایا دستر خوان اُتر آیا جس میں مَنّ وَ سَلویٰ —— کھیر —— حلوہ اور کئی طرح کے کھانے تھے۔

(۵) اور سب سے بڑی بات یہ کہ فرعون کے جادوگروں کے مقابلہ میں کلیم اللہ علیہ السلام کے عصاء کے ذریعہ ایسی فتح نصیب ہُوئی اور اس طرح اس ناہنجار اور احسان فراموش قوم کے معصوم بچے قتل ہونے سے بچ گئے، اور فرعون کے ظلم و ستم سے یہ بے ادب اور گستاخ لوگ نجات پا گئے ——

اتنے انعامات و احسانات پانے کے باوجود بھی اللہ تعالےٰ کے ایک برگزیدہ

رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام پر عیب لگانے سے یہ بد فطرت انسان باز نہ آئے
اور پھر اللہ کریم نے صاحبِ ایمان حضرات کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا ہے کہ :۔
" اے ایمان والو! تم بھی کہیں ایسے نہ ہو جائیو کہ میرے محبوب پاک
صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفتِ ایمان کی دولت حاصل کر لینے کے بعد اور ان
کی دعاؤں کے صدقہ میری طرف سے ہزاروں انعامات پا لینے کے بعد تم بھی
کہیں موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح محبوبِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کسی قسم کا
کوئی عیب لگا کر ایذا دینے لگ جاؤ اور ان پر تنقید کرنا شروع کر دو!۔ "
سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ آجتک تو کسی صاحبِ ایمان نے اپنے رسولِ اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم پر کسی عیب کا تصوّر بھی کبھی نہیں کیا ——
بلکہ آپؐ کا اسمِ گرامی سُن کر انگوٹھے چومتے اور آنکھوں پہ لگاتے ہیں اور ہر گھڑی
ہر وقت اور لحظہ درود و سلام کے نذرانے پیش کرتے ہیں —— اور آپؐ کو اللہ کا نور
مانتے ہیں۔ ہاں! البتہ کچھ بے ادب اور گستاخ لوگ ایسے بھی ہیں جو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ
وسلم یعنی اپنے ہی پیغمبرؐ اور اپنے ہی رسولؐ پر یہ کہکر عیب لگانا شروع کر دیتے ہیں کہ ہمارے
نبیؐ تو ہماری مثل ایک بشر ہیں اور انہیں تو دیوار کے پیچھے کے بارے میں بھی کوئی علم نہیں تھا۔
اور انہیں تو اختیار نہیں تھا وغیرہ۔ وغیرہ ——
سیّد افتخار الحسن مزید کہتا ہے کہ اگر سلیمان رشدی بھی صاحبِ ایمان ہوتا تو یہودیوں
کی طرح اپنے رسولِ معظم حضرت محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہدفِ تنقید بنا کر آپ کو بنی
اسرائیل کی طرح ایذا نہ دیتا ——

پارہ ۲۸ —— سورۃ الممتحنۃ —— آیت ۵
وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ —— اور پھر آخر حضرت موسیٰ کو یہ کہنا ہی پڑا کہ اے میری قوم

مجھے کیوں ایذا دیتے ہو اور مجھے کیوں ستاتے ہو۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں اللہ کی طرف سے تمہاری طرف رسول بن کر آیا ہوں۔

فَلَمَّا زَاغُوْا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ

اور پھر جب وہ یعنی بنی اسرائیل حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کے معجزات دیکھ کر بھی اور انکے طفیل سینکڑوں انعامات حاصل کرنے کے باوجود بھی ان پر عیب لگاتے اور انہیں ایذا دیتے رہے یہانتک، ان کے ایسے ناقابل معافی جرائم کی بنا پر وہ یعنی کلیم اللہ علیہ السلام کی قوم دین اسلام اور نیکی و شرافت کے سیدھے راستہ سے بھٹک کر اور حق و ہدایت کی راہ سے منہ موڑ کر ٹیڑھے راستوں پر چل نکلے تو پھر اللہ تعالےٰ نے بھی ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا تاکہ اب آئندہ یہ کبھی بھی سیدھا راستہ نہ پا سکیں۔

اور اللہ تعالےٰ فاسق لوگوں کو ہدائت نہیں دیتا اسلئے کہ ایسے لوگوں کے دل پتھر اور ٹیڑھے ہو جاتے ہیں اور پھر وہ ضلالت و گمراہی کے اندھیروں میں ایسے گم ہو جاتے ہیں کہ انہیں نیکی و شرافت کی روشنی دکھائی نہیں دیتی۔

بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۵۷۷ حضرت براء ابن عاذب سے روائیت ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند انصاری نوجوانوں کو بھیج کر ابو رافع کو قتل کروا دیا ——

كَانَ اَبُوْ رَافِعٍ يُؤْذِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ —— کیونکہ ابو رافع، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیا کرتا تھا ——

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے والا واجب القتل ہے جیساکہ بخاری شریف کی اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے تو لہٰذا سلمان رشدی بھی واجب القتل ہے اور اس شیطان کے گروہ کے ایک رکن کے خلاف جناب آیت اللہ خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے جو واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیا ہے وہ بالکل صحیح۔ درست اور حقیقت پر مبنی ہے! ۔

مشکوٰۃ شریف ص ۳۰۸ و ابوداؤد شریف ۔

عَنْ عَلِیٍّ اَنَّ یَھُوْدِیَّۃً کَانَتْ تَشْتِمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِیْہِ فَخَنَقَھَا رَجُلٌ حَتّٰی مَاتَتْ فَاَبْطَلَ دَمَھَا ۔۔۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی اور آپ کی شانِ اقدس میں گستاخی اور طعنہ زنی کیا کرتی تھی تو محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جانثار غلام آدمی نے اس عورت کے گلے میں پھندہ ڈال کر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اور جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو آپؐ نے اس عورت کے خون کو باطل قرار دے دیا یعنی نہ کوئی قصاص اور نہ کوئی دیّت ۔۔۔

الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول ص ۲۷ ۔۔۔ الشیخ الاسلام الامام تقی الدین المعروف ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ۔۔۔ یعنی تیز تلوار رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے کی گردن پر ۔۔۔

وَفِی الْحَدِیْثِ ۔۔۔ اَنَّ رَجُلًا لَیَبِیْتَ النَّبِیَّ علیہ السلام فَقَالَ مَنْ یَکْفِیْنِیْ عَدُوِّیْ ۔ فَیَکُوْنُ کَافِرًا ۔ حَلَالُ الدَّمِ ۔۔۔

کہ یہ بات حدیث پاک میں ہے کہ ایک آدمی نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتا تھا تو آپؐ نے فرمایا کہ کون ہے جو میرے دشمن سے بدلہ لے کیونکہ وہ کافر ہو گیا ہے اور اس کا خون بہانا یعنی اسے قتل کرنا حلال و جائز ہے ۔۔۔

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ شاتمِ رسول اور موذیِ رسول ، دشمنِ رسول ہے اور دشمنِ رسول واجب القتل ہے ۔ لہٰذا اسلمان رشدی بھی شاتمِ رسول ہے اور موذیِ رسول ہے اور دشمنِ رسول ہے اور واجب القتل ہے ۔

پارہ ۲۸ ۔۔۔ سورۃ المجادلہ ۔۔۔ آیت ۲۰-۲۱ ۔۔۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَادُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اُولٰٓئِکَ فِی الْاَذَلِّیْنَ ۔۔۔ کہ بیشک

وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں سے ہیں ـــــ

وَلَوْ كَانَ مُؤْمِنًا مَعْصُومًا لَمْ يَكُنْ اَذَلَّ

اور اگر کوئی مومن معصوم ہو تو وہ ذلیل نہیں ہے۔

جیسا کہ ـــــ پارہ ۲۸ ـــــ سورۃ المنافقون ـــــ آیت ۸

لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

"اور عزت تو صرف اللہ اور اس کے رسولؐ اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے لیکن منافقین کو اس کا علم نہیں ہے"۔

مطلب یہ ہے کہ شاتمِ رسولؐ کے لئے اور مخالفِ رسولؐ کے لئے اور موذی رسول کے لئے تو ذلت ہے لیکن اس کے مقابلہ میں صاحبِ ایمان کے لئے اور غلامِ رسول کے لئے اور موافقِ رسول کے لئے اور حامیِ رسول کے لئے تو عزت ہے اور صاحبِ ایمان اور صاحبِ عزت انسان کبھی کفر و باطل کے جال میں نہیں پھنس سکتا ـــــ

صفحہ ۴۰ اسی کتاب میں ہے ـــــ

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مَحَبَّةَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَرْضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَطَاعَةَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ شَيْءٌ وَاحِدٌ۔

کہ اللہ اور رسولؐ کی محبت ـــ اللہ اور رسولؐ کی رضا ـــ اور اللہ و رسولؐ کی اطاعت ایک ہی شے ہے۔!

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔

اَلشِّفَا بِتَعْرِيْفِ حُقُوْقِ الْمُصْطَفٰےؐ ـــــ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اندلسی صد ۱۹۴ تا ۱۹۶ میں بھی یہ تمام احادیث و روایات موجود ہیں ـــــ

حضراتِ گرامی! اب ذرا اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کے بارے قرآن مجید

کا صریح فیصلہ بھی سُن لو!

پارہ ۱ — سورۃ البقرہ — آیت ۹۸

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ

فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ -

کہ جو بھی اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور اللہ کے رسولوں اور جبرئیل و میکائیل

کا دشمن ہوا تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے کافروں کا دشمن ہے -

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ اس آیت پاک سے نہ صرف اللہ اور اُس کے

رسولوں کے ہی دشمن کا کفر ثابت ہوتا ہے بلکہ اللہ کے تمام فرشتوں اور خصوصاً حضرت

جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام کا دشمن بھی کافر ہے -

پارہ ۵ — سورۃ النساء — آیت ۶۰

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا

أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ -

کہ اے میرے محبوب پاک اور میرے آخری رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم نے

انہیں نہ دیکھا کہ جو دعویٰ اور گمان تو یہ کرتے ہیں کہ وہ ایمان لے آئے ہیں اس پر کہ جو تم

پر اور تم سے پہلے نازل کیا گیا ہے۔ مگر جب بھی کسی جھگڑے کے فیصلہ کروانے کا وقت

آتا ہے تو چاہتے ہیں کہ شیطان سے فیصلہ کروائیں!

تفسیر خازن جلد ۱ ص ۳۹۷ علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی رحمۃ اللہ علیہ —

تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۲۴۸ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ:

تفسیر روح المعانی جزء ۵ ص ۱۰۴ السیّد محمود الآلوسی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ —

الصارم المسلول ص ۳۸ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ —

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: —

نَزَلَتْ فِی رَجُلٍ مِنَ الْمُنَافِقِیْنَ یُقَالُ لَهٗ بِشْرٌ ۔

کہ یہ آیت کریمہ بشر نامی ایک منافق آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جس کا واقعہ یہ ہے کہ اس منافق اور ایک یہودی کے درمیان کسی بات پر جھگڑا پیدا ہو گیا تو ۔

فَقَالَ الْیَهُوْدِیُّ تَطْلُقْ اِلٰی مُحَمَّدٍ ۔ یہودی نے کہا کہ فیصلہ کروانے کے لیئے تو میرے ساتھ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چل

تفسیر کبیر کے الفاظ یہ ہیں : ۔

فَقَالَ الْیَهُوْدِیُّ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ اَبُو الْقَاسِمِ ۔

کہ یہودی نے کہا کہ میرے اور تمہارے درمیان ابو القاسم یعنی محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ کریں گے : ۔

وَقَالَ الْمُنَافِقُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ كَعْبُ بْنُ الْاَشْرَفِ ۔

لیکن منافق نے کہا کہ میرے اور تمہارے درمیان کعب بن اشرف فیصلہ کرے گا ۔

اور اس کا سبب یہ تھا کہ محبوب خدا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ——

کَانَ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ وَلَا یَلْتَفِتُ اِلَی الرِّشْوَةِ ۔

کہ رسول خدا علیہ السلام تو حق پر مبنی فیصلہ کریں گے کیونکہ وہ رشوت کی طرف دھیان ہی نہیں کرتے ۔

وَکَانَ کَعْبُ بْنُ اَشْرَفَ شَدِیْدَ الرَّغْبَةِ فِی الرِّشْوَةِ

اور کعب بن اشرف شدت سے رشوت لینے کی طرف راغب ہے ۔

وَالْیَهُوْدِیُّ کَانَ مُحِقًّا وَالْمُنَافِقُ کَانَ مُبْطِلًا ! —— اور یہودی اس جھگڑے میں حق پر تھا اور منافق جھوٹا تھا —— پھر دونوں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے ۔ فَحَکَمَ الرَّسُوْلُ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لِلْیَهُوْدِیِّ پس پھر رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے دلائل سننے کے بعد یہودی کے حق میں

فیصلہ سنا دیا ـــــ فَقَالَ الْمُنَافِقُ لَا اَرْضٰی ـــــ لیکن منافق نے کہا کہ مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فیصلہ منظور نہیں ہے اور میں اس فیصلہ پر راضی نہیں ہوں ـــــ
فَقَالَ اَنْطَلِقْ بِنَا عُمَرُ ـ یہودی نے پھر کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ تجھے منظور نہیں ہے تو چلو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چل کر فیصلہ کروا لیتے ہیں ـ پھر دونوں یہودی اور منافق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے ـ
یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آگے ساری کہانی بیان کرتے ہوئے کہا کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ میرے حق میں کر دیا ہوا ہے لیکن بشر منافق کہتا ہے کہ مجھے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ منظور نہیں ہے ـ
فَقَالَ عُمَرُ لِلْمُنَافِقِ اَكَذَالِكَ ـــــ
پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منافق سے پوچھا کہ کیا یہ یہودی جو کہتا ہے اسی طرح ہے ـ قَالَ نَعَمْ ـــــ منافق نے جواب دیا ـ ہاں ! اسی طرح ہے ـ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ـ ذرا ٹھہرو میں ابھی فیصلہ کر دیتا ہوں ـ
چنانچہ آپ اندر چلے گئے اور ایک تیز دھار والی تلوار لیکر باہر آئے اور آتے ہی فَضَرَبَ بِهٖ عُنُقَ الْمُنَافِقِ ـــــ اور اس تلوار سے اس منافق کی گردن اڑا دی ـــــ اور فرمایا ـ هٰكذا اقضى لمن لم يرض بقضاء الله و رسوله ـ
کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول ؐ کے فیصلہ کو نہیں مانتا عمر ؓ اس کا فیصلہ تلوار سے کیا کرتا ہے ـــــ

فنزل جبرئيل وقال ـــــ ان عمرؓ فرق بين الحق والباطل ـ
بس پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور آواز دی کہ حضرت عمرؓ حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والے ہیں ـــــ
فَسَمَّاهُ النَّبِیُّ علیہ السلام الفَارُوْق رضی اللہ عَنْهُ ـ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے حضرت عمرؓ کا لقب فاروق رکھ دیا۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ اس مستند روایت سے مندرجہ ذیل حقائق روزِ روشن کی طرح سامنے آتے ہیں ___

(۱) قرآن پاک کی یہی وہ آیت کریمہ ہے جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ حق بیان سے "فاروق" کا عظیم لقب عطا ہوا۔

(۲) کعب بن اشرف رئیس المنافقین کو قرآن مجید نے "طاغوت" جیسے مکروہ منحوس اور رشوت خور کے نام سے ذکر کیا ہے۔!

(۳) تمام حق پرست مفسرین نے طاغوت کے معنیٰ شیطان کیا ہے۔
طاغوت ___ بمعنی شیطان۔

(۴) محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ نہ ماننے والا واجب القتل ہے!

قرآن مجید کا دوسرا فیصلہ ___

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ۔

کہ اے میرے محبوب پاکؐ اگر کوئی انسان نمازی بھی ہو، حاجی بھی ہو۔ زکوٰۃ بھی دیتا ہو۔ کلمہ گو بھی۔ تہجد گزار بھی اور دن رات تسبیح چلانے والا بھی ہو لیکن اگر وہ تجھے اپنا حاکم نہیں مانتا اور تیرے فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتا تو وہ مومن نہیں ہے۔

قارئینِ کرام ___ یاد رہے کہ یہ وہی کعب بن اشرف ہے جسے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کروا دیا تھا۔

الصارم المسلول علی شاتم الرسول صـ۲۱ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ۔
اہلِ حدیث حضرات کے اس محقق و محدث اور امام و پیشوا نے ایک نہایت ہی ایمان

افروز نکتہ بیان کیا ہے ـــــ صاحب ایمان غور سے سُنیئے اور اپنے ایمان کے چمنستان میں تازہ بہار کی کیفیت پیدا کیجئے اور اپنے دین کے آفتاب سے روشن کرنیں حاصل کیجئے اور محبّتِ رسُول کی شمع سے نئی روشنی وصول کیجئے!

فَمَنْ اٰذَی الرَّسُوْلَ فَقَدْ اٰذَ اللّٰہَ ـ وَمَنْ اَطَاعَہٗ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ـ

کہ جس نے رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی ـ اور جس نے محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی ـ

لِاَنَّ الْاُمَّۃَ لَا یَصِلُوْنَ بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ رَبِّھِمْ اِلَّا بِوَاسِطَۃِ الرَّسُوْلِ ـ

کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بغیر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ اور وسیلہ کے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں رسائی حاصل نہیں کر سکتی ـــــ

وَلَیْسَ لِاَحَدٍ مِّنْھُمْ طَرِیْقٌ غَیْرُہٗ وَلَا سَبَبٌ سِوَاہُ

اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ اور وسیلہ کے بغیر اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنے کا اور کوئی طریقہ ـــ اور کوئی راستہ اور کوئی سبب نہیں ہے!

وَقَدْ اَقَامَہُ اللّٰہُ مَقَامَ نَفْسِہٖ فِیْ اَمْرِہٖ ـ وَنَھْیِہٖ ـ وَاِخْبَارِہٖ ـ وَبَیَانِہٖ ـ!

اسلیئے کہ اللہ کریم نے اپنے پیارے محبُوب علیہ السلام کو حکم کرنے میں ـــ منع کرنے میں ـــ خبر دینے میں اور بیان دینے میں اپنا قائم مقام بنا رکھا ہے ـ

فَلَا یَجُوْزُ اَنْ یُّفَرَّقَ بَیْنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فِیْ شَیْءٍ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمُوْرِ ـ

پس اب یہ جائز نہیں ہے کہ کوئی صاحبِ ایمان، ان امور میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے درمیان کوئی فرق و تفریق پیدا کرے ـ

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ اس ایمان افروز نکتہ سے مندرجہ روح پرور نکات بھی حاصل ہوتے ہیں ـــ

(۱) - اللہ تعالےٰ حکم کرنے والا ــ رسولؐ بھی حکم کرنے والے ہیں ۔

(۲) ــ کہ اللہ کریم بُرے کاموں سے منع کرنے اور روکنے والا ــــ رسولؐ بھی بُرے کاموں سے منع کرنے اور روکنے والے ہوئے ۔

(۳) ــ اللہ جل شانہ‘ عالم الغیب ــــ رسول پاکؐ بھی علم غیب جاننے والے اور غیب کی خبریں دینے والے ہوئے ۔

(۴) - اَللہُ جلّ جلالہٗ، ہر شے کو کھول کر بیان کرنے والا ــــ رسولِ کریمؐ بھی ہر چیز کو کھول کر بیان کرنے والے ہوئے ۔

مثلاً ــ قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے ۔ پارہ ۹ - سورۃ اعراف ۔ آیت ۱۵۷ :ــ یَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ ــ

کہ جب یہ یہود و نصاریٰ تورات و انجیل میں میرے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ پڑھیں گے تو ضرور یہ دیکھیں گے کہ آخری زمانہ میں تشریف لانے والا اور اس خطۂ ارض پر جلوہ گر ہونے والا اور رحمتِ دوجہاں بن کر جب آئیں گے تو اس کی صفات یہ بھی ہوں گیں ۔

کہ وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری اور پاک چیزیں ان پر حلال کرے گا اور گندی اور ناپاک اشیاء ان پر حرام فرمائیگا ــ

پارہ ۱۴ ــ سورۃ النحل ــ آیت ۴۴

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ ــــ اور ہم نے تم پر اے میرے رسولؐ ذکر یعنی قرآنِ حکیم نازل فرمایا ہے تاکہ آپ اسے انسانوں میں کھول کر بیان فرمائیں ــ

پارہ ۱۳ ــــ سورۃ یوسف ــــ آیت ۱۰۲

ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ــ کہ اے میرے پیارے نبیؐ

علیہ السلام یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔

پارہ ۱۲، سورۃ ھود آیت ۴۹

تِلْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَآ اِلَیْكَ اور وعلمك مالم تعلم

پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۱۱۳ اور یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالٰی نے اپنا قائم مقام جو بنا دیا ہوا ہے۔

طبرانی فی الکبیر ــــ الجامع الصغیر سیوطی جلد ۲ ص ۱۷۳۔ فتح القدیر

جلد ۳ ص ۱۹۶۔ شفا شریف جلد ۲ ص ۲۱۲ ــ الصارم المسلول ص ۹۲۔

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ــ قَالَ ـ قَالَ رَسُوْلُ

اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّ نَبِیًّا قُتِلَ وَمَنْ سَبَّ

اَصْحَابَهٗ جُلِدَ ــــ

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ فرمایا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ

جو نبیؑ کو گالی دے اسے قتل کیا جائے اور جو نبیؐ کے صحابہؓ کو گالی دے اسے سنگسار

کیا جائے ــــ چند الفاظ یہ ہیں ــــ

مَنْ سَبَّ نَبِیًّا فَاقْتُلُوْهُ وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَاجْلِدُوْهُ ــــ

کہ جو شخص نبیؐ کو گالی دے اسے قتل کردو اور جو شخص میرے صحابہ کو گالی دے

اُسے کوڑے مارو ــــ

شرح فقہ اکبر میں حضرت امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ

خلیفہ ہارون رشید کے دسترخوان پر کدّو پک کر آیا کسی نے کہا کہ کدّو نبیٔ پاک صلی اللہ

علیہ وسلم کو بہت پسند تھا دوسرے نے کہا کہ مجھے پسند نہیں ہے تو حضرت امام یوسف

رحمۃ اللہ علیہ نے اسے قتل کرنے کے ارادہ سے تلوار نکال لی ــــ

اور فرمایا کہ ــــ تو مرتد ہو گیا ہے ــــ اُس نے توبہ کر لی ــــ

تفسیر روح البیان ـــــ جلد ۲ ص ۴۸۹

قِیلَ لِرَسُولِ علیہ السَّلَام ـ اِنَّکَ تُحِبُّ الْقَرْعَ قَالَ نَعَمْ وَ اجل ھِیَ شَجَرَۃُ اَخِی یُونُسَ ـ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ آپ کدّو سے محبت کرتے ہیں ـــ اسے پسند کرتے ہیں اور اسے اچھا سمجھتے ہیں ـــ فرمایا ـــــ ہاں!

یہ میرے بھائی حضرت یونس علیہ السلام کا وہ درخت کہ جس نے ان کی نبوّت کی گواہی دی تھی اور جب وہ دریا سے ننگے باہر نکلے تھے تو اس کدّو کی بیل نے ان کے بدن مبارک کو ڈھانپا تھا ـــــ

وَعَنْ اَبُو یُوسُفَ لَوْ قَالَ رَجُلٌ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ علیہ السَّلَامُ یُحِبُّ الْقَرْعَ فَقَالَ الْآخَرُ اَنَا لَا اُحِبُّہٗ فَھٰذَا کُفْرٌ ـــــ

کہ حضرت ابو یوسف رحمۃ اللہ کے نزدیک اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ امام الانبیاءؑ صلی اللہ علیہ وسلم کدّو کو پسند فرمایا کرتے تھے اور اس سے محبّت کرتے تھے اور اگر کسی دوسرے شخص نے یہ کہدیا کہ مَیں تو کدّو کو پسند نہیں کرتا تو یہ کفر ہے ـ کیونکہ اس نے اہانت کے طور پر یہ کہا ہے ـ

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ چیز یعنی کدّو کی توہین کرنے والا آدمی حضرت امام ابو یوسف کے نزدیک واجب القتل ہے تو خود حضرت محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور اہانت اور بے ادبی و گستاخی کرنے والا انسان قتل ہونے سے کیسے بچ سکتا ہے ـ

الصارم المسلول ـــــ ص ۵۱۳ حضرت عبد اللہ اور حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں :ـ مَنْ شَتَمَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُتِلَ ـ کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اُسے قتل کر دیا جائے ـ

وَذَالِكَ اَنَّہٗ اِذَا شَتَمَ فَقَدْ اِرْتَدَّ ـــــ

اور حضرت عبداللہ اور حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہم کا یہ فیصلہ اس لئے ہے۔
وَذَالِكَ اَنَّہٗ اِذَا شَتَمَ فَقَدْ اِرْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَام ـــــ کہ حضور
علیہ السلام کو گالی دینے والا دینِ اسلام سے مرتد ہو جاتا ہے۔
شفا شریف جلد ۲ صـ۲۰۶ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ۔

مَنْ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ اَسْوَدُ قُتِلَ ـ کہ جو شخص یہ کہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کالے تھے اُسے قتل کیا جائے۔
کیونکہ اس بدبخت نے ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو
نعوذ باللہ کالے رنگ والا کہہ دیا جو کہ اللہ تعالےٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ حسین و
جمیل ہیں اور جو خدا کے نور سے ہیں اور نورٌ علیٰ نور ہیں ـــ

اور تمام محدثین کرام ـــــ تمام مفسرین عظام اور تمام علمائے کرام حق
پر اور تمام اہلِ ایمان کا عقیدہ و ایمان ہے کہ حُسنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حُسنِ
یوسف علیہ السلام سے بھی زیادہ اکمل و افضل اور برتر ہے۔ اسیلئے کہ حُسنِ مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ چمکنے والا چراغ ہے اور تجلیاتِ الٰہیہ کا مرکز ہے۔
مثلاً ـــــ ترمذی شریف جلد ۲ صـ۲۰۵ ۔ مشکوٰۃ شریف صـ۵۱۸،
حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

مَا رَاَیْتُ اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْہِہٖ ـ
کہ میں نے حُسنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر اور کوئی شے حسین نہیں دیکھی
گویا کہ سورج آپؐ کے چہرہ اقدس سے طلوع ہوتا ہے اور یا سورج آپؐ کے چہرہ انور
پر کھیلتا ہے!
شمائلِ ترمذی شریف صـ۲ ۔ مشکوٰۃ شریف صـ۵۱۸ ۔ حضرت جابر بن سمرۃ

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات چودھویں کا چاند رات کو پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا فجعلت انظر الیہ والی القمر فاذا ھو احسن عندی۔ اور میں کبھی چاند کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی حسن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لیکن میرے نزدیک چاند کی چاندنی اور روشنی سے حسن مصطفےٰ علیہ السلام زیادہ حسین زیادہ خوبصورت اور زیادہ روشن تھا ——

کتاب مطالع المسرات فی شرح دلائل الخیرات صـ۲۹۱ — امام محمد المھدی بن احمد علی بن یوسف الفاسی رحمۃ اللہ علیہ ——

وحسن یوسف وغیرہ جزا من حسنہ۔

کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن اور دوسرے حسن، حسن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جز ہیں۔

المواھب اللدنیہ۔ مطبوعہ بیروت صـ۱۹۴۔ جناب امام و علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ لم یظھر لنا تمام حسنہ۔ کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے حسن کو ہم پر ظاہر نہیں کیا گیا۔ اس لیے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا حسن ظاہر ہو جاتا۔ تو۔ لاطاقت اعیننا رؤیتہ تو کوئی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ بھی نہ سکتا اور ہماری آنکھوں میں طاقت نہیں ہے۔ کہ وہ حسن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ سکیں!

نشر الطیب صـ۱۳۳۔ دیوبندی حضرات کے امام و پیشوا جناب مولانا اشرف علی صاحب تھانوی بھی لکھتے ہیں:۔ لم یظھر جمالہ کما ھو۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن و جمال ویسا ظاہر نہیں کیا گیا جیسا کہ تھا ——

شرح شمائل ترمذی شریف جلد ۱ صـ۹ المحدث ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو تو پہچان لیا لیکن۔ ما عرفوا رسول اللہ ——

رسُول کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچان سکے۔

لِاَنَّ حِجَابَ الْبَشَرِیَّتِ غَطّٰی اَبْصَارَھُمْ —— اسلیئے کہ بشریّت کے پردوں نے حُسنِ مصطفٰےؐ کو چھپا رکھا ہے صلّی اللہ علیہ وسلم —— مولینا قاسم نانوتوی مدرسۂ دیوبند کے بانی اور دیوبندی حضرات کے قابلِ اعتماد محدّث اور عظیم مفسّر نے بھی "قصائدِ قاسمی" میں نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کے حُسن و جمال کے بارے میں خوب لکھّا ہے اور مُلّا علی قاری والا عقیدہ ہی بیان کیا ہے —— اور مولینا اشرف علی صاحب کا بھی ہے

رہا جمال پہ تیرے حجابِ بشریّت
نہ جانا کسی نے کیا ہو جز ستّار

اور ہمارے اعلیٰحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں —— کہ

ع
تم ذاتِ خُدا سے نہ جُدا ہو نہ خُدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیئے کیسا ہو

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی کے پیشِ نظر اب صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن، موجودہ دَور کے دیوبندی حضرات کے عقل و ہوش کی کمزوری، دِل و دماغ کی نحوست اور ذہنی و فکری ہٹ دھرمی کو دیکھتے ہوئے سوال کرتا ہے کہ جب ان کے عقائد کے بانی و پیشوا جناب مولینا محمد قاسم نانوتوی صاحب اور مولینا اشرف علی تھانوی صاحب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ پاک اور حُسن و جمال کی رعنائیوں کو بشریّت کے پردوں میں آپ کے نورِ ازلی کو چھپا ہُوا تسلیم کرتے ہیں تو پھر تم لوگ اس بے نظیر اور بے مثال نبیؐ کو اپنی مثل بشر کیوں کہتے ہو؟ —— اور دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص بھی ایسے حسین و جمیل رسول کو نعوذ باللہ کالا یا بدصورت کہدے تو وہ کافر مرتد اور واجب القتل نہیں تو اور کیا ہے!

الصارم ۵۲۵ :۔ مَنْ سَبَّ اُمَّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقْتَلُ مُسْلِماً اَوْ کَافِراً ۔۔۔ کہ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و اہانت تو ایک طرف کہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا، حضور علیہ السلام کی والدۂ گرامی کو گالی دے اُسے بھی قتل کر دیا جائے چاہے مسلمان ہو یا کافر ۔

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ نعوذ باللہ وہ کافرہ اور جہنمی تھیں اس سے بڑھکر اور گالی کیا ہو گی ۔۔۔۔

الصارم ۔ ص ۵۲۷ ایک آدمی نے مناظرہ کے دوران سیّد الاوّلین و دالآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیم کہہ دیا وَخَتَنَ حیدرہ اور حضرت حیدر کرار یعنی حضرت علی علیہ السّلام کا سُسر کہہ دیا تو ۔۔۔۔

یَجِبُ قَتْلُ قَائِلِہٖ ۔ تو ایسے گستاخانہ الفاظ کہنے والے کو قتل کرنا واجب ہے ۔

حضرت مولینا جلال الدّین رومی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز اور مشہور و مقبول زمانہ کتاب مثنوی شریف میں ایک گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کچھ اس طرح کرتے ہیں ! ۔۔۔۔۔

ع
آں دہاں کژ کرد و از تسخیر بخواند
مر محمّد را دہانش کژ بماند

کہ ایک شخص نے بے ادبی ۔ گستاخی اور تمسخر کے طور پر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک لیا اور منہ ٹیڑھا کر لیا تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایسے بے ادب اور گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سزا ملی کہ اسکا منہ ہی ٹیڑھا ہو گیا !

ع باز آمد کالے محمد عفو کن

اے ترا الطاف و علم و عن لان

اور پھر وہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں دوڑتا ہوا حاضر ہوا اور گڑگڑا کر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اللہ کریم نے رؤفٌ رحیم بنا کر مبعوث فرمایا ہے اور آپ لطف و کرم کی مزمل والی کالی کملی اور رحمتِ دو جہاں کی مدثر والی سفید چادر کا سایہ پوری کائنات پر سایہ فگن ہے اور آپ کو علومِ لدنی عطا کئے گئے آپؐ کی رحمۃ اللعالمینی کا ـــــ واسطہ مجھے معاف کر دو۔

من ترا افسوس مے کردم بجھل

من بدم افسوس را منسوب و اھل

کہ میں اپنی جہالت سے آپ سے استہزاء کرتا تھا، حالانکہ میں خود استہزاء کے لائق تھا۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد

میلش اندر طعنۂ پاکان برد

اور جب خداوندِ تعالےٰ چاہتا ہے کسی کی پردہ دری، ذلت اور رسوائی کرے تو اس بدبخت انسان کا ذہنی رجحان اور دماغ کا میلان نیک لوگوں کے طعن میں پیدا کر دیتا ہے ! ــ جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے کہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس کی گستاخی کرنے والوں کو قتل کر دیا جاتا رہا ہے۔

اور اس زمین کے شیطان اور اس دور کے ابلیس سلیمان رشدی نے بھی اپنی شیطانی کتاب میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس پر ایک بیہودہ اور غنڈہ انسان کی حیثیت سے حملہ آور ہو کر اس بے عیب نبی پر گستاخی و طعنہ زنی کے تیر برسائے ہیں اسکی سزا وہی ہے جو ایسے لوگوں کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی اور مستند تفسیروں کے حوالوں سے لکھا جا چکا ہے ـ یعنی ـــــ واجب القتل۔

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ جس طرح اس بے ادب اور گستاخِ رسول علیہ السلام نے فوراً ہی نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے، معافی مانگ لی تھی، اسی طرح شیطان کے ساتھی سلیمان رشدی بھی بارگاہِ ربّ العزّت میں توبہ کر لے اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ ایمان حضرات اور مسلمانوں سے برسرِ عام معافی طلب کر لے تو اسے معاف کیا جا سکتا ہے ورنہ بصورتِ دیگر ایران کے مذہبی راہنما و اسلامی انقلاب کے بانی جناب خمینی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا "واجب القتل" ہونے کا فتویٰ ابھی تک موجود ہے —— آدابِ نبوّت ——

مشکوٰۃ شریف صہ ۵۳۴ ۔ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم چند صحابہ کرامؓ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ وَھُوَ یَقْسِمُ جبکہ آپ مالِ غنیمت تقسیم کر رہے تھے ——

کہ بنی تمیم کا ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا! یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَعْدِلْ —— کہ اے اللہ کے رسولؐ عدل کیجئے! تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، وَیْلَکَ ۔ ہلاکت ہو تجھے —— مجھ سے زیادہ عدل کرنیوالا اور کون ہے؟

فَقَالَ عُمَرُ اِئْذَنْ لِیْ اَضْرِبْ عُنُقَہٗ ۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کی اس بے ادبی اور گستاخی اور طعنہ زنی پر عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیں تاکہ میں اس، آپ کے بے ادب۔ گستاخ اور طعنہ زنی کرنے والے کی گردن اڑا دوں ——

پس ثابت ہوا کہ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو گستاخی کے طور پر عادل و منصف نہ ماننے والا بھی واجب القتل ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے رہنے دو۔ اسے چھوڑ دو اور اسے قتل کرنے سے رک جاؤ کیونکہ اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو لمبی لمبی

نمازیں پڑھیں گے ـــ روزے رکھیں گے اور قرآنِ پاک کی بھی تلاوت کریں گے لیکن ان کی نمازیں اور ان کے روزے قبول نہیں ہوں گے ۔

یَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ حَنَاجِرَهُمْ ـــــــ اور وہ قرآنِ مجید تو پڑھیں گے لیکن قرآنِ پاک ان کی رگوں میں نہیں جائے گا ۔

یَمْرُقُوْنَ الدِّیْنَ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ ـــــــ مگر وہ دین کے دائرہ سے اسطرح نکل جائیں گے جس طرح کہ تیر کمان سے نکل جاتا ہے !

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس خطۂ زمین پر ایسے لوگ بھی پیدا ہوتے رہیں گے کہ جو صوم و صلوٰۃ کے پابند بھی ہوں گے اور قرآنِ حکیم کے قاری بھی مگر ان اعمالِ حسنہ کے ساتھ ساتھ وہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں بے ادبی و گستاخی کا ایسا عملِ سیئہ بھی کرتے رہیں گے کہ جس کے باعث نہ ان کی نمازیں قبول ہوں گی اور نہ ہی ان کے روزے منظور ہوں گے اور نہ ہی قرآنِ پاک اُن کے سینوں میں جا سکے گا اور بے ادب و گستاخ لوگ دین کے خوبصورت دائرہ اور اسلام کی سنہری چار دیواری سے بھی نکل جاتے ہیں اور حضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایسے ـــــ واجب القتل ہیں ـ

جامع الصغیر ـــ کنز العمال جلد ۲ ص ۲۷۶

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں : ـــــــ

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَهُوَ اٰخِذٌ شَعْرَةً یَقُوْلُ مَنْ اٰذٰی شَعْرَةً مِّنْ شَعْرِیْ فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ !

کہ میں نے رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ نے اپنے دستِ مبارک میں اپنا ایک بال مبارک پکڑا ہوا تھا تو آپؐ فرما رہے تھے ـــــ کہ خبردار ـــ میرے بال شریف کی توہین اور بے ادبی کرنے والے پر بھی جنّت

حرام ہے۔

سیّد افتخار الحسن زیدی ——— کہتا ہے کہ جب امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بال مبارک کی توہین کرنے والے پر جنت کی پُر کیف دُرِ پُر سرور آب و ہوا تک حرام ہے تو پھر اس سلیمان رشدی ملعون پر جنت کیسے حلال ہو سکتی ہے جس نے اپنی بد فطرتی اور باطل پرستی کا اظہار کرتے ہوئے اس نبی پاک اور اس رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانِ اقدس پر رکیک حملے کئے ہیں جو کہ باعثِ تخلیقِ کائنات اور فخرِ موجودات ہیں اور مسند آرائے لامکاں اور شافعِ عاصیاں ہیں اور خاتم النّبیین ہیں اور عرشِ اعظم کے مسند نشین۔ امام المرسلین۔ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۴۳۵ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ازلی دشمن اور انتہائی بے ادب اور گستاخ **ابوجہل** کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مکہ مکرمہ سے باہر کہیں مل گئے تو میں نے چاہا کہ انہیں واپس گھر پہنچا دوں اور اس وقت انہوں نے اپنی نبوت کا اعلان اور دعویٰ نہیں کیا تھا۔

میں نے اپنی ناقہ یعنی ڈاچی کو بٹھلایا اور اَرْكَبْتُهُ مِنْ خَلْفِي ———

تو میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیچھے ڈاچی پر بٹھا دیا ———

فَابَتِ النَّاقَةُ اَنْ تَقُوْمَ ———

تو ناقہ یعنی ڈاچی نے اٹھنے سے انکار کر دیا میں نے ڈاچی کو اٹھانے کی بہت کوشش کی مگر وہ نہ اٹھی ———

فَلَمَّا اَرْكَبْتُهُ اَمَامِيْ قَامَتِ النَّاقَةُ ———

اور پھر جب میں نے آپؐ کو اپنے آگے بٹھلایا ——— تو ناقہ اُٹھ بیٹھی ———

تَقُوْلُ يَا اَحْمَقُ هُوَ الْاِمَامُ فَكَيْفَ يَقُوْمُ خَلْفَ الْمُقْتَدِيْ ———

اور یہ کہکر ڈاچی چلنے لگی کہ اے ابوجہل ـــ اے جہالت کے پتلے اور اے احمقوں کے سردار یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو سارے انبیاء علیہم السلام کے امام ہیں اور تو نے انہیں اپنے پیچھے بٹھا کر نعوذ باللہ اپنا مقتدی بنا لیا تھا تو پھر کیسے اٹھتی۔

قارئین کرام! ـــ ذرا عقل و ہوش کی نظر سے دیکھو ـ ذرا محبت و عقیدت کی نگاہ سے ملاحظہ کرو اور ذرا عشقِ رسول میں گم ہو کر غور کرو کہ ایک بے زبان حیوان اونٹ کس حسین انداز سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام کرتے ہوئے بے ادبی اور گستاخی پر اسے یَا اَحْمَق کہہ رہا ہے۔

اور پھر عجیب اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اللہ کریم نے اس بے زبان اونٹ کو زبان عطا کر دی تاکہ وہ بے ادب اور گستاخ لوگوں اور خصوصاً سلیمان رشدی جیسے بدفطرت ناہنجار اور عظمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی کو بتلا دے کہ جب ہم بے عقل ـ بے سمجھ اور بے زبان حیوان ـــ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام کرتے ہیں تو عقل و ہوش کے مالک اور باشعور اور سمجھدار اور صاحبِ زبان ہو کر محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام کیوں نہیں کرتے اور ان کی شانِ رسالت کو کیوں نہیں پہچانتے؟ ـــ

مدارج النبوت ـــ جلد ۱ ـ صفحہ ۱۹۰ ـ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری کے گھر ایک اونٹ تھا اور وہ انصاری رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا اونٹ جس سے ہم کنویں سے پانی نکالا کرتے ہیں سرکش ہو گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس انصاری کے ہمراہ باغ میں پہنچے ـــ دیکھا کہ وہ اونٹ باغ کے ایک کونہ میں بیٹھا ہوا ہے ـــ

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس اونٹ کیطرف جانے لگے تو وفادار غلاموں نے عرض کیا:

یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس کے قریب نہ جائیں۔

پوچھا کیوں؟ —

عرض کی گئی یہ سرکش ہے کہیں کوئی ایذا نہ پہنچائے۔

پس چوں دید آں شتر آنحضرت را روئے آورد بجانب دے و بسجدہ افتاد در پیشی دے —

کہ جب اس سرکش اونٹ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو دوڑ کر آپ کے قریب آگیا اور سجدہ میں گر گیا —

پس گرفت آنحضرت موئے پیشانی آورا —

پس نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرکش اونٹ کی پیشانی کے بالوں کو پکڑ لیا۔

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ وہ سرکش اونٹ رُخ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی اپنی سرکشی بھول گیا اور انتہائی کینہ رکھنے والا شتر جلوہ حسنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نظارہ کر کے اپنے کینہ پروری کی عادت چھوڑ کر ادب واحترام کیخاطر شہنشاہِ کون ومکان کے قدموں میں سجدہ ریز ہوگیا —

مدارج النبوت — جلد ۱ — ص ۱۹۰ — از انس آمدہ کہ در آمد رسول خدا والو بکرؓ وعمرؓ در بستان یکے از انصار بود در وے غنمی پس سجدہ کرد آنحضرت را۔

کہ ایک دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم انصار کے ایک باغ میں تشریف لے گئے —

باغ میں ایک بکری تھی جب اس بکری نے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو فرطِ محبت میں سجدہ میں گر گئی —

پس سجدہ کرد آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم عائشہؓ میگوید کہ در خانہ ما شاتے بود و چوں بیروں می رفت آنحضرتؐ پریشان شد و بے قرار و می رفت —

حضرت ام المومنین عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے گھر
میں ایک بکری تھی ——
چوں آنحضرت در خانہ بود این شاۃ ساکن و ثابت و آرامیدہ بود ——
اور جب تک امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں رونق افروز رہتے تو وہ بکری
سکون و آرام سے گھر میں بیٹھی رہتی تھی اور جب کبھی آپ گھر سے باہر تشریف لے
جاتے تھے تو وہ پریشان و بے قرار ہو کر ادھر اُدھر دوڑتی پھرتی تھی ——
حضراتِ محترم —— سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ آپ نے بے زبانوں اور بے عقل
و شعور حیوانوں کی طرف سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام تو دیکھ لیا
کہ کتنی محبّت اور کیسی عقیدت سے محبوبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی سجدہ
ریز ہو جاتے ہیں اور اب سیّدِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار غلاموں کا
ادب بھی ملاحظہ کرو کہ جو اپنے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب ہی کو عینِ ایمان سمجھتے تھے
صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن —— کہتا ہے کہ ایسا کرتے بھی کیوں نہ اور کائنات
کی ہر شے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرتی بھی کیوں نہ اور اصحاب النبیّ رحمۃ اللعالمین
کے احترام کو اپنے لئے عینِ ایمان سمجھتے بھی کیوں نہ ——
جبکہ خود خداوندِ کریم کو بھی اپنے پیارے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر یہ بھی
منظور نہیں ہے کہ کوئی مسلمان ان سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کر سکے اور جبکہ اللہ
تعالیٰ کو یہ بھی قبول نہیں ہے کہ کوئی مردِ مومن اس کے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی آواز سے اپنی آواز بلند کر سکے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایسا کرنے سے — اَن تَحْبَطَ
اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ -
تمہارے سارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر تک بھی نہ ہو ——
اور جبکہ ربِ دوجہاں کو یہ بھی منظور نہیں ہے کہ کوئی شخص دروازہ نبوّت پر آ کر میرے

محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو باہر کھڑے ہو کر بلند آواز سے پکارے۔ یا محمد ــــ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہے وہ حضرت ابو بکر صدیق ہو یا کوئی اور صحابی ہو۔ اور چاہے دور سے آنے والا کوئی وفد ــــ

نہیں ــــ بلکہ چاہے وہ آواز دینے والا حضرت جبرئیل علیہ السلام ہی کیوں نہ ہو۔ اسلئے کہ خداوند دو عالم نے ایسا کرنے والاں کو بے عقل ــ بے سمجھ اور بے شعور اور نادان فرمایا ہے ــــ

اَکْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۱ ــــ تو پھر اللہ کریم کے ایسے واضح اور ایمان افروز اعلانات اور احکام کے بعد یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ کوئی مسلمان خدا کے احکام کو ٹھکرا کر اپنے رحیم و کریم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی اور گستاخی کا مرتکب ہو کر اپنے دین و ایمان کی سر سبز کھیتی کو ویران کر دیتا اور اپنے اعمالِ حسنہ کے سدا بہار گلشن کو خزاں رسیدہ بنا دیتا! ــــ

تفسیر روح البیان ــ جلد ۲ ــ صـ ۱۲۱ ــــ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک آدمی نے سو سال تک خدا تعالیٰ کی نافرمانی ــــ اور اس کے مرنے کے بعد بنی اسرائیل نے اسے بغیر جنازہ کے دفن کر دیا لیکن رات ہوئی تو ــــ

فَاَوْحَی اللّٰهُ اِلٰی مُوْسٰی اَنْ اَخْرِجْهُ وَصَلِّ عَلَیْهِ ــــ

تو حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کی طرف اللہ نے وحی فرمائی کہ میرے اس نافرمان بندہ کو قبر سے نکال کر اور اس کا جنازہ پڑھا کر اسے دفن کرو! ــــ

عرض کی ــــ اے بار الٰہ

تیرا یہ بندہ تو سو سال تک تیرے احکام کی نافرمانی کرتا رہا پھر اس کیلئے ایسا جانفزا

۱ - پارہ ۲۶ سورت الحجرات آیات ۱-۲-۳

# نامِ محمدؐ کی تکریم کا بیان

حکم کیوں؟

جواب آیا ـــــ یہ تو ٹھیک ہے مگر ـــ

كُلَّمَا نَشَرَ التَّوْرَاتَ وَ نَظَرَ اِلٰى اِسْمِ مُحَمَّدٍ اَقْبَلَهٗ وَوَضَعَ عَلٰى عَيْنَيْهِ۔

کہ جب کبھی تورات کو کھولتا تھا تو میرے محبوب پاکؐ کے اسم مبارک کو دیکھ کر اسے چوما کرتا تھا اور آنکھوں پر لگایا کرتا تھا، اس لئے میں نے اپنے محبوب پاکؐ کے ادب و احترام کی خاطر اس کے سو سال کے گناہ بھی معاف کر دیئے ہیں اور اسم محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کے پیش نظر اس کے لئے میں نے جنّت میں ۷۰ حوریں بھی خدمت کے لئے نامزد کر دیں ہیں ـــــ

نزہت المجالس ـ جلد ۲ ـ ص ۱۳۴

قَالَ الْعَلَائِيْ ـــ وَجَدَ فِي السَّمَاءِ مَلَكًا عَلٰى كُرْسِيْ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجَابَهٗ وَلَمْ يَقُمْ لَهٗ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اَيُّهَا الْمَلَكُ يُسَلِّمُ عَلَيْكَ حَبِيْبِيْ مُحَمَّدٌ فَتَرُدُّ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَاَنْتَ جَالِسٌ۔

محدّث علائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ معراج کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فرشتہ کو آسمان پر دیکھا جو کرسی پر بیٹھا ہوا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرشتہ کو سلام کہی ـــ

فرشتہ نے سلام کا جواب تو دیا لیکن محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے کھڑا نہیں ہوا ـــــ تو اللہ کریم نے اس فرشتہ کو قہر و غضب کی آواز میں فرمایا ـــــ کہ اے فرشتے تجھ کو میرے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ

علیہ وسلم نے سلام کہی اور تو نے سلام کا جواب تو دیا مگر اپنی کرسی پر بیٹھا رہا اور میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام اور اس کی تعظیم و تکریم کے لئے کھڑا نہیں ہوا اب تیری لغزش کی سزا یہ ہے ۔

لَتَقُوْمَنَّ اِلَیْہِ عَلٰی قَدَمٍ وَّاحِدٍ وَلَتُسَلِّمَنَّ عَلَیْہِ ثُمَّ لَا تَجْلِسُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ـــــــــــ کہ

مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم اب تو ایک ٹانگ پر کھڑا ہو جا اور قیامت تک اب تو بیٹھ نہیں سکے گا ـــ

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ جب شانِ نبوت یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرا بے ادبی اور ان کی محفلِ پاک میں بیٹھنے والوں کی ـــ اونچی آواز نکالنے اور ایک دوسرے کی طرح انہیں پکارنے پر ان کو اعمالِ حسنہ کے برباد ہو جانے کا خوف دلایا جا رہا ہے کہ جنہوں نے براہ راست چشمۂ نبوت سے اپنے دین و ایمان کی کھیتی کو سیراب کیا تھا اور جب آسمان کے ایک فرشتہ کی ذرا سی لغزش پر اسے اتنی بڑی سزا دی گئی ہے تو پھر موجودہ دور کے بے ادب اور گستاخ لوگوں کا حشر کیا ہو گا ۔

اور ـــ جو محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ سلام پڑھتے ہیں اور نہ ہی آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور نہ ہی تکریم کی خاطر قیام کرتے ہیں تو پھر ایسے نام نہاد مسلمانوں کے لئے بھی قیامت کے دن جہنم کا بدترین گڑھا ہو گا ۔

تفسیر روح البیان ـــ جلد ۲ ـــ ص ۱۲۱ ـ

محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ آوردہ اند کہ ایازِ خاص پسر داشت محمد نام صلی اللہ علیہ وسلم کہ فاتح سومنات ہند کا ایک خاص غلام ایاز تھا جس کے بیٹے کا نام محمد تھا اور محمودِ غزنوی کو جب کبھی کسی کام کے لئے ایاز کے بیٹے کو بلانا ہوتا تو اسکا نام

لے کر بلاتا تھا، یعنی محمدؐ میرا یہ کام کر دو ——

لیکن ایک دن محمود غزنوی نے محمدؐ کا نام لے کر اسے نہ پکارا تو ایاز نے سمجھا کہ شاید سلطانِ اعظم آج میرے بیٹے محمدؐ پر ناراض ہے۔ اسلئے میرے بیٹے کا نام لے کر نہیں بلایا گیا ——

ایاز پریشانی کے عالم میں محمود غزنوی کے دربار میں حاضر ہوا اور نہایت ہی نیاز مندی سے عرض کی! ——

باادب —— باملاحظہ ہوشیار۔ جہاں پناہ اور ظلِ الٰہی میرے بیٹے محمد سے کیا گستاخی ہوگئی اور آدابِ شہنشاہی کی کونسی خلاف ورزی سرزد ہوگئی ہے کہ آج آپ نے میرے بیٹے محمدؐ کا نام لے کر نہیں بلایا ——

پس محمود تبسّمی فرمود و گفت —— اے ایاز! دل جمعدار ——

محمود غزنوی نے تبسّم فرمایا اور کہا ——

اے ایاز پریشان نہ ہو اور کوئی غم نہ کر ——

تیرے بیٹے محمدؐ سے کوئی غلطی —— کوئی گستاخی اور آدابِ شہنشاہی کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوئی بلکہ اصل بات یہ ہے۔

کہ وضو نداشتم و نامِ پسرِ تو محمدؐ است۔ میرا شرم آمد کہ لفظِ محمدؐ بر زبانِ من گزرد وقتے کہ بے وضو باشم ——

کہ میں بے وضو تھا اور تیرے بیٹے کا نام محمدؐ ہے۔ مجھے شرم آتی تھی کہ محمدؐ کا نام بے وضو میری زبان پر آئے ——

کون محمود غزنوی —— جو صرف فاتح ہندوستان اور کفر و شرک کے سب سے بڑے بت خانہ سومنات کے مندروں کو حق و اسلام کے گُرز سے توڑنے والا ہی نہیں تھا بلکہ عدل و انصاف کرنے میں بھی لاجواب تھا ——

# اسمِ محمدؐ اور سلطان محمود غزنویؒ

محمود غزنوی شاہی دربار لگائے بیٹھا ہے۔ اور لوگوں کی فریادیں سنکر اور حاجت مندوں کی حاجتیں پوری کرنے کے احکام جاری کر رہا تھا ــــــ کہ ایک غریب گھسیارا دربار کی صفوں کو چیرتا ہوا آگے بڑھا ــــــ

محمود نے پوچھا ــــــ

کون ہے تو؟ ــــــ

جواب ملا ــ غریب گھسیارا ہوں ــ اور فریادی بن کر آیا ہوں۔

غزنوی نے بڑی حیرت سے پوچھا! ــــــ

کہو کیا فریاد ہے۔ تمہاری؟ ــــــ

عرض کی ــ جہاں پناہ ــ اقبال بلند ہو آپ کا ــ شاہی خاندان کا ایک فرد میری عدم موجودگی میں میرے گھر آتا ہے! ــــــ

محمود غزنوی نے پورے جاہ و جلال سے کہا۔ اب اگر جب بھی وہ شاہی خاندان کا فرد تیرے گھر آئے تو اسی وقت مجھے خبر کر دینا!

دو دن گزر گئے ــــــ

تیسرے دن آدھی رات کے وقت وہی غریب گھسیارا دربارِ شاہی میں پہنچا، شاہی پہرہ داروں نے راستہ روکا تو شاہی محل سے آواز آئی ــــــ

آنے دو اسے ــــــ

غزنوی محل سے نیچا اترا ــــــ

پوچھا! کیوں آئے ہو اس وقت؟ ــــــ

جواب ملا ــ عالیجاہ! شاہی خاندان کا وہ فرد اس وقت میرے گھر میں موجود ہے!

محمود غزنوی کی آنکھیں سرخ ہوگئیں اور خون اُتر آیا۔
برہنہ شمشیر اٹھائی اور اس غریب گھسیارا کے ساتھ چل دیا ——
مدہم سا چراغ جل رہا تھا۔
غزنوی نے اس کو پہچان لیا تھا —— کہ وہ کون ہے؟ — آنکھوں پر پٹی باندھ لی اور کہا کہ چراغ بجھا دو اور اپنی عدل و انصاف کی تلوار سے اس مجرم کا سر قلم کر دیا ——
اور پھر فوراً ہی پانی طلب کیا!
محمود غزنوی — اس غریب گھسیارے کی فریاد اور شکایت دُور کر کے واپس جانے لگا۔ تو غریب فریادی نے محمود غزنوی کا دامن پکڑ کر پوچھا ——
یا سلطانِ معظّم — مجرم کو قتل کرنے سے پہلے آپ نے اپنی آنکھوں پر پٹی کیوں باندھ لی تھی؟ ——
اور — اس ناہنجار مجرم کو قتل کرنے کے بعد اپنے فوراً پانی کا پیالہ کیوں طلب کیا تھا؟ ——
عدل و انصاف کے اس پیکر محمود غزنوی نے جواب دیا کہ میں نے چراغ کی روشنی میں پہچان لیا تھا کہ ملزم میری بہن کا ایک ہی اور اکلوتا بیٹا ہے ——
آنکھوں پر پٹی اسلیئے باندھ لی تھی تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجرم کو دیکھ کر مجھے رحم آجائے اور میرے ہاتھ سے عدل و انصاف کا ترازو کہیں ڈول نہ جائے۔
اور پانی کا پیالہ اس لئے طلب کیا تھا کہ اس دن سے میں نے قسم کھالی تھی کہ جب تک تمہارے ساتھ انصاف نہیں ہوگا، محمود غزنوی پانی نہیں پیئے گا ——
کون محمود غزنوی —— جو اسلام کے لشکر کا ایک بہادر جرنیل اور جو ایک حق پرست ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے پیر و مرشد حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے دامن

کو اپنے لیئے ذریعۂ نجات بھی سمجھتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ جب وہ آخری بار کفرستان ہند کے دوا کا کے سومنات کے بُت خانوں کے اندھیروں میں صبح کی آذان دینے اور مہادیو کے مندروں کی گھنٹیوں کو اَللہ ھُو کی صدائے حق سے خاموش کرنے اور بڑے بڑے بُتوں کو اپنے اسلامی گرز سے توڑنے کے لئے حملہ آور ہوتا ہے تو اپنے ساتھ چالیس ہزار جانثار سپاہیوں کے ساتھ اپنے پیر و مُرشد حضرت ابُوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا کُرتہ مُبارک بھی ساتھ لے کے جاتا ہے ـــــ تو پھر سومنات کے پجاریوں نے۔ مہادیو کی پوجا کرنے والوں نے اور مندر کے پنڈتوں نے لعل و جواہرات کے خزانے محمود غزنوی کے قدموں میں ڈھیر کر دیئے مگر اسلام کے اس مردِ مجاہد نے ان خزانوں کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ ـــ "محمُود غزنوی بُت فروش بنکر نہیں آیا بلکہ بُت شکن بنکر آیا ہے" اور پھر اس شیر دل غازی نے اپنے اسلامی گرز کو ہوا میں لہرایا اور پھر نعرۂ تکبیر کی گونج میں یہ کہہ کر سومنات کے مندر کے ٹکڑے کر دیئے کہ ـــــ

اے ربِّ دو جہاں : ع

حق پرستوں کی اگر کی تُو نے دِل جوئی نہیں
طعنہ دیں گے بُت کہ مُسلم کا خُدا کوئی نہیں

درویش لاہوری علامہ اقبال مرحوم اسلامی دُنیا کی ہر میدان میں پسپائی اور دُنیا کے سرمایہ داری کے سومنات ـــ بڑے بڑے چوہدریوں کے مہادیو ـــ بڑے بڑے دولت مندوں کے بُت خانے اور عیاش جاگیرداروں کے لات و منات دیکھ کر پکار اُٹھتا ہے ـــــ کہ

ع ـــــ کیا نہیں ہے اور غزنوی کارگہِ حیات میں
بیٹھے ہیں کب سے منتظر اہلِ حرم کے سومنات

کہ کیا اس کائناتِ ارضی اور پوری اسلامی دُنیا میں اب کوئی بھی محمُود غزنوی

جیسا مجاہد اور بت شکن نہیں ہے جو اسلامی دنیا میں اپنی قوت ایمانی اور اپنے پیر و مرشد کی طاقت روحانی اور ان کے پاک کرتے کی برکت اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کو بے وضو زبان پر نہ لانے کی سعادت اور آداب نبوت کے جاہ و جلال سے ۔ بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کو یہودیوں کے پنجۂ استبداد سے چھڑانے کی سعادت حاصل کرے اور پوری اسلامی دنیا میں ذلت و رسوائی کے اندھیروں میں عزت و وقار کے چراغ جلا سکے اور پاکستان جیسی اسلامی مملکت پر ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں میں رشد و ہدائیت کی شمع روشن کر سکے۔ اور غنڈہ گردی ــــ تخریب کاری اور عیاشی و فحاشی کی ظلمتوں میں آئین اسلام کی قندیل اور نظام مصطفےٰ کا سورج طلوع کر سکے اور ملک کے ہزاروں سرمایہ داری کے سومناتوں ــــ لاکھوں جاگیرداروں کے بتوں اور کروڑوں باطل پرستی کے مہادیوں کو اسلامی گرز سے پاش پاش کر کے پاکستان کی اس نام نہاد پاک سرزمین کو اپنی طہارت و پاکیزگی کے ذریعہ اسے صحیح معنوں میں پاک و صاف کر کے اس خطۂ زمین کو فرشتوں کے لئے بھی باعث رشک بنا سکے اور پھر وہ مرد قلندر جب چاروں طرف دیکھتا ہے اور اسے کوئی بھی محمود غزنوی جیسا بہادر ـ کفن بردوش مجاہد اور بت شکن غازی اور عدل و انصاف کے ترازو کو پورا تولنے والا اور محمد کے نام پر انگوٹھے چومنے والا اور آنکھوں پر لگانے والا عاشق رسول دکھائی نہیں دیتا تو خود ہی فریاد کرتا ہے ــــــــ کہ

ع کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں !
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاز میں
نہ وہ عشق میں وہ سر فروشیاں نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی نہ وہ خم ہے زلف ایاز میں

قارئین کرام ــــ صاحبزادہ سید افتخار الحسن ـ درویش لاہوری اقبال مرحوم

کے نظریہ کی تائید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آج اس کائناتِ ارضی اور ساری اسلامی دُنیا میں محمود غزنوی جیسا غیوّر شہنشاہ ــــ بہادر حکمران اور لشکرِ اسلام کا سرفروش سپہ سالار اور عاشقِ رسُول غازی نہیں ہے ــــ اگر ہوتا تو آج سے ایک سال پہلے سلیمان رشدی جیسا گستاخِ رسُول، موت کے فرشتہ کے ہاتھوں ذلّت کی موت مر کر جہنم کی آگ کا ایندھن بن گیا ہوتا۔

اور آج اسلام کے نام پر حاصل کی ہوئی اس نظریاتی مملکت و ریاست میں عیّاشی و فحاشی کے بدنام اڈے قائم نہ ہوتے ــــ غنڈہ گردی اور بدمعاشی کے اژدھے عوام کا خون نہ چوستے اور بازاری غنڈے اپنی بدکرداری اور فحش کاری کے ذریعہ غیرتِ ایمانی کی چار دیواری کو پھاند کر اپنی ہی بہو بیٹیوں اور بہنوں کی شرم و حیاء کی چادر کو نہ پھاڑتے۔

اور نہ کسی نااہل سیاستدانِ مجیب الرحمٰن کو یہ کہنے پر کہ اِدھر ہم اور اُدھر تم، مشرقی پاکستان، بنگلہ دیش بنتا اور نہ ہی ہندوستان کے خلاف ایک ہزار سال لڑنے والی تلوار شملہ کی فلک بوس پہاڑیوں پر ایک برہمن عورت اندرا گاندھی کے پاؤں میں ٹوٹ گئی اور نہ ہی آج ہندوستان کا وزیرِ اعظم راجیو گاندھی پاکستان آکر پوری ملتِ اسلامیہ کے لئے توہین کا باعث بنتا ــــ

اور آج اگر محمود غزنوی جیسا کوئی اسلام کا شیدائی ــــ دین کا فدائی اور میدانِ جنگ میں ہزاروں بتوں کو توڑنے والا بہادر ہوتا تو اس پاکستان میں آئینِ اسلام کا راج ہوتا۔ نظامِ مصطفٰے کی حکمرانی ہوتی ــــ احکامِ قرآن کی بالادستی ہوتی ــــ اور عدالتوں میں عدل و انصاف کے ترازو پر پورا تولا جاتا ــــ

# واجب القتل !

ہر مرزائی کی سزا پھانسی کا تختہ ہے !

حضراتِ محترم ـــــ یہ بھی یاد رہے کہ خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے آپ کو نبیؐ کہنے والے پر واجب القتل ہونے کا فتویٰ کسی مولوی۔ کسی فقیہہ ـــ کسی خطیب اور کسی شیخ القرآن اور کسی شیخ الحدیث کی اختراع نہیں ہے بلکہ یہ فتویٰ اس یارِ غار، صاحبِ مزار اور خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار ساتھی اور رازداشناسِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ہے جس ابتدائے اسلام اور خاتم الانبیاء علیہ السلام کے وصالِ پاک کے بعد مُدعیِ نبوّت مسیلمہ کذّاب کے خلاف ایک بہت بڑی جنگ لڑکر پانچ ہزار حفاظِ قرآن شہید تو کروا دیئے مگر یہ برداشت نہ کر سکے کہ محبوبِ خدا علیہ السلام کے بعد کوئی یہ کہنے کہ میں نبیؐ ہوں ! ـــــ

اور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس مسئلہ پر اجماعِ اُمّت ہُوا وہ یہی تھا کہ تاجدارِ ختمِ نبوّت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوّت چاہے وہ ظلّی ہو یا بروزی اور چاہے وہ لاہوری یا قادیانی کی نبوّت کا مُدعی واجب القتل ہے۔

اور پھر اس خلیفۂ اوّل اور جانثارِ ختمِ نبوّت کے جاری کیئے ہوئے فتویٰ پر ہر مسلمان حکومت یہی عمل کرتی رہی کہ مرزائی کی سزا موت ہے ۔ اور اس شیطانی ٹولے اور اسلام کے باغی گروہ اور ختمِ نبوّت کے غدّاروں کو پھانسی کے تختہ پر لٹکاتی رہی ـــــ

۱ــ مثلاً ـــ ۱۹۰۲ء میں افغانستان کی غیور اور بہادر حکومت نے عبداللطیف نامی ایک مرزائی کو مرتد قرار دے کر پھانسی کی سزا سنادی۔

۲ــ اور ۱۹۲۳ء میں ملا عبدالحکیم اور انور نامی قادیانی انگریزوں کی جاسوسی کے لئے افغانستان گئے لیکن وہاں راز فاش ہوگیا اور دونوں کو تختۂ دار پر لٹکا دیا گیا۔

۳ــ اور ۲۰ جنوری ۱۹۲۵ء میں غازیِ اسلام مصطفےٰ کمال پاشا کے ایک خاص عہدیدار کو ترکی کے حق پرست علمائے کرام کے فتویٰ کے پیش نظر پھانسی کی سزا دے دی گئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

# جہادِ ختمِ نبوّت صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی جنگِ یمامہ ـــــــ

بات یہ ہوئی کہ مسیلمہ کذّاب نامی ایک بدطینت و بدفطرت اور اسلام کے ایک باغی انسان نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوّت کا دعویٰ کر دیا۔

بس پھر کیا تھا مسلمانوں میں اس کے خلاف نفرت و عداوت کی ایک آگ بھڑک اٹھی ـــــــ

اور پھر حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حکم اور خلافت اوّل اسلامیہ کے منشاء کے پیشِ نظر اسلامی لشکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سپہ سالاری میں اور مہاجرین، حضرت سالم بن مولا ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علم برداری اور انصار میں حضرت ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرداری میں منکرینِ ختمِ نبوّت کے خلاف میدان الیمامہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ مدعیٔ نبوّت مسیلمہ کذّاب چالیس ہزار جنگی جوان لے کر میدان میں اترا ہوا تھا اور پھر بالآخر دو تلواریں آپس میں ٹکرانے لگیں اور دونوں طرف سے نیزے آگ برسانے لگے ـــــــ

لیکن چونکہ ـــــــ اہل اسلام حق و صداقت کے لئے اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے تخت و تاج ختمِ نبوّت کے تحفظ کیخاطر جانیں قربان کر رہے تھے اسلیئے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی ـــــــ

حضرت خالدؓ دشمن اور مسلمانوں کے درمیان کھڑے ہو کر زوردار نعرہ لگا رہے تھے۔

کہ ــــ انا ابن الولید ــــــــ

اور پھر اپنے ہادی و راہنما اور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد کے لئے پکارا ــ

یا محمدؐ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ــــ

اور حضرت حذیفہؓ یہ کہہ ان الفاظ میں مسلمانوں کو جوش دلا رہے تھے۔

یَا اَھْلَ الْقُرْاٰنِ زَیِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِالْفِعَالِ ــــ

کہ ــ اے قرآن والو! ــ قرآن کو اپنے خون سے یعنی اپنے اعمال سے یعنی اپنی شجاعت اور بہادری سے زینت دو ــ ! ــــ

اور اس حق و باطل کی جنگ اور منکرین ختم نبوّت کے خلاف اس جہاد میں مسلمان شہادت بھی پا رہے تھے اور اپنے سپہ سالار کو مدد کے لئے بھی پکار رہے تھے

دَنَا دُرُوا مِنْ کُلِّ جَانِبٍ اَخْلِصْنَا بِاَخَالِدُ ــــ

دشمن اور ختم نبوّت کے غدّاروں کی صفیں چیرتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے تھے اور یہ نعرے بھی لگاتے جا رہے تھے ــ

اَلْیَوْمَ یُسْتَحٰی مِنَ الْفِرَارِ ــــ

کہ ــ آج کے دن میدان سے بھاگنا ہمارے لئے شرم و حیا کی بات ہے۔[2]

اور ــ ادھر مسیلمہ کذّاب بھاگتے ہوئے اپنے حمائیتوں کو یہ کہہ کر جوش دلا رہا تھا ــــ

قَاتِلُوْا عَنْ اَحْسَابِکُمْ وَامْنَعُوا النِّسَاءَ کُمْ ــــ

کہ ــ یارو اپنے حسب و نسب کے لئے لڑو اور اپنی عورتوں کا دفاع کرو۔

اور ــ پھر جب اس معرکۂ ختم نبوّت میں دشمنوں کو شکست پر شکست ہونے لگی تو وہ بھاگ کر جب ایک بہت بڑے باغیچہ میں چھپ گئے ــ

---

[1] :ــ ابن کثیر ــ ابن اثیر ــ الطبری صفحہ ۲۵۵ [2] :ــ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۹ ــ

توحضرت براؓ بن مالک رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی قیادت سنبھال لی ــــ اور وہ باغیچہ کی طرف بھاگے اور دوسرے شمعِ ختمِ نبوّت کے پروانوں کو اپنے پیچھے آنے کی دعوت دیتے ہوئے پکارے ۔

اِلَیَّ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَنَا بَرَآءُ بْنُ مَالِكٍ اِلَیَّ اِلَیَّ ــــ

مسلمان حیران تھے کہ باغیچہ کے اندر کیسے جائیں کیونکہ دروازہ بند تھا تو حضرت براؓ بن مالکؓ نے کہا کہ مجھے اپنے جسموں اور سروں پر اٹھا کر اندر پھینک دو ــــ اور پھر مسلمانوں نے ایسا ہی کیا اور انہوں نے اندر جا کر اپنی اسلام کی تیغِ براّں کے ایسے جوہر دکھائے کہ دشمنوں کے ہوش اُڑ گئے ۔ انہوں نے دروازہ کھول دیا ۔ مسلمان اندر چلے گئے ۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے الحکم الیمامہ جو کہ مسیلمہ کذاب کی فوج کا سپہ سالار تھا ، قتل کر دیا اور وحشیؓ نے خنجر مار کر مسیلمہ کذاب کو موت کے گھاٹ اتار دیا ــــ

حضراتِ گرامی ! ــــ یاد رہے کہ یہ وہی وحشیؓ ہے جس نے میدانِ اُحد میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اور اسلام لانے کے بعد رسولِ اکرم علیہ السلام نے اعلان کر دیا تھا کہ وحشیؓ کبھی میرے سامنے نہ آئے ۔ مگر ــــ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ آج اگر سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم حیاتِ ظاہری میں ہوتے تو وحشی کو سینہ سے لگا کر ضرور فرماتے کہ ۔ اے وحشی ختمِ نبوّت کے منکر اور میرے بعد مدعی نبوّت کو قتل کر کے جنّت خرید لی ہے تو نے ــــ پاکستان کے مسلمانوں ــــ یاد رکھو کہ اس جہاد میں دشمن کے اکیس ۲۱ ہزار آدمی مارے گئے اور مسلمانوں کے چھ سو پروانے قربان ہوئے جن میں عثمان بن مطعونؓ ۔ حضرت ابو دجانہؓ اور حضرت زید بن الخطابؓ بھی شامل ہیں ــــ

اور یہ بھی یاد رہے کہ مسیلمہ کذّاب اور ان کے حواری نمازی بھی تھے اور حاجی بھی، اذانیں بھی دیتے تھے اور کلمہ شریف بھی یہی پڑھتے تھے اور اذان میں بھی اقرار کرتے تھے۔ اشہدان محمد رسول اللہ مگر پھر حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک وہ واجب القتل ٹھہرے اور ان کے خلاف جہاد ایسا ہی جائز رکھا گیا جیسا کہ جنگ بدر میں مشرکین مکّہ کے خلاف ———

آج پاکستان میں بھی مرزائیوں کی یہی حالت ہے مگر ہیں ——— واجب القتل!۔

قارئین کرام! ——— آپ پڑھ چکے ہیں کہ ہر اسلامی حکومت مرزائیوں کو پھانسی کے تختہ پر لٹکاتی رہی مگر ہندوستان میں ایسا نہ ہو سکا۔

کیوں ؟ ———

اس لیئے کہ ہندوستان میں حکومت اسلامی نہ تھی ——— انگریزی تھی۔ اور مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوّت ——— انگریزوں کا لگایا پودا تھا ———

افسوس تو یہ ہے کہ پاکستان بن جانے کے بعد اس اسلامی جمہوریہ مملکت میں بھی ایسا نہ ہو سکا۔

کیوں ؟ ———

اسلیئے کہ ملک کا وزیر خارجہ مرزائی کو بنا دیا گیا۔ یہ چوہدری سر ظفر اللہ
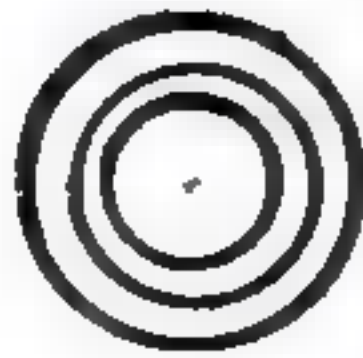
# انگریزی نبی کی گستاخیاں

قارئین کرام ! ــــ پچھلے صفحات میں قرآن وحدیث اور مستند روایات کی روشنی میں یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ گستاخِ رسول واجب القتل ہے ! جیسا کہ سلیمان رشدی کی شیطانی کتاب پر دینی ــــ اسلامی اور مذہبی راہنماؤں کی طرف سے یہ فتویٰ لگایا جا چکا ہے ــــ اور اب روشن دلائل سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ انگریزی نبی یعنی مرزا غلام احمد قادیانی بھی اپنی گستاخیوں کے باعث واجب القتل ہے اور اس کی نبوت کو تسلیم کرنے والے مرزائی بھی پھانسی کی سزا کے مستحق ہیں ــــ

یہ نبوت چاہے ظلی ہو بروزی اور یا لاہوری ہو یا قادیانی ــــ اور پھر یہ کم بخت تو ذاتِ الوہیت کا بھی بے ادب ہے اور شانِ ربوبیت کا بھی گستاخ ہے !

پھر یہ اور اس کے ماننے والے واجب القتل کیوں نہیں ؟ -

گستاخی نمبر ۱ ــــ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں انجام آتھم ص ۴۱ - ہم نے بار بار سمجھایا کہ عیسیٰ پرستی، بت پرستی اور رام پرستی سے کم نہیں اور مریم کا بیٹا کوشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا ــــ

گستاخی نمبر ۲ ــــ انجام آتھم ص ۳۸ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھتا ہے کہ یہ عیسائی لوگ اس شخص کو تمام عیبوں سے مبرا سمجھتے ہیں جس نے خود اقرار کیا کہ میں نیک نہیں اور جس نے شراب خوری اور قمار بازی اور کھلے طور پر دوسری

عورتوں کو دیکھنا جائز رکھ کر بلکہ ایک بدکار کنجری سے اپنے سر پر حرام کی کمائی کا تیل ڈلوا کر اور اس کو یہ موقع دے کر کہ وہ اس کے بدن سے بدن لگا دے اپنی تمام امت کو اجازت دے دی کہ ان باتوں میں سے کوئی بات بھی حرام نہیں ہے۔

نعوذ باللہ ـــــ نقلِ کفر، کفر نہ باشد۔!

گستاخی نمبر۳ ـــــ ضمیمہ انجام آتھم صـ۵ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق انگریزی اور نباتی نبی اپنی منحوس اور ملعون قلم سے خود لکھتا ہے ـــــ

کہ ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی ـــــ اور آپ کو جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی ـــــ

گستاخی نمبر۴ ـــــ ضمیمہ انجام آتھم صـ۷ جناب روح علیہ السلام کے متعلق اپنی خباثت یوں ظاہر کرتا ہے ـــــ

کہ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مطہر ہے کہ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا ـــــ

گستاخی نمبر۵ ـــــ ضمیمہ انجام آتھم صـ۹ ـــــ ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اسے نبی مان لیں ـــــ

حضراتِ محترم ـــــ دیکھا اور پڑھا آپ نے! کہ یہ لعین و مرتد انگریزی نبی کس بدزبانی اور اپنی فحش قلم سے اللہ تعالیٰ کے اس برگزیدہ رسول علیہ السلام کی شانِ اقدس میں گستاخانہ الفاظ تحریر کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ کے مقدس القاب سے نوازتے ہوئے اسی کی زبان پاک سے آخری نبی اور محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا اعلان کروایا ـــــ

پارہ ۲۸ ـــ سورۃ الصف ـــ آیت ـــ ۵ ـــ وَاِذْ قَالَ عِیْسٰی

ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔
کہ ــــ جب مریمؑ کے بیٹے حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف رسول بن کر آیا ہوں اور تورات میں جو کچھ ہے اس کی تصدیق کرتا ہوں اور اپنے بعد آنے والے ایک رسولؐ کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام نامی احمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا ــــ
اور خداوند تعالےٰ کے اس پیارے رسولؐ کی عظمت وشان کے متعلق بکواس کرتا ہے کہ قرآن مجید میں جس رسول کی ولادت کی خوشخبری ان کی ماں حضرت مریمؑ کو فرشتوں نے دی تھی ــــ

پارہ ۳ ــــ سورۃ آل عمران ــــ آیت ــ ۴۵ ــ اذقالت الملائکۃ یمریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیھا فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین ۵
کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ــــ دنیا وآخرت میں حسین وجمیل اور وجیہہ وخوبصورت ہوگا ــــ کلمۃ اللہ ہوگا اور دین ودنیا میں بڑا ہی معزز ومقرب ہوگا ــــ
قارئین کرام! ــــ آپنے مرزا قادیانی کی بکواس حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق سُنی اور پھر قرآن پاک میں ان کی شان وشوکت اور عظمت بھی پڑھی ــ اور ان کے گرانقدر القاب بھی پڑھے اور ان کی وجاہت وشرافت کا نقشہ بھی دیکھا تو اب نتیجہ یہی اخذ ہوگا کہ ــــ

## گستاخ رسول واجب القتل ہے

اور پھر قرآن حکیم نے ہی آپ کی ماں حضرت مریمؑ کو صدیقہ فرمایا ہے اور جنگل میں ایک سوکھی ہوئی کھجور کے تنے کو ہلانے سے تازہ کھجوریں گرنے لگیں اور پاؤں کی ٹھوکر

سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا تھا ــــــ

مرزا توان کے متعلق یوں بدزبانی کرتا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی تین دادیاں اور نانیاں زناکار اور کسبی عورتیں تھیں ــــــ

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ اس پاگل کو یہ لکھتے ہوئے اتنا بھی یاد نہ رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ ہی نہ تھا تو تین دادیاں کہاں سے آگئیں اور پھر جس کی ماں صدیقہ ہو اس ماں کی ماں زناکار کیسے ہو سکتی ہیں اور جس مریم علیہا السلام کو فرشتوں نے یہ روح پرور پیغام دیا ہو کہ اللہ کریم نے تجھے دنیا کی عورتوں میں پاکیزگی ــ طہارت اور نفاست کے باعث چن لیا ہو اور پھر جس مریمؑ کی ماں یعنی عمران کی بیوی کی نذر سے مریمؑ پیدا ہوئی ہو ــــ ایسی پاکیزہ ــ نیک سیرت اور شرم و حیاء کی مجسمہ پر الزام لگانا کفر نہیں تو اور کیا ہے ؟

اور پھر قرآن پاک ہی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کمالات و معجزات اور ان کی صفات بیان کرتے ہوئے یوں فرمایا ہو ــــ

کہ وہ ــــ مادر زاد اندھوں کو بینائی دیا کرتے ہیں ، کوڑھ والے کو شفا بخشتے ہیں ــــ برص والوں کو اچھا کرتے ہیں اور عوام کے گھروں کی تمام خبریں ــ اور حالتیں جانتے ہیں ــــ

پھر ایسی عظیم رسول کی شان میں یہ کہنا کہ اسے جھوٹ بولنے کی عادت تھی ــ بدکار عورتوں سے تیل ملواتے تھے ــــ اور وہ بھلے مانس آدمی بھی نہ تھے واجب القتل ہونے کا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے ! ــــ

اور پھر ــــ جس کی ولادت باسعادت کا پیغام دینے اور خوشخبری سنانے کے لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام لباس بشری میں حضرت بی بی مریم علیہا السلام کے پاس آئے ــ سورۃ مریم ــ وَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ــــ اور پھر ــ

جس رُوح اللہ علیہ السلام نے پنگھوڑھا میں ہی کھیلتے ہوئے یہودیوں کو بتلا دیا تھا۔
اِنِّی عَبۡدُ اللّٰہِ اٰتَانِیَ الۡکِتٰبَ وَجَعَلَنِیۡ نَبِیًّا ۔
کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ کتاب لے کر آیا ہوں اور نبوّت کا تاج پہن کر آیا ہوں ــــــ تو پھر ایسے برگزیدہ نبی اور روح اللہ کی شان رکھنے والے رسُول کی شان میں بازاری زبان استعمال کرنی اور قرآن پاک کا مذاق اُڑانا اور اللہ تعالےٰ کے منشاء کے خلاف ہرزہ سرائی کرنا جہنم کی آگ کا ایندھن بننے کے مترادف ہے کہ نہیں ــــــ

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ فرشتے تمام نوری ہیں ــــــ جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ خُلِقَتِ الۡمَلَائِکَۃُ مِنَ النُّوۡرِ ــــــ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے امام اور پیشوا ہی نہیں بلکہ رسُول بھی ہیں لیکن جب وہ لباس بشری میں حضرت مریمؑ کے پاس آتے ہیں تو آج تک کسی بدعقیدہ مولوی نے جبرئیل کو بشر نہیں کہا ــــــ

لیکن جب قرآن پاک میں نبیٔ اکرم اور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم قَدۡ جَآءَکُمۡ مِنَ اللّٰہِ نُوۡرٌ ــــــ فرمایا گیا ہے اور نورِ ازلی و حقیقی جب لباسِ بشری میں حضرت آمنہ بی بی رضی اللہ عنہا کی آغوش مبارک میں آگیا تو آجتک اس موضوع پر مناظرے ہوتے چلے آرہے ہیں کہ ــــــ

رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نُور تھے یا بشر
جبکہ آپ کی والدہ محترمہ نے بھی فرما دیا ــــ کہ
خَرَجَ مِنِّیۡ نُوۡرًا ۔
کہ میرے بطن پاک سے نُور نکلا ــــــ

اور پھر بچپن میں ہی ایک دو دن کے بعد ہی۔ حضرت عیسےٰ علیہ نے ماں کے اشارہ

کو سمجھتے ہوئے پنگھوڑے میں ہی کلام کی تھی، اسے بے عقل۔ بے سمجھ اور بے شعور کہنا کفر و باطل اور واجب القتل ہونے کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے؟

## گستاخی نمبر ٦ ۔ نزول المسیح ص ٣

انگریزی نبی مرزا قادیانی اپنی اس کتاب میں شانِ نبوّت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں یوں لکھتا ہے ۔۔۔ کہ میں وہ آئینہ ہوں جس میں شکلِ محمدی اور محمدی نبوّت کا کامل انعکاس ہے ۔۔ اگر میں کوئی علیحدہ شخص نبوّت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد اور مصطفےٰ و مجتبےٰ نہ رکھتا ۔۔۔۔

اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ٩٩ میں اسطرح بکواس کرتا ہے ۔۔۔۔

آدھم نیز احمد مختار ۔۔۔ دربرم جامہ ہمہ ابرار۔

کہ نعوذ باللہ ۔۔۔ میں آدم بھی ہوں اور احمدِ مختار بھی ۔۔۔ اور ہر نبی کا لباس زیبِ تن کئے ہوئے ہوں ۔۔۔۔

مرزا قادیانی ۔۔۔ کی جہالت ۔ حماقت اور بے وقوفی کی انتہاء دیکھو کہ اپنے آپ کو محمد و احمد کہتا ہے ۔ اسلئے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے جو بنی اسرائیل کو جس نبی کی خوشخبری دی تھی اس کا نام احمد بتلایا تھا ۔۔۔ اور اس انگریزی پودے نے وہ احمد اپنے آپ کو سمجھ لیا ۔۔۔۔

حالانکہ اس کا نام غلام احمد ہے ۔۔۔ تو احمد کی غلامی کا پٹہ گردن سے اتار کر احمد بن جانا ہی کفر کے اندھیرے میں ڈوبنے کے مترادف ہے ۔۔۔۔

حالانکہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب لوگوں نے آپ سے تعارف چاہا تو آپ نے فرمایا ۔۔ اَنَا دَعْوَۃُ اِبْرَاھِیْمَ وَاَنَا بَشَارَۃُ عِیْسٰی ۔

کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس نبی کے لئے دعا کی تھی وہ ہوں ۔۔ اور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس احمدؐ کی خوشخبری سنائی تھی وہ بھی میں ہی ہوں۔

## ۴۲۔ کتابوں کے حوالوں سے۔

اور پھر سیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اَنَا فِی الْاَرْضِ مُحَمَّدٌ وَفِی السَّمَاءِ اَحْمَدُ۔

کہ۔ زمین پر میرا نام محمدؐ ہے اور آسمانوں پر میرا نام احمدؐ ہے۔

قارئین حضرات! — ایک نکتہ کی بات سنیئے! کہ فنا فی اللہ ہو کر شیخ منصور کی زبان سے نکل گیا — اَنَا الْحَقُّ — تو تختہ دار پر چڑھ گیا۔ مطلب یہ کہ ریاضت و عبادت اور شب خیزی کے باعث شیخ منصور کو خدا کہنا تو آسان نظر آیا مگر محمدؐ وہ بھی نہ بن سکا —

اور شیخ عبدالحق محدث و محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شیطان کسی کو خواب میں آ کر یہ تو کہہ سکتا ہے کہ میں تیرا ربّ ہوں مگر یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں محمدؐ ہوں۔

حتیٰ بصورت پروردگار تواند آمد

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! —

مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ لِاَنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ^

کہ، جس نے خواب میں مجھے دیکھا، اس نے مجھے ہی دیکھا۔ کیونکہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا —

تو صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی ان روشن حقائق کے پیش نظر یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ شیطان تو مثیلِ محمدؐ و احمدؐ نہ بن سکے مگر یہ قادیانی مرزا اپنے آپ کو کبھی مثیلِ عیسٰیؑ اور کبھی مثیلِ محمدؐ کہتا ہے۔

جیسے شاید یہ کسی شیطان کا بیٹا ہو!

^ ترمذی شریف — جلد ۲ — باب فضائلِ عمرؓ — رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا :۔

لَوْکَانَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ لَکَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ ۔

کہ اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو خطاب کا بیٹا حضرت عمرؓ ہوتا۔ رضی اللہ تعالیٰ

صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا کہ اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نبوت کی تمام صفات موجود تھیں، تو اگر حضرت عمرؓ کے اندر نبوت کی تمام صفات موجود ہونے کے باوجود وہ اپنے آپ کو نبی نہیں کہتے۔ تو یہ قادیان کا کانا کون ہے۔

گستاخی نمبر ۷ ــ حقیقت الوحی ص ۸۸ ــ باب ۴ ــ

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ قَرِیْبًا مِّنَ الْقَادِیَانِ ۔ ازالہ اوہام ص ۹۲۴ و ص ۹۲۵

تو میں نے سنکر تعجب کیا کہ قرآن مجید میں قادیان کا نام بھی ہے ــ تین شہروں کے نام اعزاز کے ساتھ قرآن مجید میں درج ہیں ــ مکہ ــ مدینہ ــ اور قادیان۔

حضرات گرامی ــ صاحبزادہ سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ خدا کا قرآن نبی کے پیچھے پیچھے چلا نبی خدا کے قرآن کے پیچھے پیچھے نہیں گیا ــ

مطلب یہ کہ اگر نبی مکہ میں، تو قرآن مکی ہوا اور اگر نبی مدینہ میں تو قرآن مدنی ہوا ــ مگر یہ جاہل انگریزی نبی کہتا ہے کہ نہیں قرآن قادیانی بھی ہے ــ گویا کہ نزول قرآن میں رد و بدل کر کے جہنم کی سزا کا مستحق ہو گیا ــ

گستاخی نمبر ۸ ــ حقیقت الوحی ــ جلد ۴ ص ۹۹

لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ ۔

کہ ــ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا ــ

گستاخی نمبر ۹ ــ یہی کتاب ص ۱۰۷ و تذکرہ ص ۸۱ ــ الہام ہوا

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔

گستاخی نمبر ۱ ـــــ نزولِ المسیح ص ۹۹ ـ

کربلائے ہست سیر ہر آنم
صد حسین در گریبانم

کہ میں کربلا کی ہر وقت سیر کرتا رہتا ہوں اور سو حسین میرے گریبان میں ہیں ـ

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن تو کہتا ہے ـــــ

کہ ـــــ

ع
اے کربلا کی خاک تجھ میں وہ موتی ہے کہ جس کو
دیکھنے کے لئے سورج بھی نگاہیں مانگے
عشق سے لوگ پناہ مانگتے ہیں اکثر
پر یا حسینؓ تجھ سے تو عشق بھی پناہیں مانگے

ـــــ اور ـــــ

نظر بھی ہار گئی اب خبر کہاں سے ملے
نہ پوچھ اہل نظر سے کہ کہاں کہاں ہے حسینؓ
اور اگر کوئی مجھ سے پوچھے تو میں بتا دوں گا
کہ جہاں جہاں ہے محمدؐ وہاں وہاں ہے حسینؓ

گستاخی نمبر ۱۰ ـــــ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۵۶

بازاری زبان استعمال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میرا خدا سے تعلق ناقابلِ بیان ہے

جیسے قاضی یار محمد نے اپنے ٹریکٹ نمبر ۳۴ میں تحریر فرمایا ہے ـــــ

کہ "حضرت مسیح موعود نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ فرمائی ہے کہ کشف کی حالت اس پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالےٰ نے رجولیت کا اظہار فرمایا تھا ـــــ گویا کہ مرزا بالکل خدا کی بیوی تھا"

گستاخی نمبر ۱۱ ــــ تذکرہ صــ ۵۲۶ ،

اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ وَلَدِیْ ــــ کہ تو میرے ہاں بیٹے جیسا ہے۔

گستاخی نمبر ۱۲ ــــ حقیقت الوحی ــ حصہ ۴ ــ صــ ۱۹۹

یَاقَمَرُ یَاشَمْسُ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْكَ۔

کہ، تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں ــــ

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ اے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے غیور مسلمانو! ــ اِن حوالوں اور ان گستاخیوں سے تو قرآن کی سورۃ اخلاص کا مفہوم و معانی ہی بدل جاتے ہیں ــــ کہ اللہ ایک ہے ۔ اللہ بے نیاز ہے! نہ اس نے کسی کو جنا۔ نہ کوئی بیٹا اور نہ کوئی رشتہ دار اور نہ ہی اس کا کوئی خاندان اور نہ ہی کوئی برادری ــــ وہ ۔ واحدہٗ لاشریک اور ازلی اور ابدی ہے !۔

حضرات گرامی! ــــ یاد رہے کہ اس جھوٹے اور انگریزی نبی کی ہر کتاب میں ہزاروں گستاخیاں پائی جاتی ہیں ۔ اور ہر گستاخی پر پھانسی کی سزا ــــ سزائے موت اور واجب القتل ہونے کا ثبوت ــ! پھر کہاں تک اِن گستاخیوں کی نشاندہی کی جائے، ان کے شمار کے لیئے ایک دفتر اور ایک ضخیم کتاب چاہیئے !ــ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# کاروانِ ختمِ نبوّت

قارئینِ محترم! ـــــ آئیے ذرا اس مقدس قافلہ کی تاریخ کے اوراق بھی اُلٹ کر دیکھیں کہ جنہوں نے اپنی زندگیاں ختمِ نبوّت کے تحفّظ کے لئے وقف کر رکھی تھیں اور انگریزی استبداد اور فرنگی ظلم و ستم کے عہدِ حکومت میں بھی ناموسِ رسالتؐ علیہ السلام کی پاسبانی کرتے ہوئے دار و رسن کو چومتے رہے اور جیلوں کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں بھی تخت و تاجِ ختمِ نبوّت کے ایمان افروز نعروں سے ایوانِ سلطنت کی دیواروں کو پاش پاش کرتے رہے ـــــ

بقولِ سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری ـــ کہ میری ساٹھ سال کی عمر ہے جو آدھی ریلوں میں گزر گئی اور آدھی جیلوں میں

اور تحفّظِ ختمِ نبوّت کے ساتھ ساتھ فرنگی راج کے خاتمہ کے لئے یعنی ہندوستان کے پاؤں سے انگریز کی غلامی کی زنجیریں توڑ کر یہاں کے عوام کو آزادی کے سدا بہار گلشن کی آبیاری اپنے خون سے کرتے رہے ـــ

حضراتِ گرامی! ـــــ ادھر مرزا قادیانی نے نبوّت کا دعویٰ کیا اور ادھر اس کی سرکوبی کیلئے مجلسِ احرارِ اسلام کے نام سے ایک مجاہد تنظیم سرزمین ہند میں پوری آب و تاب سے اُبھری جس میں دیوبندی ـ بریلوی ـ اہل حدیث اور اہل تشیع

یعنی ہر مکتبِ فکر کے سرکردہ اور جیّد علمائے کرام کا ایک کارواں میدانِ عمل میں اُتر آیا۔ جن کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں :۔

دیوبندی حضرات کے سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری۔ مولینا محمد علی صاحب جالندھری۔ مولینا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی۔ مولینا حبیب الرحمٰن صاحب لُدھیانوی۔ مولینا لال حسین صاحب اختر۔ مولینا محمد حیات صاحب کھوٹھا پسروری اور مولانا تاج محمود صاحب فیصل آبادی ۔

بریلوی حضرات کے اسمائے گرامی یہ تھے ۔

حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی۔ صاحبزادہ سیّد فیض الحسن شاہ۔ مناظرِ اسلام علامہ سیّد محمد مسعود صاحب الڑوی۔ مولینا محمد یوسف صاحب سیالکوٹی اور صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن صاحب ۔

اور اہلِ حدیث حضرات کے اسمائے گرامی یہ تھے ۔

مولینا داؤد غزنوی صاحب۔ مناظرِ اسلام مولینا عبد القادر صاحب روپڑی۔ مولینا میر محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور مولانا عبید اللہ صاحب احرار اور شیعہ حضرات کے علمائے کرام کے اسمائے گرامی یہ تھے :۔

علامہ کفایت اللہ صاحب۔ علامہ مظہر الدین صاحب اظہر۔ مولینا مظفر علی صاحب شمسی اور مولینا محمد اسمٰعیل صاحب ۔

قارئینِ کرام ! ۔۔ مرزائیت کے خلاف معرضِ وجود میں آنے والے اس کاروانِ ختمِ نبوّت والے جیّد علمائے کرام اور مفتیانِ شرع متین ہونے کیساتھ ساتھ، شعلہ نوا خطیب۔ آتش بیان مقرر اور سحر الکلام واعظ بھی تھے جو ملک میں انگریزی استبداد اور مرزائیت کے خلاف اپنی اپنی شعلہ نوائی سے آگ لگا دیا کرتے تھے ۔

جنرل محمد ایوب خاں مرحوم نے جب ملک میں مارشل لاء لگائی اور ملک کی تمام پارٹیوں پر پابندی لگا دی تو مجلسِ احرارِ اسلام توڑ کر اس کا نام "مجلس تحفظِ ختم نبوت" رکھ لیا گیا جو آج تک اسی نام سے مشہور رہے ! ـــــ اور میں یعنی صاحبزادہ سید افتخار الحسن اگرچہ نہ مجلسِ احرارِ اسلام کا اور نہ کبھی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا ممبر رہا ہوں، مگر ۳۵ سال سے ان شمعِ محمدی کی ختمِ نبوت کے پروانوں کے ساتھ مرزائیت کے خلاف جہاد میں مصروف ہوں ـــ اور یہ میرے والد گرامی مولینا سید محمود مسعود رحمۃ اللہ علیہ کے خون کی کرامت ہے کہ جنہوں نے سب سے پہلے قادیان جاکر مرزا محمود کو للکارا اور دعوتِ مباھلہ دی ـــ

حضرات محترم ! ـــ آج مجھے اس کاروان کی غبارِ راہ سمجھئے یا اس
کونجاں دی ڈار وچوں وچھڑی ہوئی ـــ اک کونج

اور مجھے اس قافلہ کی گردِ راہ بنانے کا سہرا مولانا تاج محمود صاحب کے سر ہے۔ جن کی دوستی نے میری زندگی اور شہرۂ آفاق خطابت کی ہر منزل اور ہر سٹیج پر مجھے دادِ تحسین سے نوازتے رہے اور آخر ۱۹۵۳ء کی تحریک میں مجھے پوری طرح اس مقدس قافلہ کا ایک ادنیٰ سا رضاکار بنا کر ملتِ اسلامیہ پاکستان کے سامنے پیش کر دیا۔

اور آج کل میں بیماری و علالت اور کمزوری و ناتوانی کے باوجود بھی جہاں کہیں ختمِ نبوت کی شمع جلتی ہوئی نظر آتی ہے، جل مرنے کیلئے وہاں پہنچ جاتا ہوں۔

جیسا کہ میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے ! ؏

یاری سیج پتنگیاں والی شمع بلی آ دھمکے
پھیر نہ کدھرے جاون مجرے اوتھے ای مر مکے

اور ـــ عشق کمانا سوکھا ناہیں ویکھ خاں سوز پتنگ دا
خوشیاں نال جلے وچہ آتش مرنوں ذرا نئیں سنگدا

جے توں عاشق بَنناں لوڑیں پلّہ پکڑ سجن دا
جان منگے تے دیہہ شتابی سرفہ کریں نہ تن دا

احبابِ کرام! ــــ اب میں اس مجلس کے دیوانوں میں "خاتم المقررین" کے خطاب سے مشہور ہوں ــــ

اس کی وجہ یہ ہوئی کہ چنیوٹ کے وسیع میدان اور حُسنِ انتظام کے تحت سالانہ ختمِ نبوّت کانفرنس شروع تھی، دو دن کے بعد رات کے ایک بجے مولینا تاج محمود صاحب مرحوم کی صدارت میں، مَیں نے آخری تقریر شروع کرتے ہوئے کہا کہ حضرات محترم ــــ اس کانفرنس کی آخری تقریر میری ہے ــــ کانفرنس کی انتظامیہ اور اشتہار میں پروگرام کے مطابق میرے بعد کوئی مقرر نہیں ہے۔ اسلیئے کہ میری تقریر کے بعد کانفرنس ختم ہو جائے گی، لیکن اگر کوئی پاگل انسان کہے کہ صاحبزادہ صاحب کے بعد مَیں بھی تقریر کروں گا تو انتظامیہ کہہ سکتی ہے کہ پاگل اور احمق انسان صاحبزادہ صاحب کی تقریر کے بعد تو کانفرنس ختم ہو جائے گی تو تو تقریر کس کو سنائے گا اور اگر وہ ضد کرے تو انتظامیہ کہے گی کہ اچھا کر لینا مگر تو ہمارے پروگرام میں شامل نہیں ہے ــــ

یہی حال مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے نبوّت کا دفتر تیار ہُوا اور اس دفتر کے تحت انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے وقت میں آتے رہے یہانتک کہ ہمارے آقا و مولا محبوبِ خدا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوّت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ــــ

مگر ــــ ان کے بعد قادیان سے آواز آئی، مَیں بھی ان کے بعد نبی ہوں ــــ تو علمائے حق پرست کی طرف جواب آیا کہ پاگل انسان کرلے اعلان مگر تو ہمارے نبوّت کے دفتر میں شامل نہیں ہے ــــ

میرے یہ کہنے پر عوام پکار اٹھے کہ آج ختمِ نبوّت کی سمجھ آگئی۔ اور ساتھ ہی مولینا

تاج محمود صاحب نے اپنے صدارتی خطبہ میں کہہ دیا کہ آج سے صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن صاحب خاتم المقرّبین ہیں اور پھر ساتھ ہی اس کی تائید مولانا محمد علی جالندھری مرحوم نے بھی کر دی ——

مثلاً —— بیان المیلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں محدّث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ فخرِ آدم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کا وقت آیا —— تو ——

رَاَیْتُ جِبْرِیْلَ —— میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا کہ دودھ کے پیالے لئے کھڑے ہیں اور مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ بی بی آمنہؓ دودھ کا پیالہ پی لیجئے میں نے شہد سے زیادہ میٹھا دودھ کا پیالہ پی لیا —— تو جبرئیل علیہ السلام نے دوسرا پیالہ بھی پیش کر دیا —— میں نے وہ بھی پی لیا —— پھر جبرئیل علیہ السلام نے آواز دی ——

## اِظْهَرْ یَاخَاتَمَ النَّبِیِّیْن

کہ —— اے انبیاء کے ختم کرنے والے نبیؐ! اب آ بھی جاؤ —— تو میں نے یعنی صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے عالمِ تخیلات میں پوچھا کہ ابھی تو یہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو رہے ہیں پھر تجھے کیسے پتہ چل رہا ہے کہ یہ خاتم النبیینؐ ہیں ——

تو جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اس خاتم النبیین علیہ السلام تک وحی لانے والا تو میں ہوں اور انبیاء علیہم السلام کا وہ دفتر بھی میرے ہی پاس ہے جس میں تمام انبیاء کے اسمائے گرامی درج ہیں تو میں آج وہ دفتر دیکھ کر آیا ہوں انہیں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی بی بی آمنہ کے لال کے بعد کسی نبی کا نام نہیں ہے لہٰذا میں نے اس بنا پر اسے ——

"خاتم النبیینؐ کہہ دیا ہے" ـــــ

دوستو ـــــ یہ یاد رہے کہ بریلوی مکتب فکر کے علمائے کرام کا تعلق مجلس احرار اسلام یا تحفظِ ختمِ نبوتؐ سے صرف مسئلہ ختمِ نبوتؐ تک محدود رہے۔ اسلیئے کہ یہ تو سارے کے سارے مسلم لیگی تھے اور ہیں ـــــ

شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی ہو یا غزالی دوراں محمد سعید احمد صاحب کاظمی ہوں۔ علمائے حق پرست نے ملکر ۱۹۵۳ء میں مرزائیت کے خلاف ایک بھرپور تحریک علامہ ابو الحسنات بریلوی کی صدارت میں چلائی ـــ ایک مجلسِ عمل قائم کی گئی ـــــ

بس پھر کیا تھا مرزائیت کے خلاف نفرت کا آتش فشاں پھٹ گیا اور بچہ بچہ اس خوفناک طوفان میں کود پڑا ـــــ

اور جب دولتانہ اور خواجہ ناظم الدین اس خالص دینی و مذہبی طوفان کے آگے کوئی بند نہ باندھ سکے اور مسلمانوں کے جذبات کو سیاسی بصیرت سے ٹھنڈا نہ کر سکے اور ان کے چند مطالبات کو تسلیم نہ کر سکے جو کہ مندرجہ ذیل تھے :ـــــ

۱:ـــ مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔

۲:ـــ چوہدری ظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے علیحدہ کیا جائے۔

۳:ـــ مرزائیوں کو فوجی اور دیگر کلیدی آسامیوں سے سبکدوش کیا جائے۔

۴:ـــ ربوہ کو عام مسلمانوں کے لئے کھلا شہر قرار دیا جائے۔

ان میں سے کوئی مطالبہ بھی تسلیم نہ کیا گیا تو پھر ہتھکڑیوں کی جھنکار سنائی دینے لگی۔ گولیوں کی بوچھاڑ ہونے لگی ـــ جیلوں کے دروازے کھول دیئے گئے ـــــ رضاکاروں پر تشدد ہونے لگا ـــ اور آخرکار جنرل اعظم نے لاہور میں مارشل لگا دیا۔

مگر شمعِ محمدیؐ کے پروانے زندگی اور موت سے بے پرواہ ہو کر قافلوں کی صورت میں لاہور پہنچتے رہے اور سینہ کو محمدؐ کا مدینہ بنا کر گولیاں کھاتے رہے۔

یہانتک کہ تقریباً دس ہزار مسلمانوں نے ناموسِ رسالتؐ کی خاطر جامِ شہادت نوش فرمایا ——

فیصل آباد کی قیادت مولینا تاج محمود اور مولینا عبداللہ احرار کے ہاتھ میں تھی۔ مجھے بھی ایک سال کی سزا ہوئی جو میں نے میانوالی جیل میں گزاری جس میں سات دن پھانسی کی کوٹھڑی بھی شامل ہے ——

اور مولینا تاج محمود کو شاہی قلعہ لاہور لے جایا گیا ——

پھر ۱۹۶۳ء میں مجھے بھی میری ایک تقریر پر باغی قرار دے کر شاہی قلعہ لاہور میں نظر بند کر دیا گیا۔ تقریر کے الفاظ یہ تھے —— کہ:—

"گورنر کی مونچھوں سے تو بغاوت ہو سکتی مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفوں سے بغاوت نہیں ہو سکتی"

کسی سیاسی حکمت عملی کے تحت تحریک ناکام ہو گئی مگر اس آگ کی چنگاریاں سلگتی رہیں اور حکومتیں بھی بدلنے لگیں —— وزیر فقیر بننے لگے، کرسیاں ٹوٹنے اور مارشل لاء لگنے اقتدار کے سورج ڈوبنے لگے اور ہم نے ہر سربراہ مملکت کو قرار دادوں کے ذریعہ یاد دلاتے رہے کہ مرزائی پاکستان کے دشمن ہیں اور ضلع گورداسپور انہی غداروں کے باعث پاکستان میں شامل نہیں ہو سکا، حالانکہ ضلع گورداسپور پورے کا پورا پاکستان میں آچکا تھا اور اس کا ڈپٹی کمشنر احمد حسین کمال مقرر ہو چکا تھا اور تین دن تک ڈپٹی کمشنر کے آفس پر پاکستان کا پرچم بھی لہراتا رہا تھا ——

مگر مرزائیوں کی سازش سے سوائے تحصیل شکر گڑھ کے سارا ضلع گورداسپور، ہندوستان کے حوالے کر دیا گیا ——

مگر ہماری ہر آواز صدا بصحرا ہو کر گرد و غبار کے ڈھیروں میں گم ہوتی رہی اور ہماری ہر قرار داد کو پڑھے بغیر پھاڑ دیا جاتا رہا ——

آخر ۱۹۷۴ء آگیا جس میں مرزائیوں کی شطرنج کی بساط الٹ گئی اور یہ ۷ اگست ۱۹۷۴ء کو مسٹر بھٹو کے سیاہ عہدِ حکومت میں غیر مسلم قرار پائے ـــــ جس کی تفصیل یوں ہے ــــ کہ

ملتان نشتر میڈیکل کالج کے چند طلباء کوہ مری کی سیر و تفریح کر کے چناب ایکسپریس پر واپس آرہے تھے کہ ربوہ کے مرزائی غنڈوں نے اسٹیشن پر ان پر حملہ کر دیا۔ ڈنڈے اور پتھر برسائے چاقوؤں اور چھریوں سے انہیں زخمی کر دیا ـــــ

مولانا تاج محمود صاحب مرحوم کو اطلاع مل چکی تھی ـــ مجھے بلایا ـــ گاڑی فیصل آباد اسٹیشن پر آکر رکی تو کھاتے پیتے گھرانوں کے چشم و چراغ زخموں سے چور چور تھے۔ فوراً انہیں طبّی امداد پہنچائی گئی اور مرہم پٹی کر کے آگے روانہ کر دیا گیا ـــــ

اور پھر رات کو اپنی کٹیا پر ایک ہنگامی اجلاس بلا کر ۱۹۵۳ء کی مُردہ مجلسِ عمل میں تازہ روح پھونکی ـــ اسے دوبارہ زندہ کر دیا اور پھر اس طرح مولانا فقیر محمد۔ مولانا ضیاء القاسمی، مولانا محمد اشرف ہمدانی ۔مولانا اللہ وسایا۔ مولانا محمد اسمٰعیل شیعہ اور مولانا محمد صدّیق اہلحدیث، مولانا عزیز الرحمٰن اور مولانا محمد انور کلیم حضرات نے ایک جلسہ میں ایک دفعہ پھر اپنی اپنی آتش بیانیوں سے ملک میں آگ لگا دی اور ـ مرزائیت کے خلاف ایک طوفان کھڑا کر دیا ـــــ گرفتاریاں ہونے لگیں۔ مقدمات چلنے لگے اور ـــــــــ

ع کھُل گئے در زندانوں کے اور وہ تالا ٹوٹا ہے
یا کوئی قیدی اور بے آیا اور یا کوئی چھوٹا ہے۔

کی کیفیت پیدا ہو گئی ـــــــــ

اسلام آباد میں ہنگامی اجلاس بلایا گیا اور پھر لمبی چوڑی بحث و تمحیص کے بعد مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا ـــ اور ساتھ ہی ربوہ شہر کو

کھلا شہر قرار دے دیا جہاں اب مسلمانوں کی بھی دو مساجد ہیں، ایک محمدی اور دوسری صدّیقیہ جہاں ہر سال عظیم الشان ختمِ نبوّت کانفرنس ہوتی ہے ۔

یہ دوسرا قافلہ ہے جو ہمہ تن، ہمہ وقت اور ہمہ حالت میں ختمِ نبوّت کے لئے اپنا من ۔ تن اور دھن قربان کو تیار رہتے ہیں ——

اور اس سلسلہ یعنی ختمِ نبوّت کے سمندر میں دو مگرمچھ تو ملتان میں رہتے ہیں اور باقی اس میدان کے مجاہد فیصل آباد میں، مولٰینا عزیز الرحمٰن اور مولٰینا اللہ وسایا صاحب ہیں ۔

## ختمِ نبوّت مجلس کا عالمی رُوپ

اور اللہ کا بڑا شکر ہے کہ علمائے حق پرست نے ختمِ نبوّت کی جو شمع روشن کی تھی وہ ان احبابِ کرام نے بُجھنے نہیں دی بلکہ اِسے اور بھی روشن کرتے ہوئے یہ عالمی مجلس بن چکی ہے اور جس کی کانفرنس اب لندن میں بھی ہونے لگی ہے —— اور مولٰینا تاج محمود صاحب کے بعد اب اس تنظیم کے روحِ رواں اِن کے فرزندِ ارجمند صاحبزادہ طارق محمود ہیں جو باپ کی تند و تیز اور جوش و خروش اور حسنِ اخلاق اور وہی وفا و مروّت، وہی احباب کی آمدورفت اور وہی مہمان نوازی ۔

اور یہ حضرات، مختلف عقائد ۔ مختلف مسلک اور مختلف نظریات کے باوجود ایک دوسرے کے دُکھ سُکھ کے ساتھی ۔ مرن جیون میں شریک اور زندگی و موت میں ہمدرد و خیر خواہ رہتے ہیں ۔ گویا کہ اربعہ عناصر یعنی مٹی ۔ آگ ۔ پانی اور ہوا جسطرح مختلف صفات رکھنے کے باوجود جب یہ چاروں آپس میں مل جاتے ہیں تو ایک مکمل انسان بن جاتا ہے ۔ اسی طرح دیوبندی ۔ بریلوی ۔ اہلِ حدیث ۔ اور اہلِ تشیع جب آپس میں اکٹھے ہو جاتے ہیں تو ختمِ نبوّت کے باغیوں کے مقابلہ میں ایک مضبوط قلعہ بن جاتے ہیں ——

اگرچہ ـــــ ہم ایک دوسرے کے جانی جان ـ وفادار دوست اور جانثار ساتھی ہیں لیکن مولینا تاج محمود صاحب کی اور میری دوستی اور پھر وفا و مروت ایک دوسرے کے لئے مثالی بن گئی ـــــ

اور اس مفاد پرست دنیا، مطلب پرست، زمانہ اور نفس پرست انسانوں میں سے غمگسار دوست ـ وفادار ساتھی اور رازدار بیلی کا مل جانا اللہ تعالےٰ کی ایک عظیم نعمت ہے ـ

احباب کرام ـــــ یہ بھی یاد رہے کہ مولینا تاج محمود صاحب مرحوم علامہ اقبال کے مرد مومن تھے، کہ جس کی تلاش میں وہ مرد قلندر مرحوم ہوٹلوں ـ کالجوں اور کلب گھروں میں مارا مارا پھرتا رہا مگر اسے مرد مومن کہیں بھی نہ ملا ـ اس لیئے کہ درویش لاہوری اقبال مرحوم کے نزدیک مرد مومن کی تعریف یہ ہے ـــــ کہ ؏

ہو صحبت یاراں تو بریشم کی طرح نرم
اور رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

مگر افسوس کہ یہ دونوں حضرات اب اس جہاں میں نہیں ہیں اور اگر ہوتے تو میں اقبال مرحوم کا ہاتھ پکڑ کر فیصل آباد کی ایک مسجد کے حجرہ میں لے آتا اور پھر ایک بوسیدہ سے مکان کی ایک ٹوٹی پھوٹی کٹیا میں مولانا تاج محمود کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھما کر کہتا کہ ـــــ

یہ ہے تیرا مرد مومن

کہ جو دوستوں کی محفل میں ریشم سے بھی زیادہ نرم و نازک اور جب اور جہاں کہیں حق و باطل کی جنگ ـ نیکی و بدی کا تصادم اور ختم نبوّت کے غدّاروں کا معرکہ ہو، تو یہ ایک مرد مجاہد کی طرح اس میدان میں کود پڑتے ہیں ـ

یہی وجہ تھی کہ مولینا موصوف شہر میں کوئی نہ کوئی ہل چل مچایا رکھتے تھے اور تمام مکاتیب فکر کے علمائے دین کو اکٹھا رکھنے کی ہر وقت کوشش میں لگے رہتے تھے۔ !

مرزائی غنڈوں نے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پر حملہ کیا تو سوچتے رہے کہ اس کا توڑ کیا ہو؟ آخر انہوں نے ۱۹ر جنوری ۱۹۸۴ء کو تحفظ ختم نبوت محاذ طلبہ کی ایک تنظیم کی بنیاد رکھی، جس میں میڈیکل کالجوں کے علاوہ دوسرے کالجوں کے طلباء بھی شامل ہیں اور اس تنظیم کے سرپرست اعلیٰ ایک ماہر اور ممتاز اور تجربہ کار نوجوان ڈاکٹر ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کے سحر نوا قاری بھی ہیں اور نام نامی ان کا ڈاکٹر صولت نواز ہے کو مقرر کیا ——

اور یہ بھی یاد رہے کہ مولینا مرحوم کے رازدار اور ساتھی مولینا عبید اللہ احرار بھی ہر کام اور ہر مشورہ میں پوری طرح ان کا ساتھ دیتے رہتے تھے۔ آج کل ان کا صاحبزادہ سیف اللہ احرار شہر کی ایک چھوٹی سی دکان پر سونے کے زیورات کا کاروبار کرتا ہے جس میں دوسرے صرافوں کی طرح کھوٹ نہیں ہوتی ——
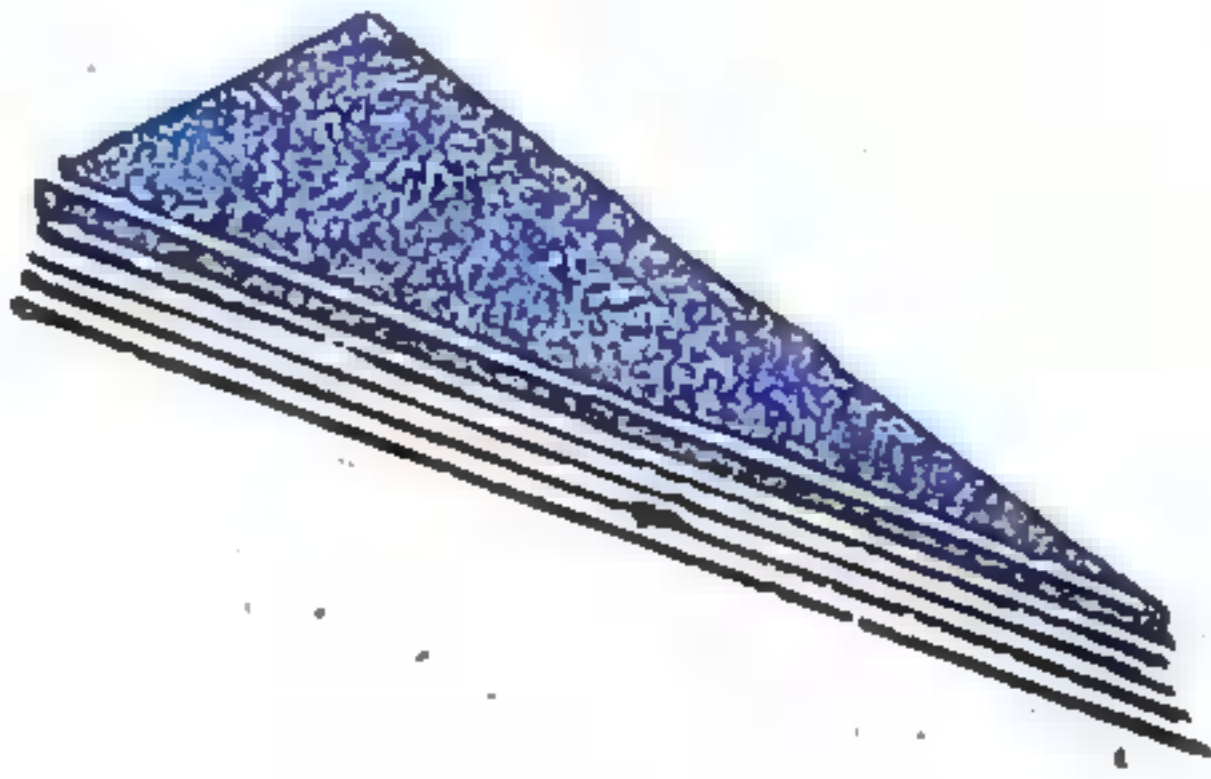
بسم اللہ الرحمن الرحیم

# اللہ تعالیٰ اور رسولؐ سے محبت

اللہ تعالیٰ اور رسولؐ سے محبت صرف جزو ایمان ہی نہیں بلکہ عین ایمان ہے اور قرآن و احادیث میں محبت کے مقدس لفظ نے متعدد بار زینت بخشی ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔

کافر و مشرک اور دین اسلام سے بیگانہ لوگ تو ابلیس۔ شیطان اور پتھروں کے تراشیدہ خداؤں یعنی بتوں سے محبت کرتے ہیں مگر اہل ایمان اپنے اللہ سے بے پناہ اور لازوال محبت رکھتے ہیں اور اللہ و رسول کی محبت میں دنیا کا مال و متاع لٹا دیتے ہیں اور اپنی جانیں تک نثار کر دیتے ہیں مگر اللہ و رسول کی محبت کا دامن نہیں چھوڑتے ۔۔۔

درویش لاہوری علامہ اقبال مرحوم نے اپنی کتاب بانگِ درا میں محبت کی طہارت و پاکیزگی کو کچھ اسطرح بیان کیا ہے ۔۔۔۔ کہ

جبکہ ابھی کائنات معرضِ وجود میں نہیں آئی تھی اور ابھی شمس و قمر کی گردش کا بھی نام و نشان نہ تھا ۔۔۔۔

اور جبکہ ابھی دن کی روشنی اور رات کی تاریکی سے بھی کوئی آگاہ نہیں تھا اور دریاؤں کی روانی اور سمندروں کی طوفانی لہروں کا بھی کسی کو علم نہ تھا ۔۔۔۔

تو اس وقت ساقِ عرش پر کاتب تقدیر نے اپنے دستِ قدرت سے ن
اور قلم کو جنبش دی اور ایک نسخہ کیمیا لکھا — کہ جس کے استعمال سے دشمنی دوستی
میں نفرت محبّت میں ——
عداوت الفت میں اور بیگانی یگانت میں بدل جاتی ہے اور پھر انسانی عوام کے
دلوں پر حکومت کرنے لگ جاتا ہے —— اور وہ نسخہ تھا محبت کا ——
اور اس کے اجزاء یہ تھے ——

ع چمک تارے سے مانگی چاند سے داغ جگر مانگا
اڑائی تیرگی تھوڑی سی شب کی زلف برہم سے
تڑپ بجلی سے لی اور حور سے پاکیزگی پائی
حرارت لی نفسہائے مسیحؑ ابن مریم سے
ذرا سی پھر ربوبیّت سے شانِ بے نیازی لی
ملک سے عاجزی، افتادگی تقدیرِ شبنم سے
پھر ان اجزا کو گھولا چشمۂ حیواں کے پانی میں
مرکّب نے محبّت نام پایا عرشِ اعظم سے

حضراتِ محترم! —— غور کرو اور دلوں سے کدورت کے گرد و غبار کو جھاڑ کر
غور کرو —— اور
دیکھو —— اور آنکھوں سے نفرت و عداوت کی پٹی اتار کر دیکھو اور سوچو
لیکن اُلفت و محبّت کے اس قیمتی نسخہ کے ایک ایک جز کی "تاثیر" سمجھ کر سوچو!
ہر چیز قابلِ قدر —— ہر شئے غیر فانی اور ہر جز لازوال! ——
مسلمانو! پھر آپس میں قتل و غارت کیوں - خون خرابہ - کس لیے اور وحشت و
بربریت کا مظاہرہ کیسے؟ اور پھر اقبال مرحوم ہی اپنی کتاب "ارمغانِ حجاز" میں محبت

کی رعنائیوں۔ دلکشیوں اور دلفریبیوں کو خوبصورت انداز میں پیش کرتا ہے۔

کہ — محبّت چیست تاثیرِ نگاہ ہیست
چہ شیریں زخمے از تیرِ نگاہ ہیست

## محبّت کیا ہے؟

محبوب کی نگاہِ ناز کی ایسی تاثیر ہے کہ جس کا اثر انسان کی زندگی کے سفر کی ہر منزل پر راہبری کا کام دیتا ہے اور محبوب کی دُزدیدہ نگاہ سے نکلا ہُوا تیر جب کسی مُحِبّ کے سینہ میں پیوست ہوتا ہے تو اسکا زخم تکلیف دہ اور دردناک نہیں ہوتا بلکہ شیریں و میٹھا ہوتا ہے کہ اس کا علاج کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی اور اس زخم پر پٹی باندھنے کا خیال تک نہیں آتا

مولوی غلام رسول مرحوم بھی محبّت کے اسی انوکھے اور نرالے نظریہ کو یوں بیان کرتے ہیں ——— ع

کہ — عشقوں تیر وجے جتھے کاری رہے نہ زخم لوکایا
تدبیراں دے پردے اندر ایہہ دُکھ کسے نہ پایا

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ محبّت کے لفظ کی تشریح اپنے ذوق کے پیشِ نظر یوں بیان کرتے ہیں —

فَاِنَّ الْمُحَبَّۃَ لَااَوَّلَ لَھَا وَلَانِہَایَۃَ لَھَا

کہ۔ محبّت کی نہ اوّل ہے اور نہ آخر — نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا — اور نہ آغاز ہے اس کا اور نہ انجام ———

اَلْمُحَبَّۃُ ھَلَاکُ الْقُلُوْبِ وَدَھْشُ الْقُلُوْبِ وَ
نَارُ الْقُلُوْبِ وَعَطْشُ الْقُلُوْبِ ———

اور محبّت دِلوں کو ہلاک کر دیتی ہے — اور ہر وقت محبوب کا تصور دلوں

کو حیران رکھتا ہے اور محبوب کے ہجر و فراق کی آگ میں جلنے والوں کے لیے ایک

المناک آتش ہے اور محبّت دلوں کی پیاس بھی ہے ——— کیا مطلب!

محبوب کا وصل ہو گیا تو دل کی پیاس بجھ گئی اور نہ ملا تو ساری زندگی ہجر کی

آگ میں جلتے رہنے کا نام محبت ہے۔

تفسیر روح المعانی حصّہ ۳ صـ ۲۰۳، صـ ۲۰۴ ——— علامہ سیّد محمود آلوسی رحمۃ

اللہ علیہ محبّت کے مقدّس لفظ کی شرح ان الفاظ میں کرتے ہیں ———

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

کہ - اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ اعلان فرما دیں کہ اگر تم اللہ

تعالیٰ سے محبّت کرنا چاہتے ہو تو میری یعنی رسولِ اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و

فرمانبرداری کرو — تو پھر اللہ کریم بھی تم سے محبّت کرنے لگے گا ——

اور صرف یہی نہیں بلکہ تمہارے گناہ بھی معاف فرما دے گا ———

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ ———

اللہ کی محبّت اور رسولؐ کی اطاعت ہو تو پھر گناہ کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔

اسلئے کہ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ———

اِنِّیْ سَيِّدُ الْمُحِبِّيْنَ ——— کہ میں محبت کرنے والوں کا سردار ہوں۔

وَحَقِيْقَةُ الْمَحَبَّةِ عِنْدَ الْعَارِفِيْنَ ———

اور عارفین کے نزدیک محبّت کی حقیقت یہ ہے ———

اِحْتِرَاقُ الْقَلْبِ بِنِيْرَانِ الشَّوْقِ

کہ محبوب کے وصل و ملاقات کے شوق کی آگ میں دل کو جلائے رکھنے کا نام محبت ہے!

وَرَوْحُ الرُّوْحِ بِلَذَّتِ الْعِشْقِ ———

اور عشق کی چاشنی اور لذت سے محبوب کی ملاقات کیلئے اپنی روح پر امید رکھنے کا

نام محبّت ہے ____

وَاِسْتِغْرَاقُ الْحَوَاسِ فِیْ بَحْرِ الْاُنْسِ ۔

اور اُنس واُلفت کے دریا میں اپنے حواسِ خمسہ کو غرق کر دینے کا نام محبّت ہے

وَطَهَارَةُ النَّفْسِ بِمِيَاهِ الْقُدْسِ ۔

اور اپنے سرکش اور باغی نفس کو پاک وصاف پانی سے دھونے کا نام محبّت ہے۔
تاکہ محبّ ومحبوب کے درمیان کوئی دنیاوی لالچ۔ نفسانی خواہش اور حرص وہوس
کی کوئی گنجائش نہ رہے ____

مَالَا عِلَّةَ بَیْنَ الْمُحِبِّ وَالْحَبِیْبِ ____

کہ محبّ ومحبوب کے درمیان کوئی علّت __ کوئی عارضہ اور کوئی پردہ نہ رہنے
کا نام محبّت ہے !

سِوَایٰ ذَاتِ الْحَبِیْبِ ____

تاکہ محبّت کرنے والی آنکھ کو اپنے حبیب کے سوا اور کوئی غیر نظر نہ آنے کا
نام محبت ہے !

وَلِهٰذَا قَالُوْا ____

اسلئے کہا گیا ہے ____ کہ

لَا تَصِحُّ الْمَحَبَّةُ مِمَّنْ يُمَيِّزُ بَيْنَ النَّارِ وَالْجَنَّةِ ۔ وَبَيْنَ
السُّرُوْرِ وَالْمِحْنَةِ وَبَيْنَ الْفَرْضِ وَالسُّنَّةِ ____

کہ۔ اس انسان کی محبّت صحیح اور کامل نہیں ہوتی جو جنّت و دوزخ میں
تمیز رکھے۔ سرور و مشقت میں فرق جانے اور فرض وسنّت میں جدائی اور علیٰحدگی سمجھے۔

وَاِسْتِغْرَاقُ فِیْ مُشَاهَدَةِ الْمَحْبُوْبِ ____

اور جو شخص اپنے آپ کو محبوب کے حسن وجمال کے مشاہدہ و نظارا میں غرق

نہ کردے اور اپنے آپ کو محبوب کے جلوؤں میں گم نہ کردے اس کی محبت پختہ و مکمل نہیں ہوتی ———

شیخ المحدثین والمفسرین حضرت شیخ عبدالحق محقق و محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محبت کی علامات اپنے علم و فہم کے پیش نظر یوں لکھتے ہیں :———

مدارج النبوت مترجم ——— حصہ اول ——— صـ ۵۲۵ ——— فرماتے ہیں، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت رکھنے کی بہت سی علامتیں اور نشانیاں ہیں لیکن سب سے زیادہ ——— ارفع و اعلیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ——— پیروی۔ اطاعت اور آپؐ کی سُنتوں پر عمل کرتے رہنا ——— آپؐ کے احکام کی تعمیل کرنا۔ اور آپؐ پر کثرت سے درود شریف پڑھتے رہنا ہے !

جیسا کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ۔

مطلب یہ کہ میری اور اللہ کی محبت ایک ہے جسطرح کہ میری اور اللہ کی اطاعت ایک ہے ———

**کمالِ محبت** ——— اور جب محبت اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے تو پھر یہ قلب کی غذا ——— روح کی بہار ——— دل کا سرور ——— اور آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتی ہے ———

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک کثرت سے کرنے کا نام محبت ہے ۔

مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ ۔

کہ جس سے محبت ہوتی ہے اس کا ذکر بھی کثرت سے کیا جاتا ہے۔ میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ——— جس دا کوئی عاشق ہووے اس دے مرنے مردا

اُٹھ دیاں بہندیاں دن تے راتیں اوسدا ذکر ہی کردا

مدارج النبوت ـــــ جلد ۲ ـــ ص۵۱۵ ـــ محبت، اہلِ ایمان کے لئے دلوں کی زندگی اور ارواح کی غذا ہے ـــ اور انسان کی زندگی کا جو وقت محبت کے بغیر گزرتا ہے، وہ گویا بے مزہ سے بے لطف اور بے رُوح رہ جاتا ہے۔
مواہب لدنیہ میں امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ محبت کے لفظ کی تعریف کوئی بیان نہیں کر سکتا ـــ اور نہ ہی اسے کوئی جان سکتا ہے ـــ مطلب یہ کہ جب تک کسی کے دل میں کسی کی محبت پیدا نہ ہو گی اور اس کی لذت سے آشنا نہ ہو گا اور محبت کی کیفیت جب تک، انسان کے قلب و جگر پر وارد نہیں ہوتی، یہ انسان کی سمجھ سے بالاتر ہوتی ہے بـ
بعض کہتے ہیں کہ تمام احوال میں محبوب کی متابعت و موافقت کرنے کا نام محبت ہے! ـــــ
اور بعض کہتے کہ محبوب کی خوبیوں میں گم ہو جانے اور اس کی ذات و صفات میں فنا ہو جانے کا نام محبت ہے ـــــ
حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنی طرف سے جتنا زیادہ کیا جائے اور محبوب کی طرف سے جتنا کم کیا جائے، اسے زیادہ سمجھنے کا نام محبت ہے!۔
بعض کہتے ہیں کہ دل سے محبوب کے سوا سب کچھ فنا کر دینے کا نام محبت ہے۔ اور یہی کمالِ محبت ہے! ـــــ
اور بعض کہتے ہیں کہ محبوب کے دیدار کی ہر وقت آرزو رکھنے کا نام محبت ہے!
قارئین کرام! ـــــ مقتدر محدثین ـــ ممتاز مفسرین اور حق پرست علمائے دین نے اپنے اپنے علم و ادراک کے مطابق محبت کے لفظ کی دلکش تشریح ـ دلچسپ وضاحت اور ایمان افروز تفسیر کر کے ہمارے مرجھائے ہوئے دلوں کیلئے تازہ بہار کا سامان پیدا کر دیا ہے اور جان و جگر کی ویران بستی میں رونق اور چہل پہل کی سی کیفیت

پیدا کر دی ہے اور ہماری زندگی کی خشک کھیتی میں محبّت کی مٹھاس بھر کر فصلِ نو بہار کی تازگی بخش دی ہے! ــــــ

اب صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی محبّت کے مقدّس لفظ کی تشریح میں صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہے کہ محبّت انسان کی زندگی کے چمنستان کا ایک مہکتا ہوا پھول ہے جس کی خوشبو سے محبّت کرنے والے دماغ اور دل محبوب کی عنبریں زلفوں کی مہک سے ہمیشہ تر و تازہ رہتا ہے ــــــ

اور محبّت اللہ کریم کی طرف سے ایک عظیم نعمت ہے جس کے ذریعہ سے انسان مکر و فریب کی منحوس وادی سے نکل کر اور وحشت و بربریت کے بندھن کو توڑ کر انسانیت و شرافت کی بلندیوں کو پالیتا ہے اور رشد و ہدائیت کی روشنی میں گم ہو کر دوسرے مسلمان بھائیوں کو محبّت کی نگاہ سے دیکھتا اور اُن کے دُکھ درد کو مٹانے کے لئے اپنا تن من نثار کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے ــــــ

اور محبّت ــــ قدرت کا ایک گرانقدر عطیہ ہے جس کے ذریعہ دشمن، دوست بن جاتا ہے۔ عداوت، محبّت میں بدل جاتی ہے اور نفرت، اُلفت کا لباس پہن لیتی ہے

## نفرتوں کے جھگڑے

**مگر** ــــــ آج جو پاکستان میں عداوت اور نفرتوں کے خوفناک اندھیرے چھائے ہوئے ہیں اور مسلمانوں میں ایک دوسرے کے خلاف جو دشمنی کے بھیانک سائے مسلط ہو چکے ہیں ــــ اور قرآن پاک نے جنہیں آپس میں بھائی بھائی کہا ہے، آج ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہے ہیں ــــ اور بھائیوں کے خون سے ملک کے در و دیوار کو رنگین کیا جا رہا ہے ــــ اور اپنی ہی بہو بیٹیوں اور بہنوں کی عصمت کے گرانقدر موتی سر بازار لوٹے جا رہے ہیں ــــ مکان جلائے جا رہے ہیں ــــ بستیوں کو اجاڑا جا رہا ہے اور عوام کی پُر سکون زندگی پر موت کا

خوف طاری کیا جا رہا ہے ——

اور صوبہ و مرکز کی چپقلش خطرناک صورت اختیار کرتی جا رہی ہے اور لسانی جھگڑے کو ہوا دی جا رہی ہے اور کبھی صوبائی تعصّب پھیلایا جا رہا ہے اور سندھی بلوچی اور پٹھان کے ساتھ ساتھ کھلم کھلا پاکستان کے خلاف نعرے لگائے جا رہے ہیں —— بقولِ غلام مصطفےٰ اجتوئی "سندھ جل رہا ہے"۔ شاید سندھ کے راجہ داہر کے بحری ڈاکو، اپنی اپنی کمین گاہوں سے نکل کر اور قتل و غارت کا بازار گرم کر کے اور مسلمانوں کے قافلے لوٹ کر ——

## محمدّ بن قاسمؒ کو بلوا رہے ہیں

تو صاجزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ ان تمام خرابیوں —— ساری بدعنوانیوں اور وحشت و بربریّت کا علاّمہ اقبال مرحوم کے نزدیک ایک ہی سبب ہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے محبّت کے مقدّس جذبات مٹ چکے ہیں —— باہمی اخوّت کے پھول مرجھا چکے باہمی شفقت و پیار کا سورج ڈوب چکا ہے ۔

اور اتحاّد و یگانگت کے گلستان میں خزاں چھا چکی ہے!

اسی لئے درویشِ لاہوری کہتا ہے —— کہ

محبّت کا جنوں باقی نہیں ہے
مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے
صفیں کج ، دِل پریشاں ، سجدے بے ذوق
کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے!

اور

محبّت خویشتن بینی محبّت خویشتن داری !

مجبّت آستانِ قیصر و کسریٰ سے بے پرواہ
کہ محبّت ہی کو اگر اپنا شعارِ زندگی بنا لیا جائے
تو مسلمان قوم قعرِ مذلت سے نکل کر اوجِ ثریّا

پر اپنا ہلالی پرچم لہرا سکتی ہے ــــــ
کیونکہ ــــ محبّت قیصر و کسریٰ کے تخت و تاج اور روم و شام کے شاہی
محلّات کو ٹھکرا کر کسی مسجد کے اس حجرہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے جس میں

محبوب رونق افروز ہوتا ہو! ــــــــــ
نزہت المجالس ــــ جلد ۱ ــ ص ۴۸ ــ علاّمہ عبد الرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ
علیہ ۔ وَعَلَامَةُ الْمَحَبَّةِ اِتِّبَاعُ الْمَحْبُوْبِ فِی الْاَمْرِ وَالنَّهْیِ وَاِلَّا
فَلَیْسَتْ بِمَحَبَّةٍ تَامَّةٍ ــ
کہ ــ محبّت کی علامت یہ ہے کہ محبوب کے امر و نہی کی اتباع کی جائے ۔

ورنہ محبّت تام نہیں ہے! ــــــ
ص ۵۰ ــ وَقَالَ الشِّبْلِیُّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ سُمِّیَتْ الْمَحَبَّةُ مَحَبَّةً لِاَنَّهَا

تَمْحُوْ عَنِ الْقَلْبِ مَا سِوَی الْمَحْبُوْبِ ــــ
اور ــ محبّت کا نام اسلئے محبّت رکھا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ دل سے سوائے

محبوب کے ہر شے کو مٹا دیتی ہے! ــــــ

اور بعض کہتے ہیں کہ ــــــ
اَلْمَحَبَّةُ كَالْحَبَّةِ اِذَا وُضِعَتْ فِی الْاَرْضِ الطَّیِّبَةِ اَنْبَتَتْ

سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ ــــ
کہ ــــ محبّت کی مثال اس دانہ کی ہے جو پاک اور زرخیز زمین پر ڈالا جاتا ہے ۔
تو اس سے سات بالیں نکلتی ہیں اور پھر ہر بالیں سے سو سو دانے نکلتے ہیں ــ

فَالْحُبَّۃُ اِذَا وَقَعَتْ فِیْ قَلْبٍ طَیِّبٍ!

اور اسی طرح جب محبّت کا دانہ کسی پاک و صاف دل میں پیدا ہو جاتا ہے تو پھر اللہ و رسول کی ہزاروں اطاعات و فرمانبرداریاں مردِ مومن کے رگ و ریشہ میں سما جاتی ہیں اور اللہ و رسول سے محبّت کرنے والا مسلمان چاہتا ہے کہ میرا ہر ایک سانس اللہ و رسول کی اطاعت کے بغیر نہ گزرے ۔

ص ۵۳ :۔ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ اَدْعٰی مُحَبَّۃَ اللّٰہِ ثُمَّ نَظَرَ اِلٰی وَلَدِہٖ بِعَیْنِ الْمُحَبَّۃِ ۔

کہ ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی محبّت کا دعویٰ کیا مگر اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو محبّت کی آنکھ سے دیکھا ۔

اللہ کریم اس مشترکہ محبّت پر راضی نہ ہُوا تو فرمایا ۔

فَقِیْلَ لَہٗ اِذْبَحْ وَلَدَکَ

کہ ۔ اے میرے خلیل علیہ السلام اپنے بیٹے کو ذبح کر دے تا کہ تمہارے دل سے میری محبّت کے سوا باقی تمام غیر اللہ کی محبّت نکل جائے ۔

کیونکہ محبّت غیر کو برداشت نہیں کر سکتی !

ایک نوجوان لڑکی کالج سے نکلی اور شرم و حیا کی چادر میں لپٹی ہوئی جا رہی تھی کہ ایک اوباش اور بازاری غنڈہ لڑکی کے پیچھے ہو لیا ۔

چند قدم چلنے کے بعد اس عصمت مآب لڑکی نے اس آوارہ جوان سے پوچھا !

بھائی ! ۔ تو میرے پیچھے پیچھے کیوں آ رہا ہے ؟

عیّاش جوان نے جواب دیا ۔ ع

تیری زُلفِ دراز کا دِل قیدی ہو گیا ہے

تیری محبّت کا تیر سینہ پہ پیوست ہو گیا ہے

اور تیرے حُسن کی جھلک نے جان و جگر میں محبّت کا چراغ روشن کر دیا ہے ۔

وہ شرم وحیا کی مجسمہ ہونے کے ساتھ ساتھ سمجھدار اور عقلمند بھی تھی —
کہنے لگی —— جوان —— میں کیا ہوں —
میرے پیچھے میری بہن آرہی ہے جو مجھ سے بھی حسین اور خوبصورت ہے —
نوجوان نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو لڑکی نے زور سے نوجوان کے سینہ پر تھپڑ مار کر کہا ! ——

او! — ذلیل — کمینے — اور غنڈے نوجوان ——
دعویٰ میری محبّت کا اور دیکھتا غیر کی طرف ہے ! ——

بی بی زلیخا —— دعویٰ تو کرتی تھی یوسفؑ کی محبّت کا صرف دعویٰ ہی نہ تھا بلکہ یوسف علیہ السلام کی محبّت میں فنا ہو چکی تھی اور مصر کے شاہی تخت و تاج کو ٹھکرا کر بیابان میں بوسیدہ سی جھونپڑی میں بیٹھ کر یوسف علیہ السلام کے تصوّر میں گم رہنے لگی تھی —— وہ پوجا بُت کی کرتی تھی —— تو جب تک پتھر کی پرستش کرتی رہی، یوسف علیہ السلام کو نہ پا سکی —

اور جب زلیخا پتھّر کے بنائے ہوئے خدا کو توڑ کر بارگاہِ ربّ العزّت میں سربسجود ہو گئی تو حضرت یوسف علیہ السلام کی شاہی سواری بھی زلیخا کی ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی کے پاس آکر رک گئی —— زلیخا نے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز سُنی تو پہچان گئی ——

میرے محبوب یوسف کی سواری ہے ! ——

اُٹھی —— اور ڈنگوری سے راستہ تلاش کرتی کرتی — گرتی — پڑتی — اُٹھتی بیٹھتی اور آنسو بہاتی بڑی مشکل سے دروازہ تک آئی ——

دائی سے کہا، میرا بازو پکڑ کر یوسفؑ کے قریب لے جا ! ——

قریب پہنچی — لیکن کنعان کا شہزادہ، زلیخا کو پہچان نہ سکا ——

اس لیئے ـــــ کہ نہ حُسن ـــــ نہ شباب ـــــ نہ جوانی اور نہ ہی وہ شہانہ آدائیں ـــــ

آگے جلنے لگے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے لگام پکڑلی ـــــ

پوچھا ـــــ جبرئیلؑ کیوں ؟ ـ

عرض کی ـــــ زلیخا اپنے پتھر کے بنے ہوئے خدا یعنی جھوٹے ربّ کو توڑ کر واحدہٗ لاشریک ربّ کے آگے اس نے سر جھکا دیا ہے لہذا آج اسے مِل کے جانا ہے ـــــ

## محبّت غیر کو نہیں چاہتی

نزہت المجالس ـ جلد ۱ ـ صـ ۵۸ ـ حضرت ابراہیم اُدھم رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک فرشتہ کو دیکھا ! ـــــ

میں نے پوچھا ـ زمین پر کیوں آئے ہو ! ـــــ

ـــــ جواب دیا ! ـــــ نَزَلْتُ اَكْتُبُ الْمُحِبِّيْنَ ـ

کہ ـ اللہ تعالیٰ سے محبّت کرنے والوں کے نام لکھنے کے لئے آیا ہوں ـــــ

مثلاً ـــــ ثابت البنانی اور مالک بن دینار کے ! ـــــ

ادھمؒ ـــــ فرماتے ہیں !

میں نے اس سے پوچھا ـ هَلْ اَنَا مِنْهُمْ !

کہ کیا ان میں میرا نام بھی ہے ؟

جواب ملا ـــــ نہیں !

فرماتے ہیں پھر میں نے اس سے کہا ـــــ

اِذَا كُنْتُمْ فَاكْتُبْ تَحْتَهُمْ اِبْرَاهِيْمُ مُحِبُّ الْمُحِبِّيْنَ ـ

کہ جب تو اُن کے نام لکھ چکے تو سب کے بعد میں اور سب کے نیچے میرا نام بھی لکھ دینا کہ ابراہیم ادھمؒ، اللہ سے محبّت کرنے والوں سے محبّت کرتا ہے۔
تو فرشتہ نے کہا ——

قَدْ اَمَرَنِیْ رَبِّیْ فِیْ هٰذِهِ السَّاعَةِ اَنْ اَكْتُبَكَ فِیْ اَوَّلِهِمْ ۔

کہ مجھے ربّ کی طرف سے حکم ہُوا ہے کہ میں اسی وقت ان سے پہلے تیرا نام لکھوں۔

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ انسان کو اور خصوصاً مردِ مومن کو محبّت کے لعل و جواہرات کا خزانہ —— سچے موتیوں کی تسبیح اور سدا بہار گلشن کے مہکتے ہوئے پھولوں کا گلدستہ اللہ کریم کی طرف سے ایک قیمتی تحفہ اور گرانقدر عطیہ ہے ——

اسلئے خداوند کریم تو خود بھی بندوں سے اور خصوصاً، اہلِ ایمان سے محبّت کرتا ہے اور وہ بار بار قرآنِ پاک میں اعلان فرماتا ہے ——

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ——

کہ —— اللہ نیکی کرنے والوں سے محبّت کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ ۔

کہ —— اللہ توبہ کرنے والوں سے محبّت کرتا ہے!

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۔

کہ —— اللہ پاک وصاف رہنے والوں سے محبّت کرتا ہے۔

اور پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے شاہی محلّات میں پہنچے تو فرعون کی بیوی حضرت آسیہؓ کی جھولی میں آئے —— اور جب موسیٰ علیہ السلام کو میرے دشمن اور حضرت موسیٰؑ کے دشمن نے یعنی فرعون نے پکڑ لیا —— تو

اَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ——

کہ —— مَیں نے تجھ پر اپنی طرف کی محبّت ڈال دی جو کہ فرعون کی بیوی تھی ——

اسی لئے تو حضرت بی بی آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرعون سے کہا تھا۔

قُرَّةُ عَيْنٍ لِّي وَلَكَ۔

کہ۔ یہ خوبصورت بچہ تو میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

لَا تَقْتُلُوْهُ۔

اسے قتل نہ کر۔

اس کی پیشانی پر چمکنے والے انوار و تجلیات سے پتہ چلتا ہے کہ حسین و جمیل بچہ عنقریب ہمیں فائدہ و نفع پہنچائے گا۔

اور یا اسے ہم اپنا بیٹا بنا لیتے ہیں!

سیّد افتخار الحسن۔ کہتا ہے کہ چونکہ حضرت آسیہؓ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے ظلم و ستم سے بچایا تھا اور فرعون کی تلوار کو پکڑ لیا تھا جو موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے اٹھی تھی، اسی لئے حضرت آسیہؓ کو بھی حضرت حواؑ، حضرت مریمؑ اور حضرت ہاجرہؓ کیساتھ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائی بنا دیا گیا تھا۔

نزھت المجالس۔ جلد ۲ صفحہ ۲۵۔ علامہ عبد الرحمٰن صفوریؒ لکھتے ہیں۔

لَوْ قَالَ فِرْعَوْنُ قُرَّةُ عَيْنٍ لِّي وَلَكَ لَهَدَاهُ اللّٰهُ۔

کہ۔ جس طرح حضرت آسیہؓ نے محبت و الفت کی بنا پر فرعون سے کہا تھا کہ یہ بچہ تو میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے تو وہ ھدایت پا گئی تھی۔ اگر فرعون بھی یہی بات آسیہؓ سے کہہ دیتا تو آسیہؓ کی طرح فرعون بھی ہدائیت پا جاتا اور وہ بھی کفر و باطل کے اندھیروں سے نکل کر حق و اسلام کی روشنی میں آجاتا۔

سیّد افتخار الحسن۔ کہتا ہے کہ ذرا اللہ کریم کی رحمت و بخشش

کے سمندر کی طرف تو دیکھو اور نبوّت کا احترام و وقار تو ملاحظہ فرماؤ کہ اگر فرعون جیسا ظالم و جابر حکمران اپنی بادشاہت کو قائم رکھنے کی خاطر مصر کے ستّر ہزار معصوم بچّوں کا قاتل اور اپنے آپ کو ربّ العلےٰ کہلوانے والا کافر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ادب کرتے ہوئے انہیں آنکھوں کی ٹھنڈک کہہ دیتا تو وہ ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں سے نکل کر رشد و ہدایت کی ضیاء پاشیوں میں داخل ہو جاتا ــــــ

دوسری بات ــــــ دریائے نیل میں دو تین غوطے ہی کھانے کے بعد پکار اُٹھا۔ اے موسیٰؑ ــــ مجھے معاف کر دے ــــ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں جھوٹا خدا تھا۔ اور میں ستّر ہزار معصوم بچّوں کے قتل کی معافی چاہتا ہوں اور میں اب سچّے دل سے اپنے ہر گناہ سے توبہ کرتا ہوں ــــــ

مجھے نجات دے دے! ــــ

ربّ کریم کی طرف سے آواز آئی ــــ

اے فرعون ــــــ تو نے اپنی بادشاہت کو قائم رکھنے کی خاطر ستّر ہزار بچے بھی قتل کروائے ــــــ اور تو نے اپنی بیوی آسیہؓ کو بھی سخت عذاب دیکر ہلاک کر دیا ــــــ اور تو نے میرے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی کئی بار قتل کرنے کا منصوبہ بھی بنایا ــــ اور تو نے مجھے قتل کرنے کے لیے ہزاروں فٹ اُونچا محل بھی تیار کروایا ــــ

اور آج تو توبہ کر رہا ہے اور موسیٰؑ کے دروازہ پر دستک دے رہا ہے مگر اس نے تیری ایک نہیں سُنی اور تیری طرف دیکھا تک نہیں ــــــ

لیکن آج اگر تو میری رحمت کا دروازہ کھٹکھٹاتا ــــ اور میری بارگاہ میں اپنی جبیں جھکا دیتا اور میرے آگے فریاد کرتا تو میں تجھے پناہ دے دیتا ــــــ

شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

ع

باز آ باز آ از ہر چہ ہستی باز آ
ہزار بار توبہ شکستی باز آ
درگہہ ما درگہہ نو امیدی نیست
کہ کافر د گبر و بُت پرستی باز آ

اور

اے میرے مولا میں تیرے ناز برداروں میں ہوں
تجھ سے اکدن پھول لوں گا اسلیئے خاروں میں ہوں
عرض کی میں نے کہ مولا میں گنہ گاروں میں ہوں
بول اٹھی رحمت نہ گھبرائیں مددگاروں میں ہوں

مشکوات شریف صہ ۴۲۵ بحوالہ مسلم شریف جلد ۲ صہ ۳۳۱ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــــ

اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَحَبَّ الْعَبْدَ دَعَا جِبْرِیْلَ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّہٗ۔

کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبّت کرتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بلاکر فرماتا ہے کہ مَیں اپنے فلاں بندہ سے محبّت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبّت کر! تو جبرائیل علیہ السلام بھی اس بندہ سے محبّت کرنے لگ جاتا ہے۔

ثُمَّ یُنَادِیْ فِی السَّمَاءِ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ ـــــ

پھر آسمانوں پر منادی کرادی جاتی ہے کہ اللہ کریم فلاں بندہ سے محبّت کرتا ہے۔ اے آسمانوں کے فرشتو! تم بھی میرے اس مقبول بندہ سے محبّت کرو۔ پھر آسمانوں کے سارے فرشتے بھی اس بندہ سے محبّت کرنے لگ جاتے ہیں۔

ثُمَّ یُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ ۔

اور پھر زمین پر بسنے والے بندوں کے دلوں میں اس بندہ کی محبّت پیدا کر دیجاتی ہے۔

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ یہی وجہ ہے کہ اولیاءِ کرام ــــ بزرگانِ دین اور صحابۂ کرامؓ اور اہلِ بیت اطہار سے اہلِ ایمان محبّت و الفت کی دولت سے مالا مال ہو کر اور ان کے چشمۂ فیضِ محبّت سے اپنے دلوں کی ویران کھیتیوں کو سیراب کر کے نہ صرف سکونِ دل ۔ اطمینانِ قلب اور تسکینِ رُوح حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی عاقبت بھی سنوار لیتے ہیں اور خداوندِ کریم کی رحمت و بخشش کے حقدار بھی بن جاتے ہیں ـــ جیسے کہ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن ہے ۔

مُرشدِ لاثانی حضرتِ شہبازِ لامکانی پیر سیّد جماعت علیشاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ علی پور سیّداں شریف اور پھر ان کے بعد منبعِ فیوض و برکات ۔ مرکزِ انوار و تجلیّاتِ حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سایۂ عاطفت کے بعد اب ان کے صاحبزادہ نقشۂ نقشِ لاثانی جناب پیر سیّد محمد اسمٰعیل شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی محبّت کی ڈوری میرے ہاتھوں میں ہے اور انکی عقیدت کا خزانہ میرے دامن میں ہے اور ان اچھی اور گرانقدر نسبت کے جلوے میری آنکھوں میں روشن ہیں اور مجھے اس نسبت پر فخر ہے ـــــ

## ذُوالنُّونِ مصریؒ

نزہت المجالس جلد ۱ صفحہ ۵۱ میں ایک حکایت بیان فرماتے ہیں واضح رہے کہ حضرت ذوالنونؒ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے ولیِ کامل اور عارف باللہ تھے کہتے ہیں :۔

رَاَیْتُ صِبْیَانًا یَّرْجُمُوْنَ رَجُلًا ـــ

کہ میں نے بچّوں کو دیکھا کہ ایک آدمی کو پتھّر مار رہے ہیں ! ـــ

فَقُلْتُ لَھُمْ فِیْ ذَالِكَ ۔

مَیں نے بچّوں سے پُوچھا، اِس آدمی کو پتھر مارنے کا سبب کیا ہے؟

فَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ۔

بچّوں نے جواب دیا ــــ کہ یہ دیوانہ ہے! ــــ

مَیں نے دلیل پوچھی! ــــ

جواب ملا ــــ یَزْعَمُ اَنَّهٗ یَرَای رَبَّهٗ۔!

کہ یہ آدمی گمان کرتا ہے کہ وہ رَبّ کو دیکھتا ہے ــــ

فَدَنَوْتُ مِنْهُ۔

ذُوالنُّوْن مصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں اس آدمی کے قریب گیا۔

فَاَخْبَرْتُهٗ بِذَالِكَ!۔

تو مَیں نے اسے سارے واقعہ کی خبر دی ــــ

فَقَالَ لَوْاحْتَجَبَ عَنِّیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ لَھَلَکْتُ۔

اُس نے جواب دیا ــــ کہ

اگر میرا رَبّ مجھ سے ایک لحظہ کے لیئے بھی چھپ جائے تو میں جدائی کے صدمہ سے ہلاک ہو جاؤں ــــ

پھر اس نے یہ اشعار پڑھے ! ــــ ع

طَلَبُ الْحَبِیْبِ مِنَ الْحَبِیْبِ رِضَاءَهٗ
وَمُنَی الْحَبِیْبِ مِنَ الْحَبِیْبِ لِقَاءَهٗ

کہ دوست، دوست سے ہمیشہ اس کی رضاء اور خوشنودی چاہتا ہے!

اَبَدًا اُبِلَا حِظُهٗ بِاَعْیُنِ قَلْبِ
وَالْقَلْبُ یَعْرِفُ رَبَّهٗ وَیَرَاهٗ

اور اگرچہ چشم دل سے وہ ہمیشہ اس کے پیش نظر رہتی ہے !

اور دل اپنے ربّ کو پہچان لیتا ہے اور اس کے دیدار میں گم رہتا ہے!

يَرضَى الحَبِيبُ مِنَ الحَبِيبِ بِقُربِهِ
دُونَ البِعَادِ فَمَا يُرِيدُ سِوَاهُ

اور دوست، اپنے دوست کی دُوری سے نہیں بلکہ اس کی قرابت سے خوش رہتا ہے! ——

چنانچہ اس کے سواہ اس کی اور کوئی مراد نہیں ہوتی ——

فقلت لہ ——

مَیں نے اس سے کہا! ——

أَمَجنُونٌ أَنتَ؟ — کیا تو دیوانہ ہے؟

اُس نے جواب دیا — عند اهل الارض نعم!

کہ زمین والوں کے نزدیک مَیں دیوانہ ہوں۔

وَأَمَّا عِندَ أَهلِ السَّمَاءِ فَلَا۔

لیکن آسمان والوں کے نزدیک میں دیوانہ نہیں ہوں ——!

سیّد افتخار الحسن — کہتا ہے!

اسلئے کہ زمین والے اسے جانتے نہیں — اور آسمان والے اس کے فقر و درویشی کے مقام اور مرتبہ کو جانتے تھے —— کہ یہ اللہ تعالیٰ کا محبّ — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق اور ولی کامل ہے —

قارئین کرام! —— ملاحظہ فرمائیں کہ ایک آدمی عبادت — ریاضت اور یادِ الٰہی کے ذریعہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ وہ اللہ کریم کو اپنی ولایت کی نظر سے دیکھتا ہے تو بچے ایسے ولی کامل! —— زاہد و عابد اور اللہ و رسولؐ کی یاد میں محو رہنے والے مردِ مومن کو بستی کے نادان بچے —— بے سمجھ بچے اور بے عقل بچے دیوانہ

کہتے ہیں ——— ہمارے اولیاء کرام —— پر تنقید کرنے والے بد عقیدہ لوگ بھی نادان اور بے عقل بچے ہی ہیں ———

فَقُلْتُ لَهٗ —— پھر میں نے اس مردِ درویش سے پوچھا -!

کَیْفَ اَنْتَ مَعَ اللّٰہِ ۔

کہ۔ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسے ہے؟

اس نے جواب دیا —— مَاجَفَوْتُهٗ مُنْذُ عَرَفْتُهٗ ۔

کہ جب سے میں نے اسے یعنی اپنے ربّ کو پہچانا ہے، کبھی اس کی نافرمانی نہیں کی اور کبھی اس کے حکم سے منہ نہیں موڑا ——

فَقُلْتُ مَتٰی عَرَفْتَهٗ ۔

میں نے پھر سوال کیا —— کہ تو نے اسے یعنی ربّ کو کب سے پہچانا ہے؟

قَالَ لَمَّا جَعَلَ اِسْمِیْ فِی الْمَجَانِیْنِ ۔

جواب دیا کہ جب سے اس نے میرا نام اپنے دیوانوں میں لکھا ہے ——

نزھت المجالس جلد ۱ ص ۲۲۳ ——— خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی ——— تفسیر روح البیان

اِنَّ لِیْ وَلِیًّا فِیْ اَرْضٍ کَذَا وَکَذَا مَاتَ

کہ فلاں بستی میں میرا ایک دوست مر گیا ہے، اسے اپنے ہاتھوں سے غسل دیکر کفن پہنا کر اور جنازہ پڑھ کر دفن کرو۔

حضرتِ موسیٰ علیہ السلام اس بستی میں گئے اور لوگوں سے اس فوت ہونے والے آدمی کے متعلق پوچھا! کہ کیسا تھا۔

لوگوں نے جواب دیا! ——

گنہ گار —— اور —— نافرمان تھا ——!

حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نے عرض کی ـــ یا اللہ! اتنے بڑے گنہگار اور نافرمان بندہ پر اتنی رحمت ـ اتنی بخشش اور اتنی مہربانی کیوں ؟

اللہ کریم کی طرف سے جواب ملا ـــــ

کہ یہ ہے تو گنہگار اور نافرمان مگر ہر روز مجھے کہا کرتا تھا

یَا رَبِّ اَنْتَ تَعْلَمُ اِنِّیْ اُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَاِنْ لَّمْ اَکُنْ مِنَ الصَّالِحِیْنَ ـ

کہ اے میرے رب تو جانتا ہے کہ میں خود تو صالح نہیں ہوں لیکن تیرے اور صالح بندوں سے محبت کرتا ہوں ـــــ

سید افتخار الحسن زیدی کا ـ کہنا ہے کہ معلوم ہوا کہ صرف اللہ و رسول کی محبت ہی ذریعہ نجات نہیں ہے بلکہ اولیائے کرام اور صالحین و متقین بندوں کی محبت بھی باعث بخشش ہے ـــــ

نزہت المجالس ـ جلد ۲ صـ ۵ ـ علامہ عبد الرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اللہ و رسول کی محبت میں سرمست تھے اور اسی کیف و مستی کے عالم میں ہر روز کوئی نیا روپ بدل کر لوگوں کی توجہ کا مرکز بن جاتے تھے !

فرماتے ہیں کہ میں نے چند بچوں کو دیکھا کہ ایک آدمی کو پتھر مار رہے ہیں

حضرات محترم ! ـــــ یاد رہے کہ یہی دلکش اور ایمان افروز قصہ حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ کے بیان میں بھی الفاظ کے اختلاف کے ساتھ بھی گزر چکا ہے ـ

حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ میں اس کے قریب گیا ـــــ

فَاِذَا هُوَ يَرْمِقُ بِبَصَرِهٖ نَحْوَ السَّمَآءِ ـ

تو میں نے دیکھا کہ وہ ٹکٹکی لگائے آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا ـ

وَيَقُوْلُ يَا مَوْلَائِیْ اَجَمِيْلٌ مِنْكَ تُسَلِّطُ عَلَىَّ هٰؤُلَاءِ الصِّبْيَانَ !

اور کہہ رہا تھا کہ اے میرے مولا کیا یہ تیری شان کے لائق ہے کہ تو نے مجھ پر یہ بچے مسلط کر دیئے ہیں!

میں نے کہا ——

تَزْعَمُ اَنَّکَ تَرٰی رَبَّہٗ ـ

کہ کیا تو خدا کو دیکھتا ہے؟ ——

تو اس نے جواب دیا —— کہ قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے مجھے اس کی محبّت نے مدہوش کر رکھا ہے اور جس کے قرب نے مجھے سرگرداں بنا رکھا ہے ——

لَوِ احْتَجَبَ عَنِّیْ طَرْفَۃً لَقَطَعْتُ مِنْ اَلَمِ الْبَیْنِ ——

کہ - اگر وہ یعنی میرا ربّ ایک لمحہ کے لئے بھی مجھ سے پوشیدہ ہو جائے —— تو اس کے ہجر کے غم میں - فراق کے صدمہ میں اور دوری کے دُکھ میں میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں ——

اور پھر اس نے یہ شعر پڑھا۔

جَمَالُکَ فِیْ عَیْنِیْ وَذِکْرُکَ فِیْ فَمِیْ
وَحُبُّکَ فِیْ قَلْبِیْ فَاَیْنَ تَغِیْبُ

کہ - اے اللہ تیرا جمال میری آنکھوں میں ہے اور تیرا ذکر میرے لبوں پر ہے۔ اور تیری محبّت میرے دل میں پھر تو مجھ سے کیسے پوشیدہ رہ سکتا ہے اور مجھ سے کیسے چھپ سکتا ہے اور کیسے غائب رہ سکتا ہے ——

سید اللہ افتخار الحسن کہتا ہے کہ ذوالنون مصری اور شبلی یہ دونوں مست اور دیوانے علیحدہ علیحدہ ہیں مگر ان کی اللہ سے محبّت کے سبب دونوں کی رسائی - وارفتگی اور فقر و درویشی کی منزل ایک جیسی تھی اور دونوں ہی اللہ کی محبّت کے نشہ میں مدہوش

تھے کہ جنہیں اللہ کے سوا اور کوئی شے دکھائی ہی نہ دیتی تھی ــــ

اور درویش لاہوری علامہ اقبال مرحوم بھی یہی کہتا ہے کہ جب کوئی مردِ مومن محبّت کی پرخار وادی میں قدم رکھتا ہے، تو اس وادی کی جھاڑیوں کا ہر کانٹا اس کے دامن سے اُلجھ کر اس کی جذب و مستی کی منزل تک پہنچنے میں کئی قسم دشواریاں اور مشکلات پیدا کر کے راستہ کو روکنے کی کوشش کرتا ہے، مگر محبّت کے پر خطر سفر کا راہی ان کانٹوں سے اپنے دامن کو بچا بچا کر اور سوائے اپنے راستہ کے ادھر ادھر دیکھے بغیر اپنی دُھن میں اور اپنے محبوبِ حقیقی سے لو لگائے ہر وادی سے نکل جاتا ہے ــــ تو پھر

محبّت کے شرر سے دِل سراپا نور ہوتا ہے
ذرا سے بیج سے پیدا ریاضِ طور ہوتا ہے

اور

شرابِ روح پرور ہے محبّت نوعِ انساں کی
سکھایا اس نے مجھ کو مست بے جام و سبو رہنا

اور

محبّت ہی سے پائی ہے شفاء بیمار قوموں نے
کیا ہے اپنے بختِ خفتہ کو بیدار قوموں نے

اور

بیابانِ محبّت دشتِ غربت بھی وطن بھی ہے
یہ ویرانہ قفس بھی! آشیانہ بھی چمن بھی ہے
محبّت ہی وہ منزل ہے کہ منزل بھی ہے صحرا بھی
اور یہی ہے ابرِ باراں قطرہ بھی ہے اور دریا بھی

حضرت آسیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ——

پارہ ۲۸ —— سورۃ التحریم —— آیت ۱۱

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ——

اور اللہ تعالےٰ ایمان والوں کی مثال بیان فرمایا ہے —— یعنی فرعون کی بیوی کی ——

جب اس نے بارگاہ رب العالمین میں عرض کی۔ کہ اے میرے ربّ اپنے پاس سے میرے لئے جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے اور ظالم لوگوں سے نجات دے ——

تفسیر کبیر — جلد ۸ — صـ ۱۶۸ ترجمہ اعلحضرت صـ ۸۰۵

نزھت المجالس — جلد ۱ صـ ۵۸ — باب المحبتہ —— قرآن حکیم کے کئی پاروں اور متعدد سورتوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام — فرعون اور اسکی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر اللہ کریم نے تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان فرماکر اپنے بندوں کو بتا دیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ؐ سے محبّت کرنے والا مرد مومن پہاڑوں سے ٹکرا جاتا ہے۔ سمندروں کی طوفانی موجوں میں کود پڑتا ہے۔ خوفناک ندیوں کو چیر جاتا ہے۔ آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں چھلانگ لگا دیتا ہے اور فرعون کی بیوی آسیہ کی طرح دردناک عذاب میں مبتلاء تو ہو جاتا ہے مگر ایمان کی رسّی اور اللہ کی محبّت کی زنجیر کو ٹوٹنے نہیں دیتا ——

وَقِیْلَ هِیَ عَمَّةُ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ ——

اور حضرت آسیہ رضؓ کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چچی تھی

وَاٰمَنَتْ حِیْنَ سَمِعَتْ قِصَّةَ اَلْقَا مُوْسٰی عَصَا ——

اور جب اس نے یہ سنا کہ فرعون کے جادوگروں کے مقابلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصار مبارک غالب آگیا ہے اور وہ جادوگروں کے بنائے ہوئے رسوں کے سانپوں کو کھا گیا ہے تو وہ ایمان لے آئی تھی ـــــ

اور صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی ۔ کہتا ہے کہ حضرت بی بی آسیہؓ کو ایمان کی دولت عطا ہو جانے کا ایک یہ بھی سبب تھا ۔ کہ اس نے فرعون کے دست ظلم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دلوائی تھی اور اس نے فرعون کی اس تلوار کو پکڑ لیا تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کیلئے اٹھائی تھی ۔

اور پکار اٹھی تھی کہ ـــــ یہ بچہ تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے ـــــ

فَعَذَّبَهَا فِرْعَوْنُ عَذَابًا شَدِيدًا بِسَبَبِ الْإِيمَانِ ۔

اور پھر جب فرعون کو حضرت آسیہؓ کے ایمان کی خبر ہوئی تو اس ظالم نے اسے اس کے ایمان لانے کے سبب سخت عذاب میں مبتلا کر دیا ـــــ

اور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں ـــــ

إِنَّهُ وَتَدَ بِهَا بِأَرْبَعَةِ أَوْتَادٍ وَاسْتَقْبَلَ بِهَا الشَّمْسَ وَأَلْقَى عَلَيْهَا صَخْرَةً عَظِيمَةً ۔

کہ ظالم فرعون نے حضرت آسیہؓ کے ہاتھوں اور پاؤں میں چار نوکدار کیل ٹھوک دیئے تھے اور اسے جھلسا دینے والی دھوپ میں پھینک کر ایک بہت وزنی چکی اس کے سینہ پر رکھ دی تھی ـــــ

اور پھر آسیہؓ نے یہ دعا کی تھی کہ اے میرے ربّ مجھے اس ظالم فرعون اور ـــــ اس کے ماننے والوں کے ظلم و ستم سے نجات دے ـــــ

بس پھر کیا تھا ـــــ آسیہؓ کی دعا قبول ہوئی ۔ فرشتوں نے اس سے چکی اٹھا دی ـــ

وَرَفَعَهَا إِلَى الْجَنَّةِ ـــــ اور اسے جنّت کی طرف اٹھا لیا ـــــ

وَرَأَتْ بَيْتَهَا فِي الْجَنَّةِ ــــ

اور اس نے جنت میں اپنا مکان دیکھ لیا ــــ

علامہ عبدالرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب نزہت المجالس میں قرآن پاک کے اس ایمان افروز واقعہ کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں کہ فرعون کو جب حضرت آسیہؓ کے ایمان کی خبر ہوئی تو فرعون نے ایمان سے پھر جانے کو کہا اور اسے قتل کرنے لگا تو۔

فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ رَبَّنَا قَدْ وَقَعَتْ هٰذِهِ الْاِمْرَأَةُ فِي بَلَاءِ فِرْعَوْنَ

کہ اے ہمارے ربّ یہ عورت یعنی آسیہؓ فرعون کے ہاتھوں سخت مصیبت، مشکل اور عذاب میں مبتلا ہو چکی ہے ــــ

تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:ــــ

اِنَّهَا قَدِ اشْتَاقَتْ اِلٰى لِقَائِنَا۔

کہ یہ ہماری ملاقات اور ہمارے دیدار کا شوق رکھتی ہے ــــ

اس لئے کہ ہماری محبت میں گرفتار ہو کر ہماری ملاقات چاہتی ہے ــ

اور پھر آسیہؓ پر نزع کا وقت طاری ہوا اور اس کی زبان حرکت میں آئی تو اللہ کریم نے فرمایا:ــــ

يَا جِبْرِيْلُ اِنَّهَا تُحَرِّكُ شَفَتَيْهَا فَاسْمَعْ مَا تَقُوْلُ ــ

کہ اے جبرئیل علیہ السلام، آسیہؓ کے ہونٹ ہل رہے ہیں ــــ سن تو سہی یہ کیا کہہ رہی ہے؟ ــــ

يَا رَبِّ اِنَّهَا تَطْلُبُ بَيْتًا ــ

تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی ــــ کہ آسیہؓ جنت میں ایک گھر چاہتی ہے! ــ

فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ بَلَاءُهَا شَدِيْدٌ وَصَبْرُهَا كَثِيْرٌ وَسُؤَالُهَا

حقیر ہے ـــــ فرشتوں کی جماعت بول اٹھی ـــــ یا اللہ
آسیہ رضی کا امتحان سخت ہے ـــــ اس کا صبر زیادہ ہے اور سوال حقیر ہے۔
کیا مطلب کہ جو کچھ تجھ سے یہ آسیہ رضی طلب کر رہی ہے اسے عطا کر دے ـــ
تیرے لئے کوئی مشکل نہیں ہے ـــــ
جنّت تیری ہے ـــــ اس میں مکان بھی تیرے ہیں ـــ کوئی خالی ہے تو
آسیہ رضی کو عطا کر دے! ـــــ
فرمایا ـــــ
اس سے پوچھو کہ یہ گھر کہاں چاہتی ہے؟ ـــــ
جواب ملا ـــــ

تَقُولُ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ ـ

کہ یہ جنّت میں تیرے پاس گھر چاہتی ہے! ـــ
ارشادِ باری تعالیٰ ہوا!
کہ میں نے اس کے امتحان اور عذاب کو دیکھ کر۔ اس کے سوال کرنے
سے پہلے ہی اس کے لئے جنّت میں گھر بنا دیا ہوا ہے ـــ

هِيَ تَأْكُلُ وَتَشْرَبُ ـ

وہ جنّت میں خوشی و مسرّت اور اطمینانِ قلب کے ساتھ چلتی پھرتی اور جہاں
سے چاہے اور جو شے چاہے کھاتی پیتی رہتی ہے ـــــ
قیل ـــــ

وَقَالَتْ بَيْتًا وَمَا قَالَتْ دَارًا

کہ آسیہ نے بیتاً یعنی گھر کہا اور دار یعنی مکان نہیں کہا۔
اسلئے کہ بیت بہت ہی چھوٹے سے کمرہ کو کہتے ہیں ـــــ

اور یعنی دارا بہت بڑے مکان کو کہتے ہیں جس میں کئی لوگ رہتے ہوں۔

فَاَرَادَتِ الْخَلْوَةَ مَعَ الْحَبِیْبِ

تاکہ وہ جنّت کے ایک چھوٹے سے حجرہ میں اپنے محبوب حقیقی کے دیدار سے لطف اندوز ہوتی رہے ——

جہاں —— اور کوئی نہ ہو ——

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

# فرعون کی بیٹی کی مشاطہ

الخصائص الکبرٰی جلد ۱ ص ۱۶۰ - امام وعلاّمہ جلال الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ -

نزہت المجالس جلد ۱ ص ۱۹۴ باب فضل الجہاد علاّمہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ -

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرعون کی بیٹی کی ایک مشاطہ یعنی کنگھی کرنے والی ایک لڑکی تھی ——— حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی طرح وہ بھی حلقۂ اسلام میں داخل ہو چکی تھی اور ایمان کی دولت سے سرفراز ہو چکی تھی اور پھر ساتھ ہی اللہ کی محبّت کی زنجیر اپنے پاؤں پہن چکی تھی ———

ایک دن وہ فرعون کی بیٹی کے سر پر کنگھی کر رہی تھی ——— تو

سَقَطَ الْمُشْطُ ———

کہ اس کے ہاتھ سے کنگھی گر گئی ———

فَقَالَتْ تَعِسَ مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ ———

تو اس کی زبان سے نکل گیا ———

کہ ستیاناس اور بیڑہ غرق ہو اس انسان کا جو اللہ تعالےٰ کا انکار کرے -

اپنی مشاطہ کی زبان سے یہ حیران کن اور تعجب خیز الفاظ سنکر فرعون کی بیٹی بول اٹھی ——— اَلَکَ اِلٰہٌ غَیْرُ اَبِیْ -

کہ کیا میرے باپ فرعون کے سوا تیرا کوئی اور خدا ہے ؟

مشاطہ نے انجام سے بے خبر ہو کر اور فرعون کے ظلم وستم سے بے نیاز ہو کر جواب دیا -

نَعَمْ ——— ہاں !

اِلٰھِیْ وَ اِلٰہُ اَبِیْكَ وَ اِلٰہُ سَمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلٰہٌ وَاحِدٌ۔

کہ میرا اور تیرے باپ کا اور زمین آسمانوں کا خدا ایک ہی ہے ۔۔۔۔

فرعون کی بیٹی نے اس بات کی خبر اپنے باپ کو دی ۔۔۔۔

فَطَلَبَھَا وَ ۔۔۔ بِھَا ۔۔۔

فرعون نے مشاطہ کو دربار میں بلایا اور اس سے پوچھا! ۔۔۔۔

کہ جو کچھ میری بیٹی تیرے متعلق بتلا رہی ہے، کیا یہ سچ ہے؟ ۔۔۔

قَالَتْ نَعَمْ ۔۔۔۔

اس نے جواب دیا ۔۔۔۔ ہاں!

سچ ہے! ۔۔۔

فَعَذَّبَھَا بِالْاَوْتَادِ ۔۔۔

فرعون نے اسے لمبے لمبے کیلوں کے عذاب میں مبتلاء کر دیا، مگر چونکہ وہ اللہ کی محبّت کے نشہ میں مخمور تھی اس لئے اس نے صبر کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور ثابت قدم رہی ۔۔۔۔

ثُمَّ ذَبَحَ بِنْتَھَا الْکَبِیْرَۃَ ۔۔۔۔

پھر فرعون نے مشاطہ کی بڑی لڑکی کو ذبح کروا دیا لیکن وہ پھر بھی بڑے ہی سکونِ قلب کے ساتھ اپنی بیٹی کو ذبح ہوتے دیکھتی رہی اور فرعون کے ظلم کو بڑے ہی حوصلہ سے برداشت کرتی رہی ۔۔۔۔

اور پھر جب فرعون نے مشاطہ کی چھوٹی اور کم سن لڑکی کو بھی قتل کرنا چاہا، تو ماں کی ممتا نے فریاد کی ۔۔۔۔

تو لڑکی پکار اٹھی پنگھوڑے میں سے! ۔۔۔

لَا تَجْزَعِیْ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی ابْنٰی لَكِ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ۔

کہ اے اماں! ——— فریاد نہ کر اور جزع فزع نہ کر اور آنسو نہ بہا کیونکہ اللہ کریم نے تیرے لئے جنت میں ایک گھر بنا رکھا ہے ! ———

اور جب حضرت آسیہؓ نے یہ ماجرا دیکھا تو وہ بھی اللہ کی محبت میں محو ہو گئی۔

فرعون نے سمجھا کہ اپنی بیٹی کی طرح یہ بھی دیوانی ہو گئی ہے ———

بی بی آسیہؓ نے جواب دیا! ———

ہاں ——— ظالم ہاں ——— !

میں اللہ تعالیٰ کی محبت میں دیوانی ہو گئی ہوں اور ایمان کی شمع میرے سینہ میں روشن ہو چکی ہے اور ہمارا وہی ایک خدا ہے جو زمین و آسمان، فرش و عرش اور لوح و قلم کا رب ہے ! ———

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج کو قاب قوسین کی پُرنور وادی میں پہنچے تو

مَرَّتْ بِهٖ رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ ———

ایک پاک و صاف اور دل و جگر کو معطّر کر دینے والی خوشبو سامنے سے گزری۔

نبیِّ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پُوچھا ———

مَا هٰذِهِ الرَّائِحَةُ ۔

کہ یہ خوشبو کیسی ہے اور کس شے کی ہے ؟ ———

جواب دیا جبرئیل علیہ السلام نے کہ یا رسُول اللہ ! ———

قَالُوْا مَاشِطَةُ بِنْتِ فِرْعَوْنَ وَاَوْلَادُهٗ ۔

یہ فرعون کی بیٹی کی مشاطہ اور اس کی لڑکیوں کی جنت کے باغ سے خوشبو آ رہی ہے ! ———

نزہت المجالس جلد ۱ صـ ۵۲ علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ اصحاب کشف کہتے ہیں کہ جب حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو قبر میں رکھا گیا تو منکر نکیر فرشتے حساب لینے کے لئے ان کے پاس قبر میں آئے — فرشتوں نے سوال کیا۔

مَنْ رَبُّكَ ۔

کہ تیرا ربّ کون ہے؟

حضرت بایزید نے جواب دیا کہ مَیں اگر ہزار بار کہوں کہ میرا ربّ اللہ ہے تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔

وَلٰكِن سَالُوهُ هَلْ اَنَا عَبْدُهٗ ۔

لیکن خدا سے تو پوچھو کہ مَیں اس کا بندہ ہوں یا نہیں! — اور اگر اللہ نے فرمایا کہ ہاں — یعنی بایزید میرا بندہ ہے — تو

فَلِيَ الْكَرَامَةُ ۔

یہ میری کرامت اور بزرگی ہوگی —

فَقَالَا هٰذَا كَلَامٌ عَجِيبٌ —

فرشتوں نے کہا کہ یہ عجیب کلام ہے۔

حضرت بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس سے بھی عجیب تر بات بتاتا ہوں کہ جب حضرت آدم کی پُشت سے مجھے نکالا گیا اور ارشاد ہُوا —

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۔

کہ کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟ —

تو مَیں نے تمام ارواح کے ساتھ مِل کر جواب دیا تھا کہ — ہاں!۔

یعنی تو میرا ربّ ہے —

هَلْ كُنْتُمَا حَاضِرَتَيْنِ ۔

کیا تم بھی اس وقت حاضر تھے؟ —

فرشتوں نے جواب دیا ـــــــ نہیں ـ

یعنی ہم اس وقت حاضر نہیں تھے!

حضرت بایزیدؒ نے کہا کہ اب یہ میرا معاملہ میرے اور میرے ربّ کے درمیان چھوڑ دو۔

فَقَالَ اَحَدُھُمَا لِصَاحِبِہٖ ھٰذَا اَبُوْیَزِیْد عَاشِقٌ سُکْرَانُ مِنَ الْمَحَبَّۃِ

وَمَاتَ کَذَالِکَ وَوُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ کَذَالِکَ ـ وَیُبْعَثُ کَذَالِکَ ـ

ایک فرشتہ نے اپنے ساتھی سے کہا کہ یہ ابُویزیدؒ ہے جو اللہ کی محبّت کی مستی میں زندہ رہا اور اسی مستی میں فوت ہُوا ہے اور اسی مستی میں قبر میں مسرور ہے اور قیامت کے دن بھی اسی محبّت کی سرمستی ـــ چاشنی اور دیوانگی میں اٹھایا جائے گا۔

نزہت المجالس جلد ا ص۵۷ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ ـــ

ایک بیوی کے خاوند نے قسم اٹھائی کہ اسکی بیوی صدقہ و خیرات نہیں دے گی، مگر ایک دن اس بیوی نے خاوند کی عدم موجودگی میں صدقہ و خیرات کر دیا۔

اس نیک و پارسا عورت کے خاوند کو پتہ چلا، تو خاوند نے بیوی سے کہا:ـــ

کَیْفَ خَالَفْتِ اَمْرِیْ ـــــ

کہ تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کیوں کی؟ ـــــ

تو اللہ تعالیٰ سے محبّت کرنے والی بیوی نے جواب دیا ـــــــ

فَعَلْتُ شَیْئًا لِلّٰہِ ـــــ

کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کیخاطر خیرات کی ہے!ـــــ

اور بخیل خاوند نے بیوی کو سزا دینے کے لیئے تنور میں آگ جلا دی اور جب آگ کے شعلے پوری طرح بھڑکنے لگے تو اس نے بیوی سے کہا: ـــــ

اُدْخُلِیْ فِیْھَا لِاَجْلِ اللّٰہِ! ـــــ

کہ جس اللہ کو راضی کرنے کے لیئے تُو نے خیرات کی ہے۔ اب اسی اللہ کی خوشنودی کی

خاطر اس تندور میں چھلانگ لگا دے!

وہ اللہ کریم کی نیک بندی تیار ہو گئی — اور پھر اس نے غسل کیا اور نیا لباس پہنا۔ خاوند نے پوچھا کہ تو ایسا کیوں کر رہی ہے تو بیوی نے جواب دیا ——

اِنَّ الْمُحِبَّ اِذَا زَارَ حَبِيْبَهٗ تَتَزَيَّنُ لَهٗ ——

کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا کوئی انسان جب اپنے محبوب کی زیارت کیلئے جاتا ہے تو بن سنور کر ہی جاتا ہے۔

پھر اس نیک نیت — سخی — اور اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والی عورت نے آگ میں چھلانگ لگا دی! ——

ظالم و سنگدل خاوند نے اوپر ڈھکنا دے دیا اور تین دن تک تندور کو بند رکھا اور پھر جب اس نے تین دن کے بعد ڈھکنا اٹھایا ——

فَرَاٰی هَا تَبَسَّمُ۔

تو وہ مسکرا رہی تھی!

خاوند حیران رہ گیا! —— کہ یہ کیا ماجرا ہے؟

غیب سے آواز آئی ——

اِنَّ النَّارَ لَا تُحْرِقُ اَحِبَّائَنَا ——

کہ ہم سے محبت کرنے والوں کو آگ نہیں جلایا کرتی ——

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# آخری انعام

قارئین کرام! —— اللہ تعالےٰ سے محبّت کرنے والوں کی شان صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی نے اپنی کم علمی کم فہمی اور کم آگاہی کے باوجود پوری تفصیل سے بیان کردی ہے اور بارگاہِ ربوبیّت میں ان کا جو وقار اور منصب ہے اسے بھی پوری وضاحت سے لکھ دیا ہے اور اب اس مقدس مضمون کا آخری حصّہ اور محبّت کرنے والوں کو خداوند تعالیٰ کی طرف سے جو انعام واکرام عطا ہوگا اس کا مختصر سا تذکرہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ اس ضلالت وگمراہی کے زمانہ میں محبّتِ خدا کی شمع کی روشنی پیدا ہوجائے اور اس عیاشی وفحاشی کے اندھیروں میں مسلمانوں کے دلوں میں عشقِ رسولؐ کے چراغ جل اٹھیں اور درد ناآشنا لوگوں کے سینوں میں درد وسوز کی دولت پیدا ہوجائے اور دنیا کی بے حسی — بے وفائی اور بے ضمیری کی تاریکیوں میں اللہ کی محبت کی معرفت، ایمان والوں میں وفا ومروّت کا جذبہ کا نور آجائے اور پھر اسی جذبہ کو اخوّت کی بنیاد اور محبّت کا محل تیار کرکے پاکستان پر چھائی ہوئی رنگ ونسل کی تاریکی — پنجابی، سندھی کی ظلمت اور بلوچی پٹھان کی وحشت کو مٹاکر مسلمان آپس میں بھائی بھائی کی طرح رہیں۔ اور ایک دوسرے کا خون خرابہ قتل وغارت اور تباہی وبربادی کی دیواروں کو محبّت کے تیشے سے پاش پاش کرکے درویشِ لاہوری علاّمہ اقبال مرحوم کا پیغام دنیا کے کونہ کونہ میں ——

—— کہ ——

یہی مقصودِ فطرت ہے یہی رمزِ مسلمانی
اخوّت کی جہانگیری محبّت کی فراوانی

اور

بُتانِ رنگ و خوں کو توڑ کر ملّت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

اور سیّد افتخار الحسن کہتا ہے ——— کہ

نہ سندھی ۔ نہ بلوچی ۔ نہ پٹھان اور نہ ہی پنجابی رہے باقی ———
اور نہ ہی مقامی اور مہاجر کا جھگڑا اور نہ ہی سندھی اور اُردو کا لسانی تنازعہ اور
نہ ہی مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی میں نفرت رہے باقی ——— بلکہ

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیئے
نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاکِ کاشغر

——— اور ———

یقین محکم، عمل پیہم، محبّت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

——— اور ———

اے مسلمان!

ہوس نے کر دیا ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انسان کو
اخوّت کا بیاں ہو جا محبّت کی زباں ہو جا

# رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت

حضرات محترم! ـــــ جس طرح اللہ تعالیٰ کی محبّت اہل ایمان کی علامت ہے، اسی طرح اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت بھی مردِ مومن کے لیے عین ایمان ہے۔ اور

جس طرح رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت ہی اللہ کریم کی اطاعت ہے اسی طرح نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت ہی اللہ جل جلالہٗ کی محبّت ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی ہی خداوند دو عالم کی محبّت ہے۔ جیساکہ قرآن پاک میں ہے ـــــ

پارہ ۳ ـــــ سورت آلِ عمران ـــ آیت ۳۱ - ۳۲

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔

کہ اے میرے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان مشرکینِ مکّہ کو فرما دو کہ اگر تم اللہ کی محبّت چاہتے ہو تو میری ـــ یعنی محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت کا قلادہ اپنی گردن میں ڈال لو اور اس کی فرمانبرداری کی سونے کی زنجیر اپنے پاؤں میں پہن لو اور اسکی پیروی کی تسبیح اپنے ہاتھوں میں پکڑ کر اس کے نام کا وظیفہ اور اس پر درود و سلام کے پھول نچھاور کرتے رہو۔

اور اگر تم نے ایسا کر لیا تو پھر اللہ تعالیٰ خود تم سے محبّت کرنے لگ جائے گا۔

اور یہی نہیں بلکہ

یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ جَمِیْعًا ـــ تمہارے تمام گناہ بھی معاف فرما دے گا۔

اس آیت پاک کا شانِ نزول یہ ہے کہ پتھروں کے تراشیدہ خداؤں کی پرستش کرنے والے مشرکینِ مکہ کا عقیدہ و نظریہ یہ تھا کہ ان بتوں کی پوجا کرنے سے ہم اللہ کے دوست بن جائیں گے اور لات و منات ہمارے اور اللہ کے درمیان محبت پیدا کرنے کا وسیلہ بن جائیں گے۔ مگر اللہ کریم نے مشرکینِ مکہ کے اس واہیات نظریہ اور باطل عقیدہ کا اس آیت میں کھل کر رد فرمایا کہ میری محبت پیدا کرنے کیلئے ان پتھروں کی پرستش کو وسیلہ نہ سمجھو بلکہ میرے محبوب پاک حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی کو وسیلہ بناؤ۔

پارہ ۳ ـــــ سورۃ آل عمران ـــــ آیت ۳۲

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکَافِرِیْنَ۔

پارہ ۲۶ ـــــ سورۃ محمد ـــــ آیت ۳۳

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَکُمْ ـــ

کہ اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو باطل اور ضائع نہ کرو!

پہلی آیت میں اللہ اور رسول کی اطاعت نہ کرنے والوں سے صاف فرما دیا گیا کہ اللہ و رسول کی پیروی نہ کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ کبھی دوستی و محبت کا دم نہیں بھرتا ـــــ

بلکہ ـــ کافرین کے لفظ نے تو اور بھی وضاحت کر دی ہے کہ اطاعت رسول اور مخالفت رسول کو ایمان و کفر کا دار و مدار قرار دے رہا ہے!۔

پارہ ۲۲ ـــــ سورۃ احزاب ـــــ آیت ۶۳

یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْھُھُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰہَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَ۔

کہ جب ہم ان کفار و مشرکین مکّہ کو قیامت کے دن منہ کے بل جہنم کی آگ میں ڈالیں گے تو یہ لوگ کہیں گے کہ ــــــ

کاش ہم بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ۔ ان آیات قرآنی نے اس حقیقت کو کھول کر بیان کر دیا ہے کہ اللہ کی محبّت اور دوستی پتھروں کی پوجا ۔ بتوں کی پرستش اور چاند و سورج اور ستاروں کی عبادت کرنے میں نہیں ہے ــــــ بلکہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اطاعت کرنے میں ہے ـــ

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ قرآن و حدیث کے پیش نظر اور کتاب و سنّت کی روشنی میں اللہ و رسول سے اور دل و جان سے والہانہ محبّت کرنے والے اور خصوصاً ناموسِ رسالت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والے مسلمان ہر گستاخ رسول کو واجب القتل ہی سمجھتے ہیں ــــــ

اور وہ اللہ و رسول کی محبّت میں سرشار ہو کر اور اپنے دل و دماغ میں کیف و مستی کا نشہ بھر کر اور دامن میں اللہ و رسول کی اُلفت کے لعل و جواہرات سمیٹ کر یہ کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ کوئی گستاخِ نبوت اس دنیا میں زندہ رہے، چاہے وہ کعب بن اشرف ہو یا ابو رافع اور چاہے وہ راجپال ہو یا سلمان رشدی اور یا کوئی لاہوری مرزائی ہو یا قادیانی ــــــ

# اطاعتِ رسولؐ ہی اللہ کی اطاعت ہے!

حضراتِ گرامی! ــــ قرآنِ مجید کے اس حقیقت افروز نظریہ کی تائید کرتے ہوئے صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی یوں بیان کرتا ہے کہ ایمان والوں کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک ایمان افروز آواز آئی ــــ

اے ایمان والو!

ہم نے عرض کی ــــــــ مولا حکم!

ارشاد ہُوا ــــــــ میری اطاعت کرو!

گذارش کی ــــــــ اے ربِّ دو جہاں ہم تیرے کمزور، مسکین اور عاجز بندے ہیں ہم سے تیری اطاعت نہیں ہوتی! ــــــــ

فرمان آیا ــــــــ میری نہیں تو نہ سہی میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی کرلو۔

ہم نے پھر التجاہ کی: ــــــ

اے رحیم و کریم اللہ ــــــــ

اگر ہم نے تیرے رسُول کی اطاعت کرلی تو پھر تیری اطاعت کہاں گئی ــــــ

جواب آیا ــــ کہ اس کی اطاعت ہی میری اطاعت ہے ۔

ہم ڈر گئے کہ کہیں ہمارا ربّ ناراض نہ ہو جائے اور کہیں جہنم کی آگ کی سزا ہی نہ سنا دے۔

ہم نے پھر عرض کی ــــــــ اے اللہ!

ہم تیری اطاعت و عبادت کرنے کو تیار ہیں۔ ہمیں بتا دے ہم کیا کریں۔

جواب آیا ــــــــ نماز پڑھو۔

عبادت خدا کی ہے اور اطاعت رسول مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور حکم رب کا ہے مگر پیروی و اتباع نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

پارہ ١٠ — سورۃ التوبہ — آیت ٢٤

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۔

— اے میرے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیں کہ اے لوگو اگر تمہارے باپ ۔ تمہارے بیٹے ۔ تمہارے بھائی ۔ تمہاری بیویاں ۔ تمہارا کنبہ ۔ تمہاری کمائی کے مال اور سوداگری جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے اور تمہاری پسند کے مکان ان میں سے کوئی چیز بھی اگر تم کو اللہ اور اس کے رسولؐ اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے تو پھر تم اللہ کے عذاب کا انتظار کرو ——

اور یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ فاسقین کو ہدایت نہیں دیتا —

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ قرآن پاک کی اس آیت کریمہ کی وضاحت و تشریح کرتے ہوئے اور اس آیت کی روشنی پھیلانے کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بھی تاکید و تائید کرتے ہوئے فرمایا: —

بخاری شریف جلد ١ صـ٧ ، مشکوٰۃ شریف صـ١٢ اور مسلم شریف جلد ١ صـ٤٩

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: —

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ـ

پوچھا گیا ——— کہ کیسے پڑھیں۔
نماز کی نیت و ترتیب کیا ہے — رکوع و سجود کب کریں — اور ان میں کیا پڑھیں۔
قیام و قعدہ کیسے ادا کریں اور قرأت و فاتحہ پڑھنے کا انداز اور طریقہ کیا ہے؟

جواب ملا — میرے رسولؐ سے پوچھ لو۔

ہم اہل ایمان اکٹھے ہو کر دربارِ رسالتؐ میں حاضر ہوئے۔

فرمایا ——— کیوں آئے ہو؟

عرض کی ——— خدا تعالےٰ نے بھیجا ہے۔

ارشاد ہوا ——— کیوں؟

گذارش کی ہم نے خداوند کریم سے نماز کی نیت اور ترتیب پوچھی تھی، تو اس نے آپؐ کے پاس بھیج دیا ہے۔

فرمایا —— تو پھر کھڑے ہو جاؤ —— نماز کے لئے!۔

**قارئین کرام!** ہمارے مختارِ کل نبیؐ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے نہیں آتی حالانکہ نماز بھی پہلی تھی —— نہیں

بلکہ فرمایا —— نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ ——

ایمان والوں نے پھر پوچھا!

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیسے پڑھیں ——

ارشاد ہوا ——

بخاری شریف جلد ۱ صـ ۸۸ ۔ مشکوٰۃ شریف صـ ۶۶۔

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي ۔

کہ جس طرح تم مجھے پڑھتا دیکھو اسی طرح تم بھی پڑھتے جانا ——

فیصلہ ان آیات و روایات کا یہ ہوا کہ نماز اللہ کی ہے، مگر ادائیں رسولؐ کی ہیں۔

کہ ۔ تم میں سے اس وقت تک کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے باپ ۔ اپنی اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ رکھے گا!
مسلم شریف میں یہ الفاظ زیادہ ہیں:۔

حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ اَھْلِہٖ وَمَالِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

کہ ۔ جبتک اپنے مال و دولت ۔ خویش و اقارب اور اہل وعیال اور تمام انسانوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے گا ۔
حفیظ جالندھری مرحوم نے قرآن کی آیت اور حدیث نبوی کا ترجمہ کرتے ہوئے کیا ہی اچھا کہا ہے کہ ؎

محمدؐ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اگر ہو اس میں کچھ خامی تو ایمان نہ مکمل ہے

اشعۃ اللمعات جلد ا صـ۲۸ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں
کہ ۔ نشان ایمان مومن کامل آنست کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم محبوب تر و معظم تر از ہمہ و از ہر کس باشد کہ مرد مومن کے ایمان کامل کی نشانی یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی ہر چیز سے اور دنیا کے ہر انسان سے زیادہ محبوب اور زیادہ محترم و معظم سمجھے ۔۔۔۔۔۔۔ آگے لکھتے ہیں:۔
کہ محبت دو قسم است جبلی و اختیاری ۔ کہ محبت کی دو قسمیں ہیں!
جبلی ۔ یعنی پیدائشی یعنی فطرتی اور دوسری ۔ اختیاری
ماں کو اپنے بچوں سے محبت جبلی یعنی فطری ہوتی ہے ۔ اور یہ کمال نہیں ہے بلکہ کسی کی محبت اپنے دل میں اپنے اختیار اور اپنے ارادہ سے پیدا کرنی ۔۔۔۔۔
یہ کمال ہے!

جیسا کہ ـــــــ رسولِ پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم نے

از عمرؓ پرسید کہ حالِ تو چیست ؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے ؟

مارا دوست داری و بس ـــــــ

کہ مجھ سے ہی محبّت رکھتا ہے یا اس دوستی میں کسی اور کو بھی شریک ٹھہرا رکھا ہے !

گفت کہ محبت مشترک است !

حضرت عمرؓ نے عرض کی ـــــــ

کہ محبّت مشترک ہے ! ـــــــ

شمارا دوست میدارم و نفس را و فرزاندان و مال و منال را نیز دوست میدارم۔

کہ یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم آپؐ کو بھی دوست رکھتا ہوں ، یعنی آپؐ سے بھی محبّت ہے اور آپؐ کے علاوہ اپنی جان ۔ اپنی اولاد اور اپنے مال و متاع سے بھی محبّت رکھتا ہوں ـــــــ

پس آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم دستے بر سینۂ عمرؓ زد و تصرّف کرد ۔

پس پھر کیا تھا ـــــــ

نبئ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے عمر کی زبان سے یہ الفاظ سنکر اپنا دستِ کرم حضرت عمرؓ کے سینہ پر رکھا اور تصرّف فرمایا ـــــــ

مطلب یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محبّت کے سلسلہ میں تقدیر بدلنے کیلئے رسولِ خدا کا دستِ شفقت کام کر گیا ـــ صلّی اللہ علیہ وسلم

پس پرسید کہ اکنوں حال چیست ـــ

اور پھر پوچھا کہ اب تمہارا حال کیا ہے ؟ ـــــــ

گفت ساقط شد محبّتِ اہل و مال واما محبتِ نفس ہنوز باقیست ۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے محبوبِ اللہ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اہل و عیال اور مال و منال کی محبّت تو دل سے نکل چکی ہے مگر جان کی محبّت ابھی باقی ہے ۔

سیّد المرسلین صل اللہ علیہ وسلم نے دوسری بار اپنے دستِ کرم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سینہ پر پھیرا اور پھر پوچھا ! ۔

عمرؓ ــــــ اب تمہارا حال کیا ہے ؟

عرض کی ــــــ

ہمہ ساقط شُد و نماند الا محبّتِ تو ــــــ

کہ اب آپؐ سوا ہر چیز کی محبّت ساقط اور فنا ہو گئی ہے اور اب آپکی محبّت کے سوا میرے دِل میں کسی اور چیز کی محبّت ــــ اپنے اہل و عیال اور اپنے مال و منال کی محبّت اور اپنی جان کی محبّت بھی نہیں سما سکتی ــــــ

سوال ــ سیّد افتخار الحسن کی طرف سے ــــــ

کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ یا رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم مُجھے صرف آپؐ سے محبّت ہے اور کسی چیز سے نہیں ــــ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے دل میں پہلے نبیؐ کی محبّت نہ تھی اور ان کا ایمان کامل نہ تھا ۔

جواب بھی سیّد افتخار الحسن کی طرف سے ــــــ

کہ یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمانِ کامل کی نفی کی دلیل نہیں ہے بلکہ ان کی شان و عظمت کی دلیل ہے کہ نبیٔ اکرم صل اللہ علیہ وسلم نے دو دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہُ کے سینہ پر اپنا دستِ رحمت رکھکر ان کے دل میں اپنی محبّت پیدا فرمائی ۔

گویا کہ دوسروں کے دلوں میں رسُولِ معظّمؐ صل اللہ علیہ وسلم کی محبّت خود بخود پیدا ہو گئی تھی مگر حضرت عمرؓ کے دل میں اللہ کے محبوبؐ نے اپنے دستِ کرم سے اپنی محبّت کے سچّے موتیوں کا خزانہ بھر دیا ۔ اپنی محبّت کی شمع ان کے سینہ میں روشن کر دی اور اپنی

محبّت کا نہ بجھنے والا چراغ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جان و جگر میں جلا دیا۔

شیخ و محقق و محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ محبت پیدا ہونے کے اسباب کیا ہیں:۔۔۔

بدانکہ منشائے محبّت و باعثِ مودّت حسن است یا احسان۔

کہ جاننا چاہیئے کہ محبّت کی قندیل اور مودّت کی شمع روشن کرنیکے دو اسباب ہیں!۔

پہلا ۔۔۔ حسن ۔۔۔ اور

دوسرا ۔۔۔ احسان ۔۔۔

دریں ہر دو صفات از مخلوقات بکمال و تمام منحصر ست در ذاتِ سیّد کائنات۔۔۔

اور یہ دونوں صفات یعنی حُسن اور احسان سیّد دو جہاں حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس میں موجود تھیں ۔۔۔

کیونکہ ۔۔۔ وہ اجمل و اکمل خلق است، یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ کی ساری مخلوقات میں سے سب سے زیادہ حسین و جمیل اور کامل و مکمل ہیں ۔۔۔

و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراۃ جمال و کمال اوست۔

اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے نورِ نظر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے جمال و کمال کا آئینہ ہیں ۔۔۔
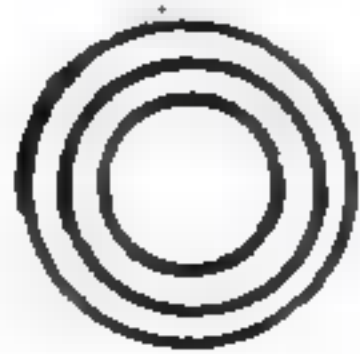
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

# حسنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

جیساکہ علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ حسنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :—

تفسیر روح المعانی جز ۴ صنہ۲ — لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا کے تحت

ھُوَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِرَاۃُ الْحَقِّ یَتَجَلّٰی مِنْہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا شیشہ ہیں اور خدا تعالےٰ سے براہ راست تجلیات لے کر ایمان والوں میں تقسیم کرتے ہیں !—

وَلَوْ تَجَلّٰی لَھُمْ حَرْفًا لَاحْتَرَقُوْا بِاَدْنٰی سَطْوَۃٍ —

اور اگر ان تجلیات میں سے ایک تجلی بھی ظاہر ہو جائے تو پہلی تجلی ہی سے ہر چیز جل جائے —

جز ۵ — صنہ۱۶۰

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ کے تحت لکھتے ہیں —

لِاَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِرَاۃُ الْحَقِّ یَتَجَلّٰی مِنْہُ لِلْخَلْقِ —

کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذاتِ حق تعالیٰ کا آئینہ ہیں اور تمام مخلوقات پر تجلیوں کی بارش کرتے رہتے ہیں —

اور پھر حسنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے ہوئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے عقیدہ اور اپنے ایمان کا یوں اظہار فرمایا کرتے تھے ۔

ترمذی شریف جلد ۲ صـــ ۲۰۵ ۔ مشکوات شریف صـــ ۲۱۸ ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہُ فرماتے ہیں ــــ

مَارَاَیْتُ اَحْسَنَ مِنْ رسول اللّٰہ کان الشمس تجری فی وجہہٖ۔

کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر کسی کو حسین نہیں دیکھا ــــ گویا کہ سورج آپؐ کے چہرۂ مبارک سے طلوع ہوتا ہے یا ان کے رُخِ انور پر کھیلتا رہتا ہے۔

شمائل ترمذی صـــ ۲ ــــ مشکوات شریف صـــ ۵۱۸ ـــ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں : ـ

کہ ایک رات چودھویں رات کا چاند پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا ــــ

فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ الیہ وَالَی لقمر فَاِذَا ھُوَ اَحْسَنُ عِنْدِی

تو میں کبھی محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخِ تاباں کو دیکھتا تھا اور کبھی چاند کو۔ لیکن میرے نزدیک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور چاند سے زیادہ خوبصورت تھا۔

بخاری شریف جلد ا صـــ ۵۰۲ ــــ ترمذی شریف شمائل صـــ ۲ میں ہے کہ کسی نے حضرت براِبن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا !

کَانَ وَجْہُہُ النَّبِیِ مِثْلَ السَّیْف ـــ

کہ کیا نبیُ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک تلوار کی طرح صاف تھا۔

جواب دیا ــــ لا ــــ نہیں ــــ

بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ ــ قِطْعَۃُ قَمَرٍ ـ

بلکہ ــــ چاند کی مثل تھا ـــ

چاند کا ٹکڑا تھا ـــ

اس لیئے کہ تلوار میں گولائی نہیں ہوتی اور چاند میں گولائی ہوتی ہے جو حسن اور خوبصورتی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

شعر۔ میں وہ شاعر نہیں کہ چاند کہہ دوں انکے چہرے کو
میں ان کے نقش پا پہ چاند کو قربان کرتا ہوں

المواہب اللدنیہ ۔ امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ بیروت علامہ یوسف بن اسمٰعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۹۴ قال القرطبی ۔ امام و علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

لَمْ یُظْہِرْ لَنَا تَمَامَ حُسْنِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَنَّہٗ لَوْ ظَہَرَ لَنَا تَمَامُ حُسْنِہٖ لَمَا اَطَاقَتْ اَعْیُنُنَا رُؤْیَتَہٗ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا حسن ہمارے ۔ لیئے ظاہر نہیں کیا گیا ۔ کیونکہ اگر محبوب خدا کا پورا حسن ہمارے لیئے ظاہر ہو جاتا تو ہماری آنکھوں میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ کل ۔ حسنِ تمام اور حسنِ بے مثال کو دیکھ سکتیں۔

اس ایمان افروز حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے ملا علی قاری محدث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ۔ شرح ترمذی شریف جلد ا ص ۹

اَکْثَرُ النَّاسِ عَرَفُوْا اللّٰہَ وَمَا عَرَفُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم۔
کہ بہت سے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو تو پہچان لیا لیکن رسول اللہ کو نہ پہچان سکے

لِاَنَّ حِجَابَ الْبَشَرِیَّۃِ غَطّٰی اَبْصَارَھُمْ۔

کیونکہ بشریت کے پردوں نے ان کے حسن کو چھپا رکھا ہے ۔ یا ان کے حسن لازوال پر بشریت کے پردوں نے ہماری آنکھوں کو ڈھانپ رکھا ہے ۔

اور حیران کن بات تو یہ ہے کہ مولانا قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند نے بھی لیئے

قصائدِ قاسمی میں بھی اسی حقیقت کو بیان اس طرح کیا ہے ـــــــ کہ

ع ـ رہا جمال پہ تیرے حجابِ بشریت
نہ جانا کسی نے کہ تو کیا ہے جز ستّار

کہ اے محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آپؐ کے حسن و جمال پر بشریت کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ اس لئے سوائے خدا کے اور کوئی دوسرا نہیں جانتا کہ آپؐ کیا ہیں۔

اور پھر اسی روح پرور حقیقت کو بیان کرتے ہوئے ہمارے امام اہل سنت اعلیحضرت الشاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اسطرح ارشاد فرماتے ہیں ـــــــ کہ

ع ـ تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیئے کیا ہو

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ وہی بات جو ہمارے اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کریم کے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہی تو بدعقیدہ دیوبندیوں کے نزدیک وہ بدعتی اور نعوذ باللہ مشرک ہو گئے۔ مگر وہی بات دیوبندی حضرات کے امام کہتے ہیں تو وہ مسلمان کے مسلمان ـــــــ

مولینا احمد رضا: ـــــــ

اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانیئے کیا ہو

مولینا قاسم: ـــــــ

نہ جانا کسی نے کہ کیا ہو جز ستّار

سیّد افتخار الحسن پھر کہتا ہے کہ جب ان دونوں مصرعوں میں کوئی فرق نہیں ہے تو پھر اگر مولینا محمد قاسم صاحب مسلمان ہی رہتے ہیں تو پھر مشرک احمد رضا بھی نہیں ہیں۔ اور اگر مولینا احمد رضا مشرک ہو جاتے ہیں تو پھر مولینا قاسمی بھی مسلمان نہیں بنتے۔ مزید تشریح کے لئے مولینا اشرف علی تھانوی کا بیان ملاحظہ ہو۔

نشر الطیب صـ ۱۳۳ ـــــ

حَتّٰی لَمْ یُظْہَرْ جَمَالُہٗ کَمَا ھُوَ ـــــ

کہ یہانتک کہ نبیٔ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جیسا حُسن و جمال تھا ویسا ظاہر نہیں کیا گیا تھا ـــــ

عَلٰی غَیْرِہٖ ـــــ

کہ غیروں پر ـــــ

کَمَا اَنَّہٗ لَمْ یُظْہَرْ جَمَالُ یُوْسُفَ کَمَا ھُوَ اِلَّا یَعْقُوْبُ اَوْزُلَیْخَا۔

جس طرح کہ حضرت یُوسف علیہ السلام کا حُسن و جمال جیسا تھا ویسا سوائے حضرت یعقوب علیہ السلام یا بی بی زلیخا کے ظاہر نہیں کیا گیا تھا ـــــ

فاضلِ بریلوی اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نرالے انداز اور دلکش پیرایہ میں حُسنِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور یوں نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

حدائقِ بخشش ـــــ ع

وہ کمالِ حُسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں

یہی پھُول خار سے دُور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

درویشِ لاہوری علاّمہ اقبال مرحوم بھی رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کے نشہ میں سرشار ہو کر حسنِ تمام صلی اللہ علیہ وسلم کی یوں والہانہ مدح وثنا کرتا ہے ـــ کہ

یا رسُول اللہ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم

یا حبیب اللہ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم

تیرا جوہر ہے نوری پاک ہے تو

فروغِ دیدۂ افلاک ہے تو

تیرے صیدِ زبوں افرشتہ و حور

کہ شاہینِ شہِ لولاک ہے تو

حضرت خواجہ غلام فریدؒ رحمۃ اللہ علیہ فنا فی الرسول کی دولت سے سرفراز ہو کر اور وحدت الوجود کے خزانہ سے بھرپور ہو کر اور عشق و محبت کی شراب کے نشہ میں چور ہو کر اور کیف و مستی کی بہار سے آشنا ہو کر اور درد و سوز کی آگ میں جل کر حسنِ محبوبِ خدا صلی اللہ و سلم کی یوں تعریف کرتے ہیں :—

کہ ؎ حسنِ ازل دا تھیا اظہار
احدوں ویس وٹا تھی احمدؐ

—— اور ——

اے حسنِ حقیقی نورِ ازل
تینوں واجب تے امکان کہوں
تینوں ہر دل دا دِلدار کہوں
تینوں احمدؐ عالی شان کہوں

اور جہاں تک امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے کائنات پر احسانات کا تعلق ہے ان کے متعلق اتنا ہی کافی ہے —— کہ اللہ کریم نے ہم پر یہ احسان فرمایا کہ ہمیں اپنا محبوبؐ صلی اللہ علیہ وسلم عطا کر دیا اور پھر اس محبوبؐ خدا کے اپنی اُمت پر بے بہا بے انتہا اور گرانقدر احسانات کی تعداد کوئی شمار نہیں کر سکتا ہمیں کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر حق و اسلام کی روشنی میں لے آئے۔ ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں کو مٹا کر ہمیں رشد و ہدائیت کی شمع عطا کر دی — وحشت و بربریت کی ظلمتوں کے جال کو توڑ کر ہمیں انسانیت و شرافت کے گہوارہ میں لے آئے —

اور پھر ہمارے گناہوں پر اپنی رحمت کی چادر کا سایہ کر کے پردہ پوشی کر دی۔ دوزخ کی آگ سے اپنی شفاعت کے ذریعہ نجات دلوا کر باغ بہشت کا ہم پر دروازہ کھول دیا —————— اور پھر اپنی ولادت پاک سے لیکر

سرزمین عرب کے پہاڑوں کی تنگ و تاریک غاروں تک اور مکہ مکرمہ کی مقدس گلیوں سے لیکر کوہِ فاران کی چوٹیوں تک اور بچپن سے لیکر شبِ معراج کی رعنائیوں تک اور مسجدِ اقصیٰ سے لیکر عرشِ عظیم تک اور حرم کعبہ کی دیواروں کو بوسہ زنی سے لیکر اللہ کریم سے بے حجاب و بے نقاب دیدار سے مشرف ہوکر رَبِّ ھَبْ لِی اُمَّتِی کی زبان مبارک سے خدا تعالےٰ سے اپنی اُمّت کے گنہگاروں کی نجات و بخشش کا وعدہ لے لینا کوئی معمولی احسان تو نہیں ہے۔

اور پھر امام اہلِ سنّت اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم احسان کا ذکر بہت ہی پیارے انداز میں یوں بیان کیا ہے ـــــ کہ

ع۔ نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشیٔ رحمت کا قلم دان گیا
اور تو تم پہ میرے آقا کی عنائت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

حضرات محترم ـــــ کلمہ پڑھا کر ہمیں حریم اسلام میں داخل کر لینا کتنا بڑا احسان ہے اور اگر رحمت دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ احسان اللہ کے بندوں پر نہ ہوتا۔ اور اگر وہ کلمہ شریف کی تسبیح ہمارے گلے میں پہنا کر ہمیں حق و صداقت کی چار دیواری میں نہ لے آتے تو خدا جانے ہم کفر و شرک کے اندھیروں میں اندھوں کی طرح کہاں کہاں ٹھوکریں کھاتے پھرتے۔ حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا ہے کہ محبّت یا تو کسی کا حسن دیکھ کر پیدا ہوتی ہے اور یا کسی کا احسان دیکھ کر۔

حضرات گرامی! ـــ اپنے رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں اوصافِ حمیدہ دیکھ لیئے یعنی ـــــ حُسن اور احسان ـــــ تو پھر مسلمان آپؐ کے حُسنِ ازلی کو دیکھ کر اور آپؐ کے احسانات کا صبح و شام ملاحظہ کر کے

آپؐ کی محبت کی عنبریں زلفوں کے اسیر کیوں نہ ہو۔

# حضرت بلالؓ اور محبتِ رسولؐ

جیساکہ ــــ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن وجمال کا شہرہ سنا تو آپ کی واللیل کی سیاہ زلفوں کا اسیر بن کر حبش کے سیاہ فام قبیلے سے رخصت ہو کر اور محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی تڑپ اپنے قلبِ حزیں میں لے کر اپنے وطنِ مالوف اور گھر بار کو چھوڑ کر دیارِ محبوبؐ کی طرف روانہ ہو گیا ــــ

مکہ پہنچا تو اہل مکہ سے پوچھا! ــــ

یہاں کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نامی رسول ہے جس کے حسن وجمال پر شمس وقمر بھی رشک کرتے ہیں۔

جواب ملا ــــ ہاں ــــ ہے۔

تو پھر اسے کہاں تلاش کروں ــ

لوگوں نے بتایا کہ انہیں تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مکہ مکرمہ کی مقدس گلیوں میں ایک چکر لگاؤ جس گلی سے عطر وعنبر کی روح پرور خوشبو آئے سمجھ لینا کہ وہ حسن وجمال کا پیکر اپنی عنبریں زلفوں سے عطر وگلاب کی دل لبھانے والی اور جان وجگر کو تازگی بخشنے والی خوشبو بکھیرتا ہوا ادھر سے ہی گزرا ہے۔

چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ شہر محبوب کی ایک دیوار سے ٹیک لگا کر حسنِ ازل کے حسین شاہکار کے انتظار میں کھڑے ہو گئے!

تھوڑی دیر کے بعد ٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا آیا اور ساتھ ہی مکہ پاک کی پوری فضا عنبر وکستوری کی خوشبو سے مہک اٹھی ــــ

مشکوٰۃ شریف ص۵۱۷ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ــــ

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَسْلُکْ طَرِیْقًا۔

کہ نبیِٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس راستہ گزرتے تو آپؐ کے غلام بھی راستہ میں پھیلی ہوئی آپؐ کے پاک پسینہ کی خوشبو سونگھ کر معلوم کر لیتے تھے کہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسی راستہ سے گزرے ہیں ــــ

مِنْ طِیْبِ عَرَقِہٖ اَوْ مِنْ رِیْحِ عَرَقِہٖ۔

اور پھر اچانک جو نگاہِ جستجو اٹھی تو کیا دیکھتے ہیں کہ پیکرِ حُسنِ ازل یعنی سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم خراماں خراماں صحابہ کرامؓ کے جھرمٹ میں چلے آرہے ہیں گویا کہ آسمان سے شمس و قمر زمین پر اتر کر مدینہ منوّرہ کی سرزمین کو روشن کر رہے ہیں ــــ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک ساتھی سے پوچھا ــــ

یہ حُسن و جمال کا قدرتی شاہکار کون ہے؟

جواب ملا ــــ

یہی ہیں تیری مراد ــــ

یعنی پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ــــ

حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ــــ

بلال حبشیؓ یہ سوچ کر کھڑے رہے کہ اس ماہتابِ نبوّت کے ارد گرد خوبصورت تاروں کا حلقہ ہے اور یہ نبوّت کا سرچشمہ انہیں روشن تاروں کے جھرمٹ میں چلا آرہا ہے اور میں حبش کا رہنے والا حبشی ہوں۔ رنگ میرا کالا ہے۔ ہونٹ میرے موٹے ہیں ــ ناک میری چپٹی ہے اور لباس میرا پھٹا پرانا ہے شاید اس کی نگاہ ناز میں، میں آسکوں کہ نہیں ــــ

اور شاید یہ کالے رنگ والے کو اپنی غلامی میں قبول کرے کہ نہیں ــــ

بلالؓ کے اداس دل میں یہ خیالات ابھرنے لگے تو رحمتِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم

کی لطف و کرم کی نگاہِ پاک بھی اٹھی، بلال پر پڑی ——
نظر سے نظر ملی تو حُسنِ ازلی کے ترکش سے محبّت کا تیر نکل کر بلالؓ کے دِل میں پیوست ہو گیا اور پھر رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دامنِ شفقت پھیلا دیا اور حبشی کو سینے سے لگا لیا —— اور کالی کملی والے آقا نے کالے رنگ والے بلالؓ حبشی کو اپنی کالی کملی میں چھپا لیا صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اپنے دل کی جی بھر کے دیکھنے کی حسرت پوری بھی نہ ہوئی تھی اور محبّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لذّت سے پوری طرح اپنے قلب و جگر کو گرما نہ سکے تھے اور حُسنِ ازل کے نظارے سے ابھی آنکھیں اچھی طرح کیف و سرور میں بھی نہ ڈوبی تھیں کہ مشرکینِ مکّہ کے سب سے بڑے ظالم انسان اُمیّہ کے ہتھے چڑھ گئے۔
اور پھر اس ظالم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی کہ کسی طرح اللہ و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینا چھوڑ دے ——
تفسیر روح البیان۔ جلد ۴ صـ ۶۶۱ ۔ سورۃ واللیل۔ آیت:۔ اَلَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی ۔

روزے صدیق دید کہ ویرا بر خاکِ گرم افگندہ بود و سنگہائے تپیدہ بر سینہ دے نہادہ واو دراین حال احد احد می گفت ۔
کہ ایک دن حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ظالم اُمیّہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مکّہ مکرمّہ کی گرم ریت پر لٹایا ہُوا ہے اور اس کے سینہ پر تپتے ہوئے پتھر رکھے ہُوئے ہیں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس دردناک حالات میں احد احد کی صدائیں بلند کر رہے ہیں ——

وَیَقُوْلُ اُمَیَّۃُ لَا تَزَالُ ھٰکَذَا حَتّٰی تَمُوْتَ اَوْ تَکْفُرَ بِمُحَمَّدٍ ۔
اور اُمیّہ بار بار یہی کہتا تھا کہ ایسا دردناک عذاب تجھے اس وقت تک دیتا رہُوں گا جب تک تو مر نہ جائے یا محمدؐ کا نام لینا نہ چھوڑ دے!

مگر بلالؓ کے حوصلہ اور مصطفےٰ اصل اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ثابت قدمی کے نثار

کہ امیہ کی ہر ظلم کی ضرب پر کہتے ——— کہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ دل کو فدا کر چکا ہوں

جو فرضِ خدا تھا ادا کر چکا ہوں

اور پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار دینار کے عوض حضرت

بلال حبشی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خرید لیا اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی

چند دیناروں کا حصہ دیا۔

اور پھر دربارِ رسالت ؐ سے بلالؓ کی اسلام پر ثابت قدمی۔ ایمان میں پختگی

اور محبت میں وارفتگی کے باعث اسلام میں پہلی آذان زمین پر کہنے کا شرف و

انعام عطا ہوا ——

صـ ۶۶۲ :— وکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یَقُوْلُ بِلَالٌ سَیِّدُنَا

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ بلالؓ ہمارے سردار ہیں

درویش لاہوری علامہ اقبال مرحوم نے بھی اپنی مشہور زمانہ کتاب " بانگ درا "

میں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے حضور یوں گلدستہ عقیدت پیش کیا ہے !

کہ اے بلال حبشی اور اے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں درد

ناک ظلم وستم برداشت کرنے والے بلالؓ ——— ؏

چمک اٹھا جو ستارہ تیرے مقدر کا

حبش سے تجھ کو اٹھا کر حجاز میں لایا

ہوئی اسی سے تیرے غمکدے کی آبادی

تری غلامی کے صدقے ہزار آزادی

وہ آستاں نہ چھوٹا تجھ سے ایک دم کیلئے
کسی کے شوق میں تو نے مزے ستم کیلئے

کہ تو نے محبّتِ رسولؐ کے نشہ میں اُمیّہ کے ظلم و ستم کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ تو تپتی ہوئی ریت پر بھی لیٹا اور تیرے سینہ پر گرم پتھر بھی رکھے گئے اور جس زبان سے تو محمدؐ کا نام لیتا تھا اس زبان پر آگ کے انگارے بھی رکھے گئے تاکہ محمدؐ کا نام لینے والی تیری زبان جل جائے اور پھر تیری زبان میں لکنت تو آگئی مگر پھر بھی محمدؐ کا نام لینا نہ چھوڑا کہ جس کے شوق میں تو نے مزے ستم کیلئے

حضرت بلالؓ جواب دیتے ہیں ——— کہ

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبّت میں کچھ مزا ہی نہیں

اور

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
نبیؐ کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

نزہت المجالس جلد ۱ ص ۱۱۰ ۔ مدارج النبوّت جلد ۲ ص ۵۸۲ ۔ تفسیر روح البیان ۔ جلد ۳ ص ۵۰۰ ۔ سورۃ حم السجدہ ۔

آیت ——— وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کے تحت!

اَوَّلُ مَنْ اَذَّنَ فِی السَّمَآءِ جِبْرِیْلُ وَاَمَّ مِیْکَائِیْلُ عِنْدَ بَیْتِ الْمَعْمُوْرِ۔

کہ آسمانوں پر سب سے پہلے آذان حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہی اور بیت المعمور میں پہلی امامت حضرت میکائیل علیہ السلام نے کرائی۔

وَاَوَّلُ مَنْ اَذَّنَ فِی الْاِسْلَامِ بِلَالُ الْحَبْشِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۔ اور اسلام میں سب سے

پہلی آذان دینے والے حضرت بلال حبشیؓ ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
مدارج النبوّت فارسی جلد ۲ ص ۲۹۱ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ۔

فتح مکّہ کے بعد ـــــــ

وچوں وقت نماز پیشین ظہر درآمد بلال را فرمود کہ بالائے بام کعبہ رفتہ آذان گوئید ـــــ کہ جب ظہر کی نماز کا وقت آیا تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر آذان پڑھو۔ اور پھر بلالؓ کی آذان میں ایک محبّت بھرا انداز ہوتا تھا۔ عشقِ رسولؐ میں ڈوبی ہوئی اور آبِ زمزم سے دھلی زبان سے جب اشہدان محمد رسول اللہ کی صدا بلند ہوتی تو مسجدِ نبوی کے محراب میں رونق افروز ہونے والے ھادیِ دو جہاںؐ کی طرف شہادت کی انگلی سے اشارہ کر کے لطف اندوز ہوتے تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

زبان میں لکنت تھی، اسلئے اشہد کی بجائے "اسہد" کہتے تھے یعنی شین کی بجائے سین ادا کرتے تھے۔ چند صحابہ کرام نے دربارِ نبوّت میں گذارش کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کفّارِ مکّہ اعتراض کرتے ہیں کہ محمدؐ کے موذن کو آذان بھی صحیح نہیں آتی شین کو سین کہتا ہے۔ اسلئے بلال کی جگہ کسی اور کو موذنی کیلئے مقرر فرما دیا جائے ـــــــ

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
"سِیْنُ بِلَالٍ عِنْدَ اللّٰہِ شِیْنٌ"

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلالؓ کا سین بھی شین ہی ہے۔
انسان العیون یعنی سیرت حلبیہ میں بھی ہے!

ایک روائیت یہ بھی ہے کہ زبان میں لکنت آجانے کی وجہ سے بلالؓ "حی" کی بجائے "ھی" کہتے تھے یعنی حی علی الفلاح کی بجائے ھی علی الفلاح پڑھتے تھے۔

آں بلالِ صدق در بانگِ نماز
حی را ھی ھی خواند از نیاز

تا بگفتند ای کہ نیست راست
ایں خطا اکنوں کہ آغازِ بناست

اے نبیؐ والے رسُولِ کردگار
یک موذن کو بورا فصح بسیار

کہ بلال کی جگہ کوئی اور فصیح اللسان موذن رکھا جائے کیونکہ بلالؓ حی علی الفلاح کی بجائے ھی ھی علی الفلاح پڑھتا ہے ۔ اور یہ غلطی ابتدائے دینِ اسلام میں اچھی نہیں ـــــــــ

پیغمبرِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور بلالؓ کے متعلق یہ سنکر غصہ میں آگئے اور فرمایا ـــــــــ

کای صحابہ نزدِ خدائے ھی بلال
بہتر از صد حی حی قیل و قال

کہ اے میرے غلاموں اور بلال کی آذان پر اعتراض کرنے والوں خداوندِ کریم کے نزدیک ہزار حی سے بلال کی ھی بہتر ہے ـــــــــ

بخاری شریف جلد ۱ صؔ ۵۲۰ ۔ مشکوات شریف صؔ ۱۱۶ حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ـــــــــ

یَا بِلَالُ حَدِّثْنِی بِاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَہٗ فِی الْاِسْلَامِ فَاِنِّی سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْکَ بَیْنَ یَدَیَّ الْجَنَّۃِ ۔

کہ اے بلال تو نے اسلام میں کون سا اچھا عمل کیا ہے کہ میں نے جنت کے دروازہ

پر معراج کی رات تیری جوتیوں کی آواز سنی ـــــ

وہ عمل بیان کر ـــ اس نیک عمل کی مجھے خبر دے عرض کی

اے میرے محبوب پاک میں وضو کر کے دو نفل پڑھ لیا کرتا ہوں ـ

ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹ ـــ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِلَالاً ـــ

کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کے وقت بلال حبشی کو بلایا ـــ اور فرمایا ـ

یَا بِلَالُ بِمَ سَبَقْتَنِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ قَطُّ اِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَکَ اَمَامِیْ ـــ

کہ اے بلال ـــ مجھے بتا کس نیک عمل نے تجھے جنت کی طرف لیجانے میں مدد کی ـ

اور کون سا عمل تیرے کام آیا کہ میں جب بھی جنت میں داخل ہوتا تھا تیری جوتیوں کی آواز میں اپنے آگے آگے سنتا جاتا تھا ـــــ

اور پھر میں نے جنت میں ایک بلند و بالا سونے کا خوبصورت محل دیکھا تو میں نے جنت کے دربان اور ساکنان جنت سے پوچھا ـــ

لِمَنْ ھٰذَا الْقَصْرُ ـ

کہ یہ محل کس کے لیے ہے ؟

فَقَالُوْا لِرَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ ـ

جواب ملا ـــ عرب کے ایک آدمی کے لیے ہے ـــ

فَقُلْتُ اَنَا عَرَبِیٌّ ـ

تو میں نے پھر کہا ـــــ کہ میں عربی ہوں !

لِمَنْ ھٰذَا الْقَصْرُ ـ

اب بتاؤ ـــــ یہ محل کس کا ہے ؟ اور کس کے لئے ہے ؟

قَالُوالِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ!

جنت میں رہنے والوں نے بتایا کہ ایک قریشی آدمی کے لئے ہے۔

فَقُلْتُ اَنَا قُرَيْشِيٌّ!

اب بتاؤ ــــ یہ محل کس کے لیئے ہیں؟

جواب ملا ــــــــــ

لِرَجُلٍ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ!

کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کے لئے ــــ

فَقُلْتُ اَنَا مُحَمَّدٌ!

میں نے کہا ــــ کہ میں ہی محمد ہوں!

بتاؤ یہ محل کس کے لیئے ہے؟

بتایا گیا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ!

کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہے۔

پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی ــــ

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَذَّنْتُ قَطُّ اِلَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ

کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قطعاً اذان نہیں دیتا مگر پہلے دو رکعات نماز پڑھ لیتا ہوں اور ایک وضو ٹوٹنے سے پہلے تازہ وضو کرلیتا ہوں ــــ

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! بِهِمَا

کہ ہاں! ان دو اعمال کے سبب تجھے جنت میں خوبصورت۔ بلند اور سونے سے بنا ہوا محل مل گیا ہے۔

المواهب اللدنیہ۔ صد ۶۱۴۔ امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ــــ کہ حادی الارواح والے نے ایک حدیث نقل کی ہے: ــــــ

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ یُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَبِلَالُ بَیْنَ یَدَیْہِ یُنَادِیْ بِالْاَذَانِ۔

کہ قیامت کے دن سیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے روضۂ جنت نشان سے اٹھ کر میدانِ حشر کی طرف تشریف لیجائیں گے تو آپؐ کے آگے آگے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذانیں دیتے جائیں گے! ——

وَاَخْرَجَ الْحَاکِمُ وَالطَّبْرَانِیُّ ——

اور محدث حاکم اور طبرانی نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث پاک نقل کی ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ——

تُبْعَثُ الْاَنْبِیَاءُ عَلَی الدَّوَابِّ وَاُبْعَثُ عَلَی الْبُرَاقِ وَیُبْعَثُ بِلَالُ عَلٰی نَاقَتِہٖ مِنْ نُوْقِ الْجَنَّۃِ یُنَادِیْ بِالْاَذَانِ مَحْضًا۔

کہ انبیاء علیہم السلام کی جماعت قیامت کے دن اپنی اپنی سواریوں پر اٹھائے جائیں گے اور میدانِ حشر کی طرف جاتے ہوں گے مگر میں اپنے معراج شریف والے براق پر سوار ہو کر عرصۂ محشر کی طرف روانہ ہوں گا ——

اور میرے آگے آگے بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ جنت کی مُہار والی اونٹنی پر سوار ہوں گے اور آذانیں دیتے جائیں گے، مگر یہ آذان کسی نماز کے لیئے نہ ہوگی۔ بلکہ —— محض اذان ہوگی۔

اے صاحبِ ایمان قارئین کرام —— دیکھو ذرا

ع دیکھو ذرا کس شان سے سرکار آ رہے ہیں
محشر میں دھوم مچ گئی مخمور آ رہے ہیں

آگے فرمایا: ——

ع جب میں اس شان وعظمت کے ساتھ
بارگاہِ ربّ العزّت میں پہنچوں —— گا

تو ــــ فَیَستَقبِلُنِی الجَبَّارُ رَبُّ العِزَّتِ ـ

ربّ العزّت خود میرا استقبال کرے گا۔ اور یہاں تک کہ جب بلالؓ آذان دیتے ہوئے "اشہد ان محمد رسول اللہ" کہیں گے تو

شَھِدَ لَہُ المُؤمِنُونَ مِنَ الاَوَّلِینَ وَالآخِرِینَ ـ

تمام اہل ایمان پہلے والے اور آخر والے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیں گے ــــ اور

اِذ سَمِعَتِ الاَنبِیَاءُ وَاُمَمُھَا ـــ

کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی اُمتیں بلالؓ کی زبان سے اشہد ان محمد رسول اللہ سنیں گے تو سب پکار اٹھیں گے کہ ہم بھی گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ، اللہ کے رسول ہیں ـــ

الشفاء شریف جلد ا صـ ۱۳۸ القاضی العیاض ـــ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ـــ

یُوضَعُ لِلاَنبِیَاءِ مَنَابِرُ یَجلِسُونَ عَلَیھَا ـــ

کہ قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کے لئے منبر رکھے جائیں گے اور وہ منبروں پر بیٹھ جائیں گے ـــ

وَیَبقٰی مِنبَرِی ـــ اور میرا منبر باقی رہ جائے گا ـــ

لَا اَجلِسُ عَلَیہِ ـــ میں اس پر نہ بیٹھوں گا ـــ

بلکہ اپنے ربّ کے سامنے کھڑا رہوں گا ـــ

پھر اللہ کریم فرمائے گا!

مَاتُرِیدُ اَن اَصنَعَ بِاُمَّتِکَ

کہ اے میرے محبوب پاکؐ ـــ آپ کیا چاہتے ہیں؟ کہ آپکا ارادہ کیا ہے ـ

جو تو چاہتا ہے آج میں تیری اُمّت کے ساتھ وہی کروں گا ـــــ

تو میں عرض کروں گا ـــــ

عَجِّل حِسَابَهُم

کہ سب سے پہلے اور بہت جلدی میری اُمّت کا حساب لے لے ـــــ

پھر ان کا حساب لیا جائے گا ـــــ

فَمِنْهُمْ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِي ـ

اور پھر ان میں سے لاکھوں میرے اُمتی اللہ کریم کی رحمت کے سبب جنت میں داخل ہوں اور کروڑوں میری شفاعت کے سبب جنّت میں جائیں گے ـــــ

معارج النبوّت ـ حصہ ۳ فارسی ص ۱۵۹ ـ مُلّا معین الدّین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ اس شفاعت کے متعلق یہ بھی فرماتے ہیں : ـــــ

کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی آئی ـــــ

بطلب تا بدہم ـــــ

کہ ـــ اے گنہگاروں کے مددگار اور شافعِ روزِ محشر اور اے اُمّت کے غمخوار محمد ـــ صلی اللہ علیہ وسلم ـــ مجھ سے کچھ طلب کرو تاکہ میں آپ کو دوں ـــــ

سوال ـــ کیا گیا ـ !ـــــ

اُمّت ـــ گنہ گار ہے ! ـــــ

جواب آیا ـــــ

محبوب ـــــ گھبراؤ نہیں ـ

اَنْتَ شَفِيعُهُمْ فِيمَا يَقْصُرُونَ فَرَائِضَ وَاَنَا اَكُونُ شَفِيعًا لَّهُمْ فِيمَا يَقْصُرُونَ فِي سُنَّتِكَ ـــــ

کہ جنہوں نے میرے فرائض چھوڑے ان کی شفاعت تم کر دینا میں مان لوں گا۔ اور انہیں بخش دوں گا اور جنہوں نے تمہاری سنتیں ترک کی ہیں، ان کی شفاعت میں کر دوں گا۔ تو تم مان کر انہیں معاف کر دینا ـــــــ

حضرات محترم ـــــــ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی رسولؐ سے محبت اور پھر اس محبت میں دردناک عذاب پر صبر و سکون کا مظاہرہ کرنا اور پھر خدا و رسولؐ کیطرف سے انعامات و کرامات کا عطا ہونا کے ساتھ ساتھ شفاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مختصر ساحصہ اور مقامِ محمود کا ایمان افروز خاکہ بھی آپ نے ملاحظہ فرمالیا ـــــــ

حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ پاک کے بعد جب انہوں نے مسجدِ نبویؐ میں پہلی آذان دی اور اشہدان محمد رسول اللہ پر جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب انگلی کا اشارہ کیا اور قدرت کے حسین شاہکار حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہ آئے تو انگلی وہیں کی وہیں کھڑی رہ گئی۔

آہ و فغاں نے مدینہ منورہ کے در و دیوار ہلا دیئے ـــ پورے مدینہ میں کہرام مچ گیا ـــ اہلِ ایمان کے محبوبِ عاشقاں کے ہجر و فراق نے سکونِ قلب چھین لیا۔ اور ہر ایک کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب امڈ آیا ـــــــ

یہاں تک کہ ـــــــ

المواھب ص۱۳۱ علامہ یوسف بن اسمٰعیل النبھانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

حضرت عبداللہ بن زید جو آذان والے مشہور ہیں ـــــــ

كَانَ يَعْمَلُ فِيْ جَنَّةٍ لَهٗ ـــــــ

وہ اپنے باغ میں کام کر رہے تھے۔

فَاَتَاهُ ابْنُهٗ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تُوُفِّیَ ـــ کہ

ان کا بیٹا ان کے پاس آیا اور اس نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال پاک ہو گیا ہے

اور سارے شہرِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر اندھیرا چھا گیا۔ تو حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی ——

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ بَصَرِیْ حَتّٰی لَا اَرٰی بَعْدَ حَبِیْبِیْ مُحَمَّدٍ اَحَدًا فَکُفَّ بَصَرُہٗ —— کہ اے اللہ کریم میری آنکھوں کی بینائی چھین لے اور مجھے اندھا و نابینا کر دے تاکہ میں اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کو نہ دیکھ سکوں ——

تو ان کی دعا قبول ہوئی اور ان کی آنکھیں ضائع ہو گئیں اور بینائی جاتی رہی۔ اور یہی نہیں بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میان سے تلوار نکال لی اور یہ اعلان کر دیا کہ خبردار میں نے جس زبان سے سنا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔ اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔

تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۴۶۵۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۸۰ —— امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۷۰۸، ۷۰۹ علامہ وشیخ یوسف بن اسمٰعیل النبھانی رحمۃ اللہ علیہ —— جمال الاولیاء صفحہ ۲۹ مولٰینا اشرف علی تھانوی ——

ان تمام محدثین و مفسرین اور علمائے دین نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ اعلان نقل کیا ہے!

فَاَمَّا عُمَرُ رضی اللہ عنہ کَذَّبَ بِمَوْتِہٖ —— کہ انہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو سچ نہ سمجھا ——

فَقَالَ۔ اَیُّھَا النَّاسُ کُفُّوْا اَلْسِنَتَکُمْ عَنْ نَبِیِّ اللّٰہِ فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَمُتْ —— اور اعلان کر دیا کہ اے لوگو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق موت کے لفظ پر اپنی زبانیں بند رکھو کیونکہ نبیِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں

ہوئے بلکہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ نبھانے گئے ہیں ــــــــــ

وَهُوَ اٰتِيْكُمْ

وہ یعنی محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پھر تمہارے پاس تشریف لائیں گے ــ

وَاللّٰهِ لَا اَسْمَعُ اَحَدًا يَذْكُرُ اَنَّ النَّبِيَّ تُوُفِّيَ اِلَّا اَقْتُلُ بِسَيْفِيْ هٰذَا

اور اللہ کی قسم اب میں کسی کی زبان سے یہ نہ سنوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے اور اگر کسی نے آپؐ کی موت کا ذکر کیا تو میں اس تلوار سے اسے قتل کردوں گا ــ

جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم صـ ۵۲۳ حکیم محمّد صادق سیالکوٹی ــ پاکستان اہل حدیث جماعت کا ترجمان اور ممتاز عالم دین ہیں لکھتے ہیں، ــــــــــ

کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ پاک کی خبر سنکر حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ میں چلنے پھرنے کی طاقت نہ رہی!

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ پر سکتہ کی سی حالت طاری ہوگئی اور حضرت عمرؓ کی عقل نے حضرت رسولِ خدا کی موت کو قبول نہ کیا ــــــــــ

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر وصالِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام کی یہ حالت کیوں ہوگئی اور وہ صبر و حوصلہ کے دامن کو کیوں چھوڑ بیٹھے اور انہوں نے سکون و قرار کی چادر کو کیوں تار تار کردیا ــــ حالانکہ وہ جلیل القدر صحابہ کرام تھے ــ رشد و ہدایت کے ستارے تھے اور صبر و حوصلہ کے پیکر تھے اور پوری نسلِ انسانی کے راہنما و پیشوا تھے ــ

تو اس سوال کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ محبّت کرنے والا ایک انسان کسی معمولی سے محبوب کی جدائی میں تڑپنے لگ جاتا ہے، تو ان کے محبوبؐ تو صرف ان کے ہی محبوب نہیں تھے بلکہ، محبوبِ خدا تھے ــــ اور حسن و جمال میں بھی قدرت کا حسین شاہکار بھی تھے ــ اور باعثِ تخلیقِ کائنات بھی تھے تو پھر ایسے محبوب کا ہمیشہ کے لیے جدا ہو جانا صحابہ کرام کے لئے ناقابلِ برداشت صدمہ نہ ہوتا ــــ تو اور کیا ہوتا؟ ــــــــــ

اور دوسری بات یہ تھی کہ صحابۂ کرام جانتے تھے کہ اب قیامت تک محبوب کا نورانی چہرہ نظر نہیں آئے گا ـــــــ حشر تک والضحیٰ کا حسین مکھڑا دکھائی نہیں دے گا۔ طٰہٰ کا تاج نگاہوں سے اوجھل ہو جائیگا اور حٰمٓ و یٰسٓ کے خوبصورت دائرے رُخِ انور پر اب چھپ جائیں گے ــــــــ

تو حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ تو حسنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق تھے۔ جمالِ محمدؐ کے دیوانے تھے اور محبوبِ خُدا کی محبّت میں سرفراز ہو کر فنا فی الرّسولؐ ہو چکے تھے پھر وہ ہجر و فراق کے روح فرسا صدمہ کو کیسے برداشت کر سکتے تھے ــــ

آذان کہی محبُوب نظر نہ آیا اور انگلی سے اشارہ کا شوق۔ شمع حُسنِ ازلی کا پروانہ نہ بن سکا اور رسولِ پاکؐ کی محبّت کی پینگ کا ہلارا پورا نہ ہو سکا تو شہرِ محبُوب کے درو دیوار کو غمگین اور اداس اور اشکبار آنکھوں سے تر کرتے ہوئے اور بے قرار نگاہوں سے سلام کرتے ہوئے اور درود و سلام کا وظیفہ پڑھتے ہوئے مدینہ منوّرہ سے نکل گئے۔

انسان العیون یعنی سیرت حلبیہ ۔ علی بن برھان الدّین حلبی رحمۃ اللہ علیہ جزء ۲ صفحہ ۳۱۸ میں اس دردناک اور پُرسوز واقعہ کو اسطرح بیان کرتے ہیں:۔

وَلَمَّا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَرَکَ بِلَالُ الْآذَانَ وَلَحِقَ بِالشَّامِ ــــــــــ کہ

جب رسول خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال پاک ہو گیا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آذان دینی ترک کر دی اور پھر شہرِ محبُوب یعنی مدینہ منوّرہ کی پُربہار اور کیف و سُرور میں ڈوبی ہوئی فضاؤں کو چھوڑ کر شام کے اداس اور غمگین جنگلوں میں چلے گئے اور پھر محبوب کی عنبریں زلفوں کا قیدی آنکھیں بند رکھتا کہ شاید حسن یار کی جھلک اسی انداز میں دکھائی دے دے۔

فَمَکَثَ زَمَانًا ۔ یعنی ایک زمانہ تک شام کے صحراؤں میں اپنے آقا و مولا صلی اللہ

علیہ وسلم کے ہجر و فراق میں تڑپتے ــــ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں آنسو بہاتے اور محبوب کے حسن و جمال کے نظارا کی امید میں گزار دیئے ــــ

یعنی پچھ ماہ ــــ

صوفی عظمت شاعر نے حضرت بلالؓ کی بے قراری و بے چینی کو پنجابی زبان میں اس طرح لکھا ہے ــــ

ع۔ کہ پلک نہ چین آوندا اسی اونہوں سرکارؐ دے باجھوں
ایہہ زندگی موت جاپے یار دے دیدار دے باجھوں

فَرَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ فَقَالَ لَہٗ مَا جَفْوَتُنَا یَا بِلَالُؓ ــــ

بس پھر ایک رات خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے سرفراز مشفق و شفیق آقاؐ نے فرمایا ــــ

کہ ــــ اے بلالؓ!

ہمارے ساتھ اتنی بے وفائی کیوں ؟

ع۔ کیہا سرکارؐ نے لگیاں پریتاں توڑ آیاں اے
توں میرے بعد کیوں میرا مدینہ چھوڑ آیاں اے

اور اے میرے عاشقِ صادق بلالؓ میری مسجدِ نبوی کے خوش الحان مؤذن بلال اور اے مسلمانوں کے سردار بلال تیری آذان تو میں اپنے مزار گنبدِ خضرا پاک میں بھی سنتا رہتا ہوں !

اور اب ہمارے جوارِ رحمت سے نکل کر شام کے اداس و غمگین جنگلوں میں تڑپتے پھرتے ہو ! ــــ

واپس آجاؤ !

نیند سے بیدار ہوئے اور خواب سے اُٹھے تو جدائی کے اداس بادل چھٹ چکے
تھے اور ہجر و فراق کے غمگین اندھیرے مِٹ چکے تھے۔
چہرہ پر رونق تھی اور لبوں پہ تبسم تھا۔ آنکھوں میں مستی تھی اور دل و جگر سے فرقت و
جدائی کی آگ ٹھنڈی ہو چکی تھی!
بس پھر کیا تھا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کی تعمیل کیلئے شام
کی شام سیاہ سے نکل کر مدینہ کی صبح خنداں کی طرف روانہ ہو گئے ——
زمین کی طنابیں کھینچ لی گئیں ـــ راستہ سمیٹ لیا گیا اور منزل قریب سے قریب تر
کر دی گئی ——
شہرِ محبوبؐ میں پہنچے تو سرزمینِ مدینہ کو بوسہ دیا۔ خاکِ طیبّہ آنکھوں پہ مِلی اور
سرِ نیاز سلامی کے لئے جُھکا دیا۔ مدینہ منوّرہ میں پردۂ غیب سے اعلان ہونے لگا۔
مسلمانوں اٹھو —— مسجدِ نبویؐ کا مؤذّن اور اللہ کے محبوبؐ کا محبوب بلالؓ آ گیا۔ اُٹھو
اور اس کا استقبال کرو ——
وہ دیکھو تربتِ رسُولِ اکرم حرکت میں آگئی ہے محمدؐ اپنے مؤذّن اور سچّے
عاشق کے انتظار میں اپنا دامنِ رحمت کھولے قبرِ انور سے دیکھ رہے ہیں ——!
غرضیکہ —— حضرت بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ چھ ماہ کی غیر حاضری کے بعد جب واپس
مدینہ آئے تو لوگوں کے دِلوں میں خوشی و مسرّت کی لہر دوڑ گئی —— عید کے چاند
جیسی خوشی ہوئی اور پورا مدینہ بلالؓ کو دیکھنے کے لئے اُمڈ آیا ——
محبوبِ پاکؐ کی قبر شریف کیجانب قدم بڑھاتے تو رُک جاتے۔ پھر قدم اُٹھاتے
تو ٹھہر جاتے۔ دِل کی دھڑکنیں تیز ہوتی گئیں اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی
لگ گئی کہ جس محبوبؐ کے رُخِ انور کا دیدار میری زندگی کا سرمایہ تھا اور جس کے
حسن و جمال کا نظارا میرے دل و جان کی دولت تھی اور جس محبوبؐ کی جبین تصویر

میری آنکھوں کی ٹھنڈک تھی آج اس محبوب کو ظاہری طور پر دیکھنے کی بجائے اسکی قبر مبارک کی خاک پاک اپنے لیئے بوسہ گاہ کیسے بناؤں ــــ

وَاَتیٰ قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْ یَبْکِیْ ۔

اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے تو رو رو کر دریا بہا دیئے !۔ مدینہ منورہ کے اپنے رسول کی جدائی کے غم میں تڑپنے والے مسلمانوں نے حضرت بلال رضؓ سے آذان دینے کا مطالبہ کر دیا۔

ع ــ لگے رل کے کہن سارے کہ اکو عرض ہے ساڈی
سنا دے بانگ اگے وانگ بس ایہو غرض ہے ساڈی

تو حضرت بلال رضؓ نے جواب دیا ــ

ع ــ بلال رضؓ آکھے کرو مجبور نہ قربان جاواں میں
اگے محبوبؐ ہے نئیں بانگ آج کسنوں سناواں میں

لوگوں نے بہت ہی اصرار کیا مگر بلال رضؓ نہ مانے ۔ آخر کار اہل مدینہ نے اور اہل ایمان نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے پاس گئے اور عرض کی کہ ہمارے کہنے پر تو حضرت بلال رضؓ اذان نہیں کہتے ، اگر آپ انہیں حکم دیں گے، تو وہ آپ کے حکم کو رد نہیں کریں گے ، اس لیئے کہ بلال رضؓ جانتے ہیں کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کی ہر خواہش کو پورا کیا کرتے تھے ۔

وَاَقْبَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ یُقَبِّلُھُمَا وَیَضُمُّھُمَا ــــ

اور پھر دونوں شہزادے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور نظر ۔ علی رضؓ کے لخت جگر فاطمہ رضؓ کی جان راحت حضرت حسن اور حضرت حسین علیہما السلام بلال حبشی رضؓ کے پاس گئے ۔ بلال رضؓ تعظیم کے لیئے کھڑے ہو گئے ۔ آداب بجالائے اور قدموں کو بوسہ دیا ۔ پیشانیوں کو چوما اور سینہ لگا لیا ــــ

شہزادوں نے آذان کے لئے حکم دیا —

فلما صعد لیوذن اجتمع اھل المدینة رجالھم ونساؤھم —

تو جب حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہزادوں کی یہ خواہش پوری کرنے اور ان کے حکم کی تکمیل کرنے کے لئے آذان دینے والے منبر پاک پر کھڑے ہوئے تو شہر مدینہ منورہ کے تمام مرد و خواتین بچے اور بوڑھے حرم کعبہ میں ہو گئے اور سید افتخار الحسن تو کہتا ہے کہ فرشتوں نے بھی بلالؓ کی آذان سے لطف اندوز ہونے کے لئے اپنے کان مدینہ کی طرف لگا لئے ہوں گے اور جنت کی حوروں نے بھی بارگاہ رب العزت میں سجدہ ریز ہونے کے لئے حضرت بلال کی آذان کی آواز سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو کر انتہائی شوق میں انتظار کیا ہوگا —

فَلَمَّا قَالَ اللّٰہُ اَکْبَرُ صَاحُوْ وَبَکَرا —

مسلمانوں کی چیخیں نکل گئیں اور دھاڑیں مار کر رونے لگے ———

اور جوں جوں بلالؓ آذان دیتے جاتے تھے توں توں ان کی حالت غیر ہوتی جا رہی تھی اور صبر و سکون کا دامن چھٹتا جا رہا تھا ———

مدارج النبوت جلد ۲ صـ۵۸۲ ———

و چوں گفت اشہد ان محمد رسول اللہ زلزلہ در شہر افتاد ———

اور جب بلالؓ نے اشہد محمدؐ رسول اللہ کہا تو مدینہ منورہ میں زلزلہ آ گیا —

سیرت حلبیہ جز ۲ صـ۳۰۸ : ـــــارتجت المدینة —

کہ سرزمین مدینہ تھرا اٹھی ———

سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ گویا کہ سرزمین مدینہ بھی امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پاک کے صدمہ اور حضرت بلال کی جدائی کے غم کا اظہار کرنے کے لئے تھرا اٹھی تھی ———

اشہد ان محمد رسول اللہ کہا اور محمدؐ کے نام پر اپنی پرانی عادت کے پیش نظر یہ سمجھ کر کہ محمدؐ مسجد نبوی میں آج بھی جلوہ افروز ہیں، شہادت کی انگلی کا اشارہ کیا اور جب بلالؓ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسالت کے مصلی پر دکھائی نہ دیئے تو محبت رسولؐ کے جذبات قابو میں نہ رکھ سکے اور آذان بھی پوری نہ کر سکے کر بے ہوکر حرم پاک میں گر گئے ـــــ حضرت حسنؓ و حسینؓ نے آپ کو جھولی میں اٹھالیا۔ اپنے دامن کی ٹھنڈی ہوا حضرت بلالؓ کے بدن مبارک پر بکھیر دی، اور آب زمزم چہرہ پر چھڑک دیا۔ بلالؓ کو ہوش آیا تو ـــــ

وہ ہیں محمدؐ ـــــ وہ ہیں محمدؐ ـــــ وہ ہیں محمدؐ کی ایمان افروز صدائیں بلند کرتے ہوئے پھر سرزمین مدینہ سے نکل گئے۔

دمشق پہنچے! ـــــ اور وہیں وفات پا گئے۔

مدارج النبوت ـــــ جلد ۲۔ ص ۵۸۴ ـــــ شیخ عبدالحق دھلوی رحمۃ اللہ علیہ ـــ وفات یافت و بدمشق دفن کردہ شد کہ دمشق میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے ـــــ

نزھت المجالس جلد ا ص ۱۱۰ علامہ عبدالرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ۔

وفات بدمشق ـــــ اور وہ یعنی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت دمشق میں ہوئی ـــــ

اَوَّلُ مَنْ اَذَّنَ فِی السَّمَاءِ جِبْرِیْلُ وَ اَمَّ مِیْکَائِیْلُ عِنْدَ بَیْتِ الْمَعْمُوْرِ۔ کہ آسمانوں پر سب سے پہلی آذان حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہی اور امامت بیت المعمور میں حضرت میکائیل علیہ السلام نے کرائی ـــــ

صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی کہتا ہے۔

اَوَّلُ مَنْ اَذَّنَ فِی الْاِسْلَامِ بِلَالٌؓ وَ اَمَّ مُحَمَّدٌؐ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔

کہ سب سے پہلے اسلام میں آذان حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہی
اور امامت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجدِ حرام میں کرائی ——
اور یہ بھی درست ہے —— کہ

ع- اذان دے گئی حضرت بلالؓ کی ہستی
اور نماز پڑھ گئے کربلا والے

قارئین محترم! —— بات محبّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو رہی تھی جو کئی خوبصورت وادیوں اور کئی پر کیف فضاؤں اور مدینہ منوّرہ کی حسین گلیوں سے نکل کر حضرت بلال حبشیؓ کی ایمان افروز محبّت کی داستان شام کے صحراؤں تک جا پہنچی اور شہرِ محبوب سے ہوتی ہوئی دمشق کی سرزمین میں ختم ہو گئی ——

جامع صغیر —— جلد ۱ —— صـ ۱۴ —— حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ——

اَدِّبُوا اَوْلَادَکُمْ عَلٰی ثَلَاثِ خِصَالٍ —— کہ
اپنی اولاد کو تین خصلتوں کی تعلیم دیا کرو اور ادب سکھلایا کرو ——
حُبِّ نَبِیِّکُمْ — وَحُبِّ اَھْلِ بَیْتِیْ وَقِرَاۃِ الْقُرْاٰنِ —
پہلی — اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت کی تعلیم —
دوسری — میری اہلِ بیت سے محبّت کی تعلیم اور — تیسری قرآنِ پاک کی تلاوت کی تعلیم ——

مشکوات شریف صـ ۳۰ —— حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ——

مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ — کہ جس نے میری سُنّت سے محبّت کی اس نے مجھ سے محبّت کی اور جس نے مجھ سے محبّت

کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہوگا ____

درویش لاہوری مرحوم نے محبّت کی خوب ترجمانی کی ہے ۔

ع۔ محبّت کی رسمیں نہ ترکی نہ تازی
شہیدِ محبّت نہ کافر نہ غازی

بخاری شریف جلد ۲ صہ ۹۱۱ ____ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔ اَنَّ رَجُلاً سَالَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَتیٰ السَّاعَۃُ یَارَسُولَ اللّٰہِ ____

کہ ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی؟

فقال ما اعددت لہا۔

آپ نے فرمایا کہ تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے ____

فَقَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَہَا مِنْ کَثِیْرِ صَلوٰۃٍ وَلَاصَوْمٍ وَلَاصَدَقَۃٍ وَلٰکِنْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ____

اس نے جواب دیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کی تیاری کے لئے میرے پاس بہت سی نمازیں نہیں ہیں ____ بہت سے روزے نہیں ہیں اور بہت سے صدقات نہیں ہیں، البتہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہوں ____

تو سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ ۔

کہ تو قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت کرتا ہے ۔

مشکوٰت شریف صہ ۴۲۸ ۔ ترمذی شریف جلد ۲ صہ ۵۷ ۔ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے فرمایا :۔ ____ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاُحِبُّکَ ۔

کہ ایک آدمی نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم میں آپؐ سے محبّت کرتا ہوں۔

فَقَالَ اُنْظُرْ ـــــ

تو نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہوش اور اپنے کہنے پر نظرِ ثانی کر، کیونکہ محبّت کی منزل بڑی کٹھن اور اس کا راستہ بڑا ہی دشوار ہے۔

اس لئے

فَانْظُرْ مَا تَقُوْلُ ـــــ

کہ جو تو کہتا ہے۔ اس پر غور کر ـــــ

قَالَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ـــــ

پھر اس آدمی نے تین بار یہی کہا کہ میں آپؐ سے محبّت کرتا ہوں!

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: ـــــ

اِنْ كُنْتَ صَادِقًا ـــ اِنْ كُنْتَ تُحِبُّنِیْ فَاَعِدَّ الْفَقْرَ ـ تِجْفَافًا

کہ اگر تو اپنے قول میں سچّا ہے اور میری محبّت میں پکّا ہے ـــــ تو پھر اپنے آپ کو فقر کے لیے تیار کر ـــــ

تِجْفَافًا ـــــ اس اسلحہ کو کہتے ہیں جو جنگ کے موقع پر گھوڑے پہ رکھا جاتا ہے تاکہ دشمن کے وار سے محفوظ رہ سکے!

مطلب یہ کہ ـــ محبّت کی راہ میں ہر مشکل اور ہر دکھ اور ہر مصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہیئے ـــــ اور ہر بلا و آفت کو بڑے ہی صبر و تحمل سے نظر انداز کر کے محبّت کی حقیقی منزل کو پالینا چاہیئے!

حضراتِ محترم! ـــــ محبّتِ رسولؐ صرف انسانوں اور پھر مسلمانوں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ کائنات کی ہر شئے رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت

میں گرفتار ہے — پہاڑوں کی بلندی — دریاؤں کی روانی — گلشن کی بہاروں اور جنت کی فضاؤں میں محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاشنی موجود ہے اور اگر کسی وقت بھی اس کائنات سے محبت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس رشتہ ٹوٹ جائے تو اسی کا نام قیامت ہوگا، جیساکہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۵۸۵ — مشکوٰۃ شریف ص ۲۴۰ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَہٗ اُحُدٌ فَقَالَ ھٰذَا جَبَلٌ یُّحِبُّنَا وَ نُحِبُّہٗ —

کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر احد پہاڑ ظاہر ہوا تو آپ نے فرمایا — یہ احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں اور کائنات کی ہر شے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی چاشنی ہونی ایک قدرتی امر ہے۔ اسلئے کہ جب اللہ کریم نے ساری کائنات بنائی ہے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیخاطر ہے اور پھر جب کائنات کی ہر شے جانتی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو پھر ہر چیز میں آپؐ کی محبت کی شمع کی روشنی کا پیدا ہونا قدرت کی ایک ادنیٰ سی کرشمہ سازی ہے

## دُنیا کی ہر شے کی حضورؐ سے محبت

اور جب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم محبوب رب العالمین ہیں تو یہ بھی ضروری ہے کہ عالمین کی ہر شے میں رب العالمین کے محبوب کی محبت کا نشہ بھی موجود ہو —

اور اگر ایسا نہ ہوتا تو شجر و حجر الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ نہ پکارتے

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے محبت بھرے اور ایمان افروز مضمون کے آخر میں

اس کتاب کے مصنّف صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ جب کسی مردِ مومن کے دل میں محبّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن ہو جاتی ہے تو پھر اس کے دل سے نہ صرف کسی معصیّت کا خیال کا دروازہ بند ہو جاتا ہے بلکہ حسد و بغض کا اندھیرا حرص و ہوا کی ظلمت ــــ کذب و افتراء کی تاریکی اور عیاشی و فحاشی کی سیاہی بھی دُھل جاتی ہے اور پھر وہ مردِ مومن ہر لغزش سے پاک ــ ہر معصیّت سے صاف اور ہر قسم کی ضلالت و گمراہی کے عیب سے بری ہو کر بارگاہ ربّ العزّت میں مقبول ہو جاتا ہے اور اس کے دفترِ عمل میں اس کا نام درویشی و فقر کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے ــ

اور پھر وہ مردِ مومن اقبال کا مردِ مومن بنکر دنیا پر چھا جاتا ہے ــ

کہ ــــ ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
گفتار میں کردار میں اللہ کی برھان
قہّاری و غفّاری و قدّوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

اور یہ چار عناصر صفاتِ خداوندی ہیں ــــ گویا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کی معرفت اور رسولِ خدا کی اُلفت کے وسیلہ سے مردِ مومن نہ صرف فقر و درویشی کے لباس میں اور ولی کامل کے لبادہ میں حریم قدس تک رسائی کر لیتا ہے بلکہ اللہ تعالے کی صفات کا مظہر بھی بن جاتا ہے ــ

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبّت و اُلفت کو اپنے دین و ایمان کا سبب سمجھنے والے مسلمان پھر گستاخِ رسول کو واجب القتل نہ سمجھیں تو اور کیا سمجھیں ــــــــ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

# وارداتِ عشق

حضراتِ محترم ــــــ صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی اور بھی تفصیل کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ جب کوئی انسان یا اور کوئی مردِ مومن آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وادی کے آخری کنارے پر پہنچتا ہے تو پھر عشق کے میدان میں قدم رکھتا ہے اور پھر اس مردِ مومن پر وارداتِ عشق کا غلبہ ہوتا جاتا ہے اور پھر وہ اسرارِ الٰہیہ کا رازدان بن جاتا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ محبّت عام ہے اور عشق خاص ــــــ

محبّت ہزاروں سے ہو سکتی ہے مگر عشق صرف دو کے درمیان ــــــ

اور پھر یہ بھی یاد رہے کہ محبّت کی دلکش اور عشق کی واردات کی ابتداء فطرتِ خداوندی سے شروع ہوئی ہے! ــــــ

چنانچہ ایک مشہور حدیثِ قدسی ہے ــــــ

كُنْتُ كَنْزًا مُخْفِيًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ۔

کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ پس مجھ میں محبّت پیدا ہوئی اور میں نے چاہا کہ میں اس محبّت کے ذریعہ پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور پھر ہر مخلوق میں محبّت کے گرانقدر جذبات اور الفت کا بھرپور خزانہ سے مالا مال کر دیا ــــــ

انفاسِ رحیمیہ میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والدِ گرامی شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ پاک کو

پیدا کر کے فرمایا:۔۔۔۔۔

اَنْتَ عِشْقِیْ وَاَنَا عِشْقُكَ ۔

کہ اے میرے حُسنِ ازلی کے مظہر اور میری قدرت کے حسین شاہکار محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ۔ آپ میرے عشق ہیں اور میں آپ کا عشق ہوں ۔۔۔۔۔

توان دو مستند روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کریم نے اس کائنات کی بنیاد اور مخلوقات کی تخلیق محبت و عشق پر ہی رکھی ہے ۔۔۔۔۔

اور پھر آجتک نہ کسی سے محبت کے دلکش لفظ کی تشریح ہو سکی ہے اور نہ ہی عشق مقدس واردات کی تفسیر ہو سکی ہے مگر پھر بھی محبت کے راستہ پر چلنے والے مسافروں اور عشق کے میدان میں قدم رکھنے والے راہیوں نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق ان دونوں پاکیزہ الفاظ کے معانی و مطالب بیان کر کے نسلِ انسانی کو اخوت کا درس دیا ہے! اور محبت و عشق کا پیغام اور ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کائنات کے ذرہ ذرہ میں عشق کا ظہور ہے اور اگر کسی وقت کائنات سے عشق کا تعلق ٹوٹ جائے تو دونوں جہاں پر قیامت کا زلزلہ طاری ہو جائے ۔

مثلاً مولینا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔۔۔۔۔

شاد باش اے عشقِ خوش سودائے ما
اے طبیبِ جملہ ہائے ما

کہ عشق تو خوش رہے ۔ تو شاد رہے اور تو زندہ و تابندہ رہے اسلئے کہ تو ہی ہماری بیماریوں کا علاج ہے ۔ ہماری مشکلات کا حل ہے ۔ ہمارے دکھوں کا مداوا ہے اور ہمارے مصائب کو مٹانے والا ہے ۔

ہماری وہ بیماری اقتصادی ہو یا معاشی ۔ ہماری وہ مشکل سیاسی بحران کی صورت میں ہو یا ہمارے وہ دکھ جو عیاشی و فحاشی کے لباس میں ظاہر ہوں یا ہمارے وہ مصائب جو

جو مسلمانوں کی آپس میں عداوت ـــــ اہل ایمان کی آپس میں نفرت ـــ پاکستان کے مسلمانوں کا آپس میں خون خرابہ اور قتل و غارت کے بھیانک مظاہرہ کرنے میں ہو ـــــ

درویشِ لاہوری علامّہ اقبال مرحوم اسی لیئے کہتا ہے ـــ کہ

شعر ـ محبّت کا جنوں باقی نہیں ہے
مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے
صفیں کج دِل پریشاں سجدہ بے ذوق
کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے

کہ یہ عداوت و نفرت کا مظاہرہ ـــ یہ قتل و غارت کی وارداتیں ـــ یہ خون خرابہ کا طوفان ، یہ لسانی جھگڑا ـــ یہ صوبائی تعصّب اور یہ پنجابی ـ بلوچی ـ سندھی اور پٹھان کی لعنت اور یہ مقامی و مہاجر کی جنگ ـــــ اقبال مرحوم کے نزدیک ان تمام بیماریوں کا سبب ـــ یہ ہے ـــ کہ

محبّت کا جنوں باقی نہیں ہے

اور ان تمام فسادات کا باعث ـــــــ یہ ہے کہ ،

جذبِ اندروں باقی نہیں ہے

## جذبِ اندروں ـ

یعنی ہم مسلمانوں اور پاکستانی مسلمان عشق کے گرانقدر اور سچے موتیوں کی خوبصورت مالا توڑ بیٹھے ہیں اور محبّت کا قیمتی خزانہ ہم لُٹا چکے ہیں ـ گویا کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کی معرفت اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے مردِ مومن نہ صرف فقر و درویشی کے مقدس لباس میں اور ولیِ کامل کے خوبصورت لبادہ میں حریم قدس تک رسائی حاصل کر لیتا ہے ، بلکہ وہ صفاتِ الٰہیہ کا بھی مظہر بن جاتا ہے ـ

مثلاً ـــــ قہّاری و غفّاری و قدّوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

اور قرآن پاک میں ہے ——

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ —— وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ
اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ
رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا۔

کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل اور رحم دل ہیں ——

اے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو ان کو دیکھے گا کہ رکوع اور سجدہ کرتے۔ اللہ تعالےٰ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں ——

اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ —— قہاری
رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ —— غفاری
رُکَّعًا سُجَّدًا —— قدوسی
فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ رِضْوَانًا —— جبروتی

اور اقبال مرحوم اس آیت پاک کی تفسیر اس شعر میں بھی کرتا ہے۔

ہو صحبتِ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
اور —— رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

اور یہ بھی یاد رہے کہ ساری کائنات کے ذرہ ذرہ میں عشق کا ظہور ماننے والوں میں اسلام کے ممتاز اولیائے کرام ـ صوفیائے عظام ـ جلیل القدر علمائے ذوالاحترام اور محدثین و مفسرین ذوالاحتشام شامل ہیں ——

اور پھر اس مقدس جماعت کے دو اعلیٰ ممبران نے تو اس پوشیدہ حقیقت سے اپنی روحانی ایمانی —— الہامی اور غیر فانی شاعری کے ذریعہ پردہ اٹھا کر انسانیت کو بیدار کر دیا ہے ——

اور ان دونوں نے ہر شے کی حقیقت کی تشریح عشق سے کی ہے اور عشق ہی کو مردِ مومن کا خزانہ اور انسانِ کامل کا سرمایۂ حیات قرار دیا ہے ـــــ

چنانچہ ـــــ عارفِ رومی پھر کہتا ہے: ـــــ

ہر کرا جامہ ز عشقِ چاک شد
او ز حرص و عیب کلی پاک شد

کہ ـ جو مسلمان بھی عشق کی قینچی سے اپنے دامن کو تار تار کر دیتا ہے اور عشق کی آگ سے اپنے لباس کو جلا دیتا ہے تو پھر وہ دنیا کے حرص و طمع کے جال کو توڑ کر اور ہر قسم کے عیب اور ہر طرح کے گناہ سے کلی طور پر پاک ہو کر بارگاہِ ربّ العزّت میں مقبول و محترم بن جاتا ہے ـــــ

پھر آگے فرماتے ہیں: ـــــ

عشق ز اوصافِ خدائے بے نیاز
عاشقی بر غیر او باشد مجاز

کہ عشق کی دلکش و رُوح پرور واردات خدائے دو عالم کی صفاتِ حمیدہ کی تفسیر ہوتی ہیں اور اس ذاتِ باری تعالیٰ کے علاوہ جو بھی عشق کی داستان ہو گی وہ مجازی ہو گی ـــــ

مطلب یہ کہ حقیقی عشق کی واردات وہ ہوتی ہیں جس کا تعلق خدا تعالیٰ سے ہو یا نبئ پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ـــــ

مولانا جلال الدّین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی عشق کی واردات کی تفسیر کے بعد اب درویشِ لاہوری اقبالؔ مرحوم کی تشریح بھی سُنیئے ـ

مومن از عشق است و عشق از مومن است
عشق را ناممکن ما ممکن است

کہ مومن کا دوسرا نام عشق ہے اور عشق کا دوسرا نام مومن ہے ——
اور عشق ہی ایک ایسا جذبہ و ہتھیار ہے کہ جس کے ذریعہ ہر ناممکن چیز احاطۂ
امکان میں آجاتی ہے ——

عشق باناں جویں خیبر کشاد
عشق در اندام ماہ چاکے نہاد

کہ جو کی روٹی کھا کر خیبر کے قلعہ کو توڑنے والا بھی عشق تھا —— اور آسمان پر
چاند کو ٹکڑے کرنے والا بھی عشق تھا ——

یعنی مولا علیؓ —— اور آقا نبی علیہ السلام

اور —— بالِ جبریل میں کہتا ہے !

کبھی تنہائیٔ کوہ و دمن عشق
کبھی سوز و سرور و انجمن عشق !
کبھی سرمایۂ محراب و منبر
کبھی مولا علیؓ خیبر شکن عشق

کہ حضرت علی علیہ السلام عشق کی لذت سے آشنا ہو کر اور اپنے دل پر عشق کی واردات
کو سمیٹ کر کبھی تو مصلیٰ رسول پر امامت کراتے نظر آتے ہیں اور کبھی منبر مصطفےٰ پر وعظ و
خطبہ دیتے دکھائی دیتے ہیں اور پھر کبھی عشق کی قوت سے خیبر کے قلعہ کو توڑتے ہوئے
نگاہوں میں آتے ہیں ——

حضراتِ گرامی ! —— یاد رہے کہ خیبر کی خوفناک جنگ میں عرب کے مشہور
پہلوان اور معروف شمشیر زن "مرحب" کے مقابلہ میں جب حضرت علیؓ کی ڈھال ٹوٹ
گئی تو انہوں نے خیبر کے قلعہ کے دروازہ کو اکھاڑ کر ہاتھوں میں اٹھا لیا ۔

موضوعاتِ کبیر ۔ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ صہ ۳۶ ۔ وحملِ علیؓ باب خیبر ۔

کہ حضرت علی علیہ السلام نے جنگِ خیبر میں لڑتے ہوئے قلعہ خیبر کے دروازہ کو اٹھالیا۔
فَاجْتَمَعَ عَلَیْهِ بَعْدَهٗ سِتُّوْنَ رَجُلًا فَاجْتَهَدُوْهُمْ اَنْ اَعَادُ الْبَابَ۔
اور بعد میں ساٹھ آدمیوں نے درِ خیبر کو اٹھا کر واپس اپنی جگہ پر لانے کی کوشش کی مگر اسے نہ اٹھا سکے ——

لیکن علی نے اتنے بڑے وزنی دروازہ کو اٹھالیا تھا، اسلئے کہ ان میں عشق کی قوت و طاقت تھی — اور ہوتی بھی کیوں نہ ——

جبکہ —— وہ

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوت پروردگار
لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار —— ہیں

اور یہ لقب حضرت علیؓ کو اُحد کے حق و باطل کے تصادم اور اسلام و کفر کے معرکہ میں جنت کے دربان کی طرف عطا ہوا تھا۔ [۱]

اور پھر اقبال ہی اپنی مشہور نظم "شکوہ" میں اپنے خدا سے کہتا ہے۔
کہ — تو ہی کہہ دے کہ اکھاڑا درِ خیبر کس نے ؟ یہاں بھی مولا علیؓ کی طرف اشارہ ہے ——

اور —— آج بھی اسلام کے بہادر لشکر اور پاکستان کی جانثار فوج کا سب سے بڑا فوجی اعزاز نشانِ حیدر ہے جو حیدرِ کرّار یعنی حضرت علیؓ کی خدائی طاقت کی نسبت سے رکھا گیا ہے ——

آ بتاؤں تجھے ناداں میں شانِ حیدرؓ
اس جہاں سے اونچا ہے جہانِ حیدرؓ

---

[۱] :- مدارج النبوت۔

آج بھی جنگ میں اعزازِ کمالِ جرأت
مردِ میداں کو ملتا ہے نشانِ حیدر

اور پھر مردِ درویش بالِ جبریل میں عشق کی واردات کی یوں تفسیر کرتے ہیں —

کہ — جمالِ عشق و مستی نے نوازی
جلالِ عشق و مستی بے نیازی
کمالِ عشق و مستی ظرفِ حیدر
زوالِ عشق و مستی حرفِ رازی

اور یہی اقبال مرحوم عشق کی قلبی واردات کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی مشہور زمانہ کتاب بالِ جبریل میں یوں کہتا ہے — فرشتے بارگاہِ خداوندی میں نغمہ سرا ہوتے ہیں —

کہ — عقل ہے بے زمام ابھی عشق ہے بے مقام ابھی
نقش گرِ ازل ترا نقش ہے ناتمام ابھی

کہ — ابھی تک انسان کی عقل بے لگام ہے، جدھر کو چاہتی ہے مڑ جاتی ہے اور اسی بے لگامی کے باعث ابھی تک عقلِ انسانی اپنا کوئی راستہ متعین نہیں کر سکی۔ اور اے ربِّ دو جہاں تو نے جو ابتدائے آفرینش سے روزِ اوّل میں جو عشق کا نقش تیار کر کے کائنات کی بنیاد رکھی تھی تیرا وہ نقش بھی ابھی نامکمل و ناپائیدار ہے —

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ اقبال مرحوم نے سچ کہا ہے — اسلیئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا عشق کا اولین نقش تمام و پائیدار و مکمل ہو کر اگر مسلمانوں کے دلوں میں نقش ہو جاتا اور ازل سے لکھا ہوا محبّت کے لفظ کا جذبہ و نشان اگر انسانوں کے سینوں میں پیدا ہو جاتا تو آج انسانیّت و بربریت آپس میں دست و گریباں نہ ہوتیں لوگوں میں نفرت و عداوت کے بیج نہ بوئے جاتے — مسلمان آپسمیں قتل و غارت کا تباہ کُن کھیل نہ کھیلتے اور پاکستانی عوام سندھی — بلوچی — پنجابی اور پٹھان ہونے کے خون

خرابے کے خوفناک راستہ پر نہ چلتے ــــــ اور

جوہرِ زندگی ہے عشق اور جوہرِ عشق ہے خودی
آہ! کہ ہے یہ تیغِ تیز پردگیٔ نیام ابھی

کہ مومن کی زندگی کا وقار عشق ہے۔ مردِ مسلمان کی عزت و آبرو عشق ہے اور اس کی سربلندی کا راز عشق ہے اور جوہرِ عشق خودی یعنی ایمان ہے ــــــ

مطلب یہ کہ ایمان عشق ہے اور عشق ایمان ہے۔

مگر افسوس کہ یہ تیز دھار والی شمشیرِ براں ابھی تک میان کے پردہ میں چھپی ہوئی ہے!

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ اقبال مرحوم کا یہ الہامی شعر حقیقت پر مبنی ہے کہ اسی عشق کی تیغِ براں نے تو نفرت و عداوت کی جڑیں کاٹنی تھیں ــــــ صوبائی تعصب و لسانی جھگڑے کا خاتمہ کرنا تھا اور سندھی۔ بلوچی۔ پنجابی اور پٹھان ہونے کا پرچار کرنے والوں اور ایسے ملک دشمن عناصر کے تخریبی نعروں کا قلع قمع کر کے محبت و پیار کے گلشن کو سنوارنا اور آراستہ کرنا تھا۔

اور اگر ایسا نہیں ہوا تو پھر عشق کا نقشِ اوّل بھی ناکام ہے اور عشق کا جوہر بھی نامکمل ہے اور انسان کی زندگی جو عشق و محبت سے رقم ہوتی ہے وہ بھی ابھی تک بے آبرو۔ بے وقار اور بے مقصد ہے ــــــ

عشق کی واردات کی حقیقت بیان کرتے ہوئے پھر ہندی مسلمانوں کو فرنگیوں کی غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر آزادی کی پُرکیف فضاؤں شہباز و شاہین کی طرح پرواز کرنے کا طریقہ بتاتے ہیں ــــــ کہ

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ صبح گاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرارِ شہنشاہی

کہ غلامی کی زنجیروں کو توڑنے کے لئے نعرہ بازی۔ ہلڑبازی۔ جلسوں اور

جلوسوں اور تحریک چلانے کے ساتھ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی واردات اپنے دل و جان پر وارد کرنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے ۔

اور عشق کی یہ کیفیت دنیا کے کھیل تماشوں میں مشغول ہو جانے جہانِ فانی کے لہو و لعب کے جال میں پھنس جانے اور عیاشی و فحاشی کی لعنت میں گرفتار ہو جانے سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ اس دولت کو حاصل کرنے کے لئے ۔ آدابِ صبحگاہی ۔ آئینِ سحر گاہی اور قرینۂ خود آگاہی بھی چاہیئے ۔ آنسوؤں سے وضو ۔ مصلّیٰ کی زینت نوافل کی عبادت اور تسبیح کے دانوں کا شمار صبح کی آذان سے پہلے ہو جائے تو پھر انہیں غلاموں پر شہنشاہی کے سربستہ راز کھل جاتے ہیں اور شہنشاہی تخت و تاج خود بخود ان کے قدم چومنے آ جاتے ہیں ۔

اسی نظریہ کو بیان کرتے ہوئے مردِ درویشِ لاہوری پھر کہتا ہے ۔ کہ

غلامی میں نہ کام آتی ہیں تدبیریں نہ تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

یاد رہے کہ ۔ ذوقِ یقین ہی ۔

واردات عشق ہے

اور قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
اور دہر میں اسمِ محمدؐ سے اُجالا کر دے

بالِ جبریل میں اپنی الہامی شاعری کے نکات کو بیان کرتے ہوئے اور اس حقیقت کے رموز و اسرار کی وضاحت کرتے ہوئے کہ کائنات کی ہر شے میں عشق کا ظہور ہے اقبال مرحوم پھر کہتا ہے ۔ کہ

عشق دمِ جبرائیل ۔ عشق دلِ مصطفیٰؐ
عشق خدا کا رسولؐ ۔ عشق خدا کا کلام

عشق کے مضراب سے نغمۂ تارِ حیات
عشق سے نورِ حیات اور عشق ہے نارِ حیات

اور پھر اپنی مشہورِ زمانہ کتاب "ضربِ کلیم" میں اس نظریہ کی تائید میں کہ دونوں جہان عشق کے مضبوط اور سنہری ستون کے ہی سہارے پر قائم ہیں اور اکلس کائنات ارضی و سماوی کی اصل بنیاد بھی عشق ہے درویش لاہوری مرحوم کہتا ہے —— علم و عشق کا مقابلہ ——

علم نے مجھ سے کہا عشق ہے دیوانہ پن
عشق نے مجھ سے کہا کہ علم ہے تخمین و ظن

کہ علم کے نزدیک عشق کی حقیقت کوئی پائیدار چیز نہیں ہے، بلکہ ایک دیوانگی اور پاگل پن اور سودائی کی صورت ہے۔ مگر عشق کے نزدیک علم محض ظن و گمان کی چار دیواری میں محدود اور غیر یقینی و غیر حقیقی منزل کا راہی ہے —— اس لئے کہ ——

عشق کی گرمی سے معرکۂ کائنات
علم مقامِ صفات عشق تماشائے ذات
عشق سکون و ثبات عشق حیات و ممات

کہ اگر آتشِ عشق کی گرمی کی تپش عرصۂ وجود میں پیدا نہ ہوتی تو یہ اتنا بڑا کائنات کا معرکہ بھی عالمِ ظہور میں نہ آتا —————— اور

عشق کے ہیں معجزات سلطنت و فقر و دیں
عشق کے ادنیٰ غلام صاحبِ تاج و نگیں

کہ یہ دُنیا کی بادشاہتیں —— یہ جہان میں فقر و درویشی کی کرامتیں اور یہ دینِ اسلام کی برکتیں سب عشق کے نور ہی کی کرشمہ سازیاں ہیں —— اور یہ دنیا کے بڑے بڑے فرمانروا و حکمران اور تخت و تاج کے عظیم مالک و وارث

بھی اسی عشق کے ادنیٰ غلام ہیں ——— اور

عقل عیّار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے

اور — عشق بیچارہ نہ زاہد ہے نہ مُلّا نہ حکیم

اور اقبال مرحوم آخری اور فیصلہ کن بات کرتا ہے کہ ———

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق

اور عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

کہ انسانی عقل و دانش کو ٹھکرا کر عشق کی ابدی حقیقت کو بروئے کار لاتے ہوئے بیخوف و خطر اور بغیر سوچے سمجھے کہ اس کا انجام کیا ہو گا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آتشِ نمرود کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں کود پڑے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی نبوّت کی عقل و دانش پر بھروسہ کر کے دیدارِ خداوندی کے لیئے منت و سماجت اور گذارش کرتے رہے جو نامنظور ہوئی ———

حالانکہ نبی کی عقل اور رسول کی دانش نسلِ انسانی کے لیئے ایک قیمتی سرمایہ ہوتی ہے اور ساری نسلِ انسانی میں لاجواب۔ بے مثال اور بے نظیر ہوتی ہے اور جس کے آگے ارسطو جیسے فلسفی مات کھا جاتے ہیں۔ جالینوس جیسے حکماء گھٹنے ٹیک لیتے ہیں اور سکندر جیسے شہنشاہ اپنی بازی ہار بیٹھتے ہیں ———

عقل سوال کرتی رہی

رَبِّ اَرِنِیۡ اَنۡظُرۡ اِلَیۡکَ

جواب آتا رہا

لَنۡ تَرٰنِیۡ

مگر — حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عشق کے دامن کو پکڑ کر بیخوف و خطر نمرود کی آگ کی جنّت میں چھلانگ لگا کر حسنِ ازل کا نظارہ بھی کر اور دیدار خداوندی سے

ہمکنار بھی ہو گئے ــــــ

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی قرآن و حدیث کے اس ایمان افروز واقعہ کی تفسیر کچھ یوں بیان کرتا ہے ــــــ کہ

اللہ تعالٰے نے جب ابراھیم علیہ السلام کو اپنا خلیل اللہ منتخب کر لیا اور ساری نسلِ انسانی کا امام بھی بنا دیا تو ایوانِ قضاء و قدر سے ایک آواز آئی ــ !

پیارے خلیل !

عشق پکّا کہ کچا ــــ

پھر صدائے غیب آئی ــــ

خلیل ــــــ سوچ لو !

عرض کی ــــــ سوچ لیا

عشق ــــــ پکّا کہ کچّا۔

یا اللہ ــــــ پکّا

حسنِ ازل پکار اُٹھا !

اگر پکّا ہے تو نمرود کی آگ میں کود پڑو ــــ

خلیل علیہ السلام نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ اور نہ سوچا نہ سمجھا ــــــ

اور نہ یہ پوچھا ــــــ

کیسے ــــــ

یا اللہ ! ــــــ کیوں ؟

اس لئے کہ عشق میں کیوں نہیں ہے !

فرشتوں کو حکم ہوتا ہے !

آدم کو سجدہ کرو ــــــ

کسی فرشتہ نے نہ سوچا ــ نہ سمجھا اور نہ کسی نے یہ عرض کی ـــــ

کہ ــ یا اللہ ــ کیوں ؟

سب کے سب حضرت آدم علیہ السلام کے آگے سجدہ ریز ہو گئے ــ

اِلّآ اِبلِیسَ ـــــ

مگر ابلیس اکڑ گیا ـــــ سجدہ سے انکار کر دیا ـــــ

پوچھا کیوں ؟

قدرت نے پہلے تو اپنی محبت و شفقت کا اظہار کرتے ہوئے اور اپنی شانِ رحیمی و کریمی

کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا ـــــــ کہ

فَاسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

اور جب شیطان نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا ــ اور آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے

کی وجہ پوچھی !

کہ ـــــ کیوں ؟

تو پھر اللہ تعالےٰ نے اپنے جاہ و جلال کی نگاہ سے شیطان کی طرف دیکھا ــ اور

اپنے قہر و غضب کی نظر ابلیس کی طرف اٹھائی اور ـــــــ

فرمایا ـــــ

فَاخْرُجْ ـــــ

میرے دربار سے نکل جا ـــــ

وَعَلَیْکَ لَعْنَتِیْ

اور تجھ پر قیامت تک میری پھٹکار ہے !

اور پھر جب حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا خلیل ہونے کا ثبوت

دینے اور نسلِ انسانی کا امام بن جانے کا یقین دلانے کے لئے آتشِ نمرود میں چھلانگ

لگادی تو پھر خداوند تعالیٰ نے آگ سے فرمایا۔

یَا نَارُ کُونِی بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ ؕ

کہ میرے پیارے خلیلؑ پر ٹھنڈی ہوجا ۔۔۔۔

اس "حسن و عشق" کی دلکش اور روح پرور داستان کی تفصیل کچھ یوں ہے!

تفسیر کبیر۔ جلد ۶ صہ ۱۱۳ ۔۔۔۔۔۔ کہ

نمرود جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابلہ میں مبہوت اور پریشان ہوگیا اور اسکی عقل جواب دے گئی اور جھوٹی خدائی کی باطل پرستی جب مات کھا گئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حق و صداقت کا سورج جب پوری آب و تاب سے چمکنے لگا اور ایک نا اہل ناسمجھ ۔۔ بےعقل ۔۔۔ ناسمجھ اور جھوٹا خدا جب اللہ کے خلیلؑ کے معقول سوالوں کا معقول جواب نہ دے سکا تو اپنی حماقت و جاہلیت کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے مکّار و عیّار درباریوں کو ساتھ ملا کر اپنی بادشاہت اور جھوٹی خدائی کو بچانے کی خاطر حکم دے دیا۔

حَرِّقُوْهُ ۔۔۔۔ وَانْصُرُوْا ۔۔۔۔ اٰلِهَتَكُمْ

کہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلا دو،

اور ۔۔۔ اپنے خداؤں کی مدد کرو ،

اور ۔۔۔ پھر، اللہ کے خلیلؑ کو جلانے سے پہلے ،

حَبَسُوْهُ فِیْ بَیْتٍ ۔

ایک مکان میں بند کردیا ۔۔۔

اور پھر چالیس ہزار آدمی چالیس دن تک لکڑیاں جمع کرنے لگے ۔

یہانتک کہ ۔۔۔۔

اِنَّ الْمَرْاَةَ لَوْ مَرِضَتْ قَالَتْ اِنْ عَافَانِی اللّٰهُ لَاَجْمَعَنَّ حَطَبًا لِاِبْرَاهِیْمَ ۔۔۔۔ کہ ہر عورت جو بیمار ہوتی تھی یہ کہتی تھی کہ اگر اللہ

مجھے بیماری سے نجات دے گا تو میں بھی ابراہیم (علیہ السلام) کو جلانے کے لئے لکڑیاں اکٹھی کروں گا ــــــ

وَ ینقلوا الیہ الحطب علی الدّواب اربعین یوماً ـــــ

اور پھر وہ چالیس دن تک جانوروں پر لکڑیاں جمع کرتے رہے۔

اور پھر جب آگ بھڑک اٹھی اور شعلے بلند ہونے لگے کہ اگر پرندے بلندی پر بھی پرواز کرتے تو جل جاتے ــــــ

فَصَاحَتِ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ رَبَّنَا لَیْسَ فِی الْاَرْضِ یَعْبُدُکَ غَیْرُ اِبْرَاھِیْمَ۔

کہ اے ربّ تعالےٰ زمین پر سوائے ابراہیم علیہ السلام کے تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

ارشاد ہوا ـــــ مَا تُرِیْدُوْنَ ـــــ مَا شِئْتُمْ ـــ

کہ تمہارا ارادہ کیا ہے ؟ ۔ اور تم کیا چاہتے ہو؟

عرض کی ـــــ فَائْذَنْ لَنَا فِی نُصْرَتِہٖ ۔

کہ اے ربّ کریم و رحیم ہمیں اجازت دے ـــــ تاکہ ہم ابراہیم علیہ السلام کی مدد کر سکیں ! ـــــ

فرمایا ـــــ تمہیں اجازت ہے !

جاؤ ـ اگر میرا خلیل مانتا ہے تو ضرور اس کی مدد کرو ـــــ

پھر ـــــ اَتَاہُ خَازِنُ الرِّیَاحِ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ طَیَّرْتُ النَّارَ فِی الْھَوَاءِ۔

ہوا کا فرشتہ حاضر ہوا ـــ

اور عرض کی ـــــ کہ

اے اللہ کے خلیلؑ اگر آپ چاہیں تو میں اس آتش نمرود کو ہوا میں بکھیر دوں !

تو شمع حسنِ حقیقی کے پروانے اور عشق خداوندی کے متوالے حضرت ابراہیم علیہ السلام

نے جواب دیا

لَاحَاجَةَ بِیْ اِلَیْکُمْ

کہ مجھے آپ کی مدد کی ضرورت نہیں ہے !

حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ــــ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ــــ

لَكَ الْحَمْدُ ــــ لَكَ الْمُلْكُ لَا شَرِيْكَ لَكَ !

فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ ــــ وَقَالَ يَا اِبْرَاهِيْمُ هَلْ لَكَ حَاجَةٌ ــ

پھر حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا ــــ

اے ابراہیم (علیہ السلام) کوئی حاجت ہو تو فرماؤ ــــ

جواب دیا ــــ نہیں ــ تجھ سے کوئی حاجت نہیں ہے ــــ

نزہت المجالس ــ جلد ۲ صہ ۲۴۵ علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ

انیس الجلیس کے حوالہ سے ــــ

کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنی قوت کا دعویٰ کرتے ہوئے بارگاہِ خداوندی میں

اَقْلِبُ السَّمٰوٰتِ فِیْ لَحْظَةٍ وَّاحِدَةٍ ــــ

کہ میں پر مار کر ایک آنِ واحد میں آسمانوں کو الٹ پلٹ کر دوں ؟

تو باری تعالیٰ جل جلالہ نے فرمایا ــــ

نہیں ــــ اِبْرَاهِيْمُ اَقْوٰى مِنْكَ

کہ ابراہیمؑ تجھ سے زیادہ طاقت ور ہے !

اور ادھر خلیل اللہ علیہ السلام آتشِ نمرود میں کودنے کے لئے منجنیق پر تیار کھڑے تھے اور عشق اپنی جولانیوں کا بھرپور مظاہرہ کرنے والا تھا ــــ

فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ اِلَيْهِ وَقَالَ اَلَكَ حَاجَةٌ ــــ

قَالَ نَعَمْ —

کہ پھر عقلِ کل یعنی حضرت جبریل علیہ السلام مجسمۂ عشق کے پاس آئے — اور عرض کی —

کوئی حاجت ہے تو بتاؤ —

جواب دیا —

اَنْ تَكُوْنَ مَعِيَ فِي النَّارِ !

کہ آؤ — ہم دونوں آگ میں چھلانگ لگائیں —

فَقَالَ جِبْرِيْلُ لَا اَقْدِرُ عَلٰى ذَالِكَ

پس جبریلؑ نے کہا —

کہ میں ایسا نہیں کرسکتا — میں اس پر قدرت نہیں رکھتا اور میں نمرود کی آگ میں چھلانگ نہیں لگا سکتا —

فَرَجَعَ جِبْرِيْلُ عَنْ دَعْوٰهُ ۔

پھر جبریل علیہ السلام نے اپنے دعویٰ طاقت و قوت سے رجوع کرلیا ۔

فَقَالَتِ النَّارُ اَعْمَلُ بِالطَّبْعِ اَوْ بِالشَّرْعِ ۔

پھر آگ نے عرض کی یا اللہ اپنے مزاج کے مطابق کام کروں یا تیرے حکم کیمطابق یعنی میرا مزاج تو جلا دینا ہے مگر تیرے پیارے خلیل اور تیرے غیر فانی حسن و جمال میں غرق ہونے والے عاشقِ صادق کے لئے تیرے حکم کی تعمیل کروں گی —

تو حکم ہوا —

يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ۔

کہ — اے آگ آج اپنے جلا دینے والے مزاج کو بدل کر میرے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے پیارے ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہوجا —

اور پھر آتشِ نمرود کا آتشکدہ پر بہارِ گلستان کی صورت اختیار کر گیا اور آگ کا ہر شعلہ رنگین —— تازہ گلاب کے پھولوں کا خوبصورت گلدستہ بن کر اللہ کے خلیل کیلئے سکونِ قلب اور تسکینِ رُوح کا سامان بن گیا ——

ع —— آج بھی ہو اگر ابراہیمؑ سا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

اور —— خودی کا سرِّ نہاں —— لاالٰہ الااللہ
خودی ہے تیغ فساں —— لاالٰہ الااللہ

اور —— یہ دَور اپنے ابراہیمؑ کی تلاش میں ہے
صنمکدہ ہے جہاں —— لاالٰہ الااللہ

مگر —— وہ مردِ حق شناس و حق پرست اقبالؔ مرحوم خود ہی کہتا ہے —— کہ
بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

ہاں —— ہاں وہی مردِ مومن اور وہی درویشِ لاہوری جو لندن کی فضاؤں میں بیٹھ کر اپنے بیٹے جاوید اقبال کو لکھتا ہے ——

کہ —— دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ نئے صبح و شام پیدا کر

مگر —— افسوس کہ اس مردِ حق آگاہ - حق بیں اور حق گو کا لختِ جگر اپنے شفیق باپ کی کتابوں کی کمائی تو کھا رہا ہے مگر اپنے شفیق باپ کی نصیحت پر عمل پیرا نہ ہو سکا۔ اور نہ ہی دیارِ عشق میں اپنا کوئی مقام پیدا کر سکا اور نہ ہی نئے صبح و شام کی حقیقی لذت حاصل کر سکا!

آگے چل کر —— علامہ اقبال مرحوم —— عشق کی واردات کے متعلق

اپنا آخری فیصلہ کرتے ہوئے گوہر افشانی یوں کرتا ہے۔

کہ — معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق
اور — صدقِ خلیلؑ بھی ہے عشق اور صبرِ حسینؑ بھی ہے عشق

تفصیل اس شعر کی یہ ہے کہ اسلام و کفر کبھی میدانِ بدر میں نبرد آزما ہوا اور حق و باطل کبھی عرصۂ حنین میں باہم دست و گریبان ہوا۔ رشد و ہدایت کے مقابلہ میں ضلالت و گمراہی کبھی سرزمینِ بدر میں آئی اور نیکی و شرافت کے نور کو مٹانے کیلئے فسق و فجور کے اندھیرے کبھی ارضِ حنین پر چھائے —

لیکن جب کبھی کسی میدان میں یہ دونوں قوتیں پرے باندھ کر عظیم لشکروں کی صورت میں آپس میں ٹکرائیں تو فتح ہمیشہ حق و اسلام کو ہوئی — غالب ہمیشہ رشد و ہدایت کی طاقت رہی اور برتری ہمیشہ نیکی و شرافت کے دامن میں آئی —

"صدقِ خلیلؑ بھی ہے عشق"!

سورۃ مریم میں ہے —

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا۔

کہ اے میرے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی کتاب میں اپنے جدِ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی یاد کر لیا کرو — وہ اللہ تعالیٰ کا ایک سچا نبی تھا —

اور پھر انہوں نے رضائے الٰہی کیخاطر اپنے لختِ جگر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری بھی پھیری — اور پھر کعبۃ اللہ کی تعمیر بھی کی اور پھر آذر کے بُت خانہ میں آذان بھی کہی اور بیوی بچہ کی بے آب و گیاہ خطہ میں چھوڑ بھی دیا اور پھر خاتم الانبیاءؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی دعاء بھی فرمائی اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلیل اللہ ہونے کا اعزاز بھی پایا اور پھر آخر میں ساری نسلِ انسانی کی امامت کا تمغۂ عز و شرف بھی حاصل کیا! اور ان کمالات و صفات کی بناء پر اقبال مرحوم ان کے ہاں نذرانۂ عقیدت پیش کرتا ہے — "صدقِ خلیلؑ بھی ہے عشق۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

# عشق اور حسینؑ

یعنی ——— "صبرِ حسینؑ بھی ہے عشق"

غمِ حسینؑ میں آنسو بہانے والے جناب صادق نسیم نے امام حسینؑ علیہ السلام کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے کیا خوب کہا ہے۔

ص
کہ اے کربلا کی صدف تجھ میں وہ موتی ہے
کہ جس کو دیکھنے کے لئے سورج بھی نگاہیں مانگے
اور ——— عشق سے لوگ پناہ مانگتے ہیں اکثر
مگر ——— یا حسینؑ تجھ سے تو عشق بھی پناہیں مانگے

حضراتِ گرامی ———

صبرِ حسینؑ بھی ہے عشق ——— کی تفسیر کچھ اس طرح ہے کہ کچھ مسلمانوں کی نادانی کی وجہ سے خلافتِ اسلامیہ کا قلمدان اور امانتِ الٰہیہ کا چمنستان عرب کے ایک انسان کے سپرد کر دیا گیا جو شام میں ایک خطرناک غنڈہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور نام اس کا "یزید" تھا ———

اور پھر اس آئینِ اسلام سے ناواقف اور جاہل یزید نے تختِ شام پر بیٹھ کر اس عیاش شہزادہ نے اعلان کر دیا کہ میں امیر المومنین ہوں اور خلیفۃ المسلمین ہوں ———

بس پھر کیا تھا ——— اسلام کانپ اُٹھا ——— کہ میں اللہ تعالیٰ کی مقدس امانت ہوں ——— ان الدین عند اللہ الاسلام ——— اور کہاں یہ شام

کا بازاری غنڈہ ____

گویا کہ اسلام کو، یزیدیت کی بیماری لگ گئی۔ تو اسلام نے اپنے پرستاروں کو پکارا۔ اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے والوں کو آواز اور کلمہ پڑھنے والوں کو جھنجھوڑا ____ کہ آؤ! مجھے یزیدیت کی بیماری لگ گئی ہے اور میں قریب المرگ ہو گیا ہوں ____

مسلمانو! ____ مجھے بچالو ____

ایمان والو ____ میرا علاج کرو ____

اور محمدؐ کے اُمتیو! مجھے موت کے پنجہ سے نجات دلواؤ! ____

اسلام کی یہ آواز عرب کے بڑے بڑے سرمایہ داروں نے سُنی ۔ مکّہ کے بڑے بڑے دولت مندوں نے سُنی اور مدینہ کے بڑے بڑے جاگیر داروں نے بھی سُنی ۔ لیکن! سُن کر خاموش رہے ____ اور زبان کھولی ____ تو چوروں اور ڈاکوؤں نے ____

کہ اگر اسلام مرتا ہے تو مرنے دو ____

کیونکہ اگر یہ بچ گیا تو ہمارے ہاتھ کاٹے جائیں گے ____

زانیوں نے کہا ____ کہ اسلام بیمار ہے تو اسے بیمار ہی رہنے دو ____

کیونکہ اگر یہ صحت یاب ہو گیا تو ہمیں سنگسار کیا جائیگا ____

شرابی بولے! ____ کہ اسلام جاتا ہے تو جائے ____

کیونکہ ____ اگر یہ رہ گیا تو ہمیں دُرّے لگیں گے! ____

مگر جب حُسین علیہ السلام کے کانوں میں اسلام کی یہ آواز پہنچی تو جواب دیا۔ کہ ____ اے اللہ کے دین ____ اسلام ____

اور میرے نانا محمدؐ کے لائے ہوئے اسلام۔ اور اے ابوبکرؓ، عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ کے پھیلائے ہوئے اسلام ____ اور اے بلال حبشیؓ کی زبان پر آنے والے اسلام گھبراؤ

نہیں۔۔۔ میں تیری بیماری کا علاج کروں گا۔۔۔ میں تیری مرض سے تجھے نجات دلواؤں گا۔ اور میں یزیدیت کے منحوس اور اسلام دشمن جال کو توڑ کر تجھے رہا کراؤں گا۔ اسلئے کہ میرے پاس خون ہے اور خون بھی کوئی گندا خون نہیں پاک و طاہر خون ہے۔ اسلئے کہ اس خون میں نانے مصطفےٰؐ کے خون کا بھی دخل ہے۔۔ باپ علیؓ کے خون کی بھی خوشبو ہے اور اماں فاطمہؓ کے خون کی بھی آمیزش ہے۔

آؤ ۔۔۔۔ مسلمانو اور محبانِ حسین آؤ کہ تمہیں بتاؤں میں ۔۔۔۔

کہ ۔۔۔۔ حسینؑ کیسے وہ شاہِ مشرقین بنا
خدا کا حسن محمدؐ کا نورِ عین بنا
علیؓ کا خون لعابِ رسولؐ اور شیرِ بتولؑ
ملے یہ تین عناصر تو پھر حسینؑ بنا

اور حسینؑ نے پھر اسلام کو تسلی دی اور کہا کہ اگر تجھے خون دے کر بھی بچانا پڑا تو دوں گا خون ۔۔۔۔

اور میرے پاس صرف خون کی ایک بوتل ہی نہیں ہے۔ بہتر۷۲ خون کی بوتلیں رکھتا ہوں۔ ایک ایک کر کے تیرے بیمار جسم میں چڑھاتا رہوں گا اور تو آہستہ آہستہ تندرست ہوتا جائیگا۔ علی اصغر کا خون ۔۔۔ علی اکبر کا خون ۔۔۔ عون و محمد کا خون ۔ اور عباس کے بعد میرا خون تجھے یزیدیت کی بیماری سے نجات دلوانے کیلئے کافی ہے۔

درویش لاہوری اقبال مرحوم اس اداس اور غمگین داستانِ الم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے ۔۔۔۔ کہ

چوں خلافت رشتہ از قرآں گسیخت
حریّت را زہر اندر کام ریخت

کہ جب خلافتِ اسلامیہ نے قرآنِ پاک سے رشتہ توڑ لیا۔ اور حریت و آزادی

کے حلق میں زہر چلا گیا۔

بہر حق در خاک و خوں غلطیدہ است

پس بنائے لاالٰہ گردیدہ است

تو پھر اس طرح حق و صداقت کی خاطر اور رشد و ہدائیت کے پرچم کو بلند رکھنے اسلام کی عظمت کو زندہ جاوید بنانے اور اسلام کو لگی ہوئی یزیدیت کی بیماری سے نجات دلوانے کے لئے وہ ــــ یعنی ــــ حسین علیہ السلام کربلا کے خونیں میدان میں خاک و خون میں ڈوبے اور پھر اس طرح حسین لاالٰہ کی بنیاد بن گئے۔

حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں: ــــ

کہ ــــ شاہ ہست حسینؑ پادشاہ ہست حسینؑ

دین ہست حسینؑ دین پناہ ہست حسینؑ

سر داد نہ داد دست در دستِ یزید

حقا کہ بنائے لاالٰہ ہست حسینؑ

اور پھر اقبال مرحوم ہی کی تائید کرتے ہوئے کسی درد مند شاعر ــــ صاحب ضمیر لکھاری اور محبِ حسین علیہ السلام نکتہ داں مسلمان نے اس بصیرت افروز حقیقت کو نہائیت ہی خوبصورت انداز میں کہا ہے ــــ کہ

جب خلافت رشتۂ ایماں سے کٹنے لگ گئی

اور جب رُخِ اسلام کی رنگت بدلنے لگ گئی

آسماں حیرت میں تھا اور سکتے میں زمیں

بن گیا جب دشمنِ اسلام امیر المومنین

اور ــــ جب ایک ننگِ دین و ایماں کو خلافت مِل گئی

اور ــــ فاسق و فاجر کو میزانِ عدالت مِل گئی

اور — منکرِ محراب و منبر کو امامت مل گئی
اور — جب ایک ظالم حکمران کو بادشاہت مل گئی
تو — آ گیا میدان میں پھر مصطفےٰؐ کا نورِ عین
فاطمہؓ کا لاڈلا شیرِ خدا کا وہ حسینؓ
کفر کی تاریکیوں میں باتجلّی فراغ
آ گیا میدان میں لے کر محمدؐ کا چراغ

اور پھر نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور اپنے جانثار ساتھیوں کے مقدس خون کی ۷۲ بوتلیں دے کر اسلام کے گلشن کی آبیاری کی اور یزیدیت کی آمریّت — غنڈہ گردی اور اسلام دشمن قوّت کو تہس نہس کر کے مسلمانوں کو بتا دیا — کہ

قتلِ حسینؓ اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

مگر آج پاکستان کے عوام اور لیڈر خوبصورت بنگلوں میں بیٹھ کر — رنگین و مزیّن کوٹھیوں کے ریشمی پردوں کو پکڑ اور فلموں کے فحش اور گندے گانے سن کر ملک میں اسلام نافذ کرنا چاہتے ہیں اور نظامِ مصطفےٰؐ کی امید لگائے بیٹھے ہیں — بھلا جو اسلام چالیسؔ سال کے بعد بھی نافذ نہ ہو سکا وہ اب اور آئندہ کب ہوگا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ تو یہ ہے کہ ہمارے سیاسی راہنماؤں نے ہر قدم پر قوم کو دھوکے اور فریب میں رکھا — اور ہر الیکشن میں اسلام کا نام لے کر کامیاب ہوتے رہے ہیں، مگر افسوس کہ مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کا ممبر بن جانے کے بعد رسولؐ کے منبر کو بھول جاتے ہیں — سیّد افتخار الحسن سچ کہتا ہے — کہ اسلام ہر ایک کے کام آتا ہے مگر اسلام کے کام کوئی بھی سیاسی لیڈر اور کوئی عوامی راہنما نہ آسکا —

بلکہ ان عیاش اور عیّار لیڈروں نے تو اسلام کے مقابلہ میں کمیونزم اور سوشلزم جیسی لعنت کو قبول کر کے اسلامی اقدار اور قرآنی احکام بھی ٹھکرا دیا اور روٹی۔ کپڑا اور مکان کے عوض ـــ اسلام، شرافت اور قرآن کا سودا کر لیا اور پھر آج تو ان لیڈروں کی جہالت اور اسلام دشمنی پر رونا آتا ہے کہ انہوں نے ملک و ملّت اور دینِ اسلام کی باگ ڈور ایک ایسی عورت کے سپرد کر دی ہے۔ جو مذہبی راہنماؤں اور علماءِ حق اور مولویوں کو بھوٹا کہتی ہے ـــــــ

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے اور اسکا سبب کیا ہے؟ ـــ تو سیّد افتخار الحسن کے نزدیک اس غنڈہ گردی عیاشی و فحاشی اور دینِ اسلام سے بغاوت کے دو اسباب ہیں ـــــــ

پہلا ـــــــ کہ ان لیڈروں نے اسلام کے دامن کو چھوڑ دیا ہے اور ملک کی قیادت میں ان لوگوں کو بھی شامل کر لیا گیا ہے ۔

جو نہیں جانتے وفا کیا ہے!
جو نہیں جانتے حیا کیا ہے!
جو نہیں جانتے خدا کا پیغام کیا ہے
اور ـــــ جو نہیں جانتے آئینِ اسلام کیا ہے

دوسرا ـــــــ سبب یہ ہے کہ :۔

پاکستان بن جانے کے بعد ہمیں ضرورت تو تھی محمد بن قاسم کی ۔ سلطان ٹیپو کی ۔ محمود غزنوی کی اور شہاب الدین غوری کی ـــــــ
مگر بدقسمتی سے ہمیں مل گئے محمد شاہ رنگیلے!

اور پھر ـــــــ

رقص گاہوں میں اس انداز سے چھنکی پائل
جس کی آواز میں آوازِ اذاں ڈوب گئی
اور اس قدر شور مچاتی رہیں عشرت گاہیں
جس میں مظلوم کی آہ و فغاں ڈوب گئی

اور پھر ـــــــ
ہم نے عیّار لٹیروں کا سہارا ڈھونڈا
ہم نے عیّاش امیروں کی طرفداری کی
اور ـــ ہم نے خود اپنی صداقت کا گلا گھونٹ دیا
ہم نے ہر فرض کے احساس سے غدّاری کی

اور اگر آج بھی اتفاق و اتحاد کی دولت دامن میں لپیٹ کر اور صوبائی تعصب کے جال کو توڑ کر ـــــ لسّانی جھگڑے کی زنجیریں پاؤں سے اتار کر سندھی ـــ بلوچی ـ پنجابی اور پٹھان کی چار قومیتوں کی دلدل سے نکل کر ایک قوم بن کر دُنیا کے سامنے کھڑے ہو جائیں ـــــ
تو پھر ـــــــ

اب ـ جو گردابِ بلا میں پھنسی ہے کشتی
دین و ایمان کی قوّت سے نکل سکتی ہے
اور ـــ ہم اگر آج بھی اللّٰہ کو راضی کر لیں ـــ !
تو ـــ آج بھی قوم کی تقدیر بدل سکتی ہے !

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ ـــــــ
"صبرِ حسینؓ بھی ہے عشق"
کیونکہ مدینہ منوّرہ کی پُرکیف ہواؤں اور روضۂ رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی پُرسرور

فضاؤں سے میدانِ کربلا تک اور پھر ابنِ زیاد کے دربار تک اور پھر شام کے قید خانہ تک ہر قدم پر — ہر موڑ پر اور راستہ پر عشق ہی کار فرما تھا —
اور پھر حضرت حُرؓ کی قربانی سے لیکر امام حسینؓ کی شہادت تک عشق ہی کی جلوہ گری تھی — مدینہ منورہ کے رُوح پرور نظاروں اور نانا جان کے روضۂ اقدس کو آخری سلام کرنے کے بعد جب نواسۂ رسولؐ اور مظلومِ کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رخصت ہُوئے —— تو

لوکاں روکیا عقل نے ہتھ بدّھے پر عشق نے پیش نہ جان دِتّی
جِتھّے جِتھّے حسینؑ دا خون ڈُھلیا ذرّے ذرّے نے اوتھے اذان دِتّی

اسلئے کہ ہر قدم پر عشق کا سودا تھا —— ہر موڑ پہ عشق کا ظہور تھا اور ہر گھڑی عشق کی جلوہ نمائی تھی ——

عشق را از تیغ و خنجر باک نیست
جسمِ او از آب و بار و خاک نیست

کہ عشق شمشیر و سناں سے نہیں ڈرتا اور تیغ و خنجر سے خوفزدہ نہیں ہوتا ——
اسلئے کہ اس کا جسم پانی — مٹی — ہوا اور آگ سے مرکب نہیں ہے ——
اربعہ عناصر یعنی آگ — مٹی — ہوا اور پانی کے اجزا سے جو جسم بھی تیار ہوگا اسے ہر زخم کا درد ہوگا ——
تلوار چلے گی تو تکلیف ہوگی — شمشیر کا وار ہوگا تو خون جاری ہوگا اور گولی لگے گی — تو انسان تڑپے گا — جسم کے ٹکڑے ہوں گے اور بدن لہو لہان ہوگا ——
لیکن عشق جب آگ — مٹی — ہوا اور پانی سے مرکب ہی نہیں ہے تو پھر تلوار کس پر چلے گی — خنجر کا وار کس پر ہوگا اور تیروں کا مینہہ کس پر برسے گا ——
اسلئے کہ نہ کوئی بدن — نہ کوئی جسم اور نہ کوئی وجود ——

اور اقبال مرحوم کے نزدیک عشق کو تلواروں ۔ نیزوں اور نیزوں کا خوف اسلئے بھی نہیں ہوتا ——— کہ

عشق زا اوصافِ خدائے بے نیاز
عاشقی بر غیرِ او باشد مجاز

کہ جب عشق ایک صفتِ خداوندی ہے اور وہ نظر بھی نہیں آتا اور اسکا بدن ہے نہ جسم اور جب وہ اعضاء سے منزّہ جوارح سے پاک اور عوارضِ انسانی مبرّاہ ہے تو پھر کوئی تیر انداز اپنا نشانہ کس کو بنائے گا ۔ تلوار کا دھنی کس پر تلوار کا دار کرے گا۔ اور خنجر چلانے کا ماہر کون سے جسم پر زخم لگائے گا ۔

حضرت سُلطان العارفین سُلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ عشق کی تعریف یوں کرتے ہیں ۔ کہ

ایمان سلامت ہر کوئی منگدا
عشق سلامت کوئی ھُو
جس منزل تے عشق پہنچاوے
ایمان نوں خبر نہ کائی ھُو
میرا عشق سلامت رکھیں یا باھُو
ہیں ایمانوں دیاں دھروئی ھُو

یعنی عشقِ رسُولؐ ہی ایمان ہے اور ایمانِ مومن ہی عشق ہے ——— اقبال مرحوم ———

مومن از عشق است عشق از مومن است
عشق را ناممکنِ ما ممکن است

کہ مردِ مومن عشق سے زندہ ہے اور عشق مردِ مومن کی پہچان ہے ——— اور عشق غیر فانی ہے اور عشق کے آگے ہر ناممکن بات بھی ممکن ہو جاتی ہے۔

حضرت باہوؒ ـــــ پھر فرماتے ہیں۔

غوث قطب سب اُرے اُریرے
عاشق جان اگیرے ہُو
جس منزل تے عشق پہنچاوے
اوتھے غوث نہ پاندے پھیرے ہُو

اقبال مرحوم: ـــــ

عشق سلطان است و برہان مبیں
ہر دو عالم عشق را زیر نگیں

کہ عشق ہی ایک ایسا فرمانروا اور حکمران ہے اور توحید باری تعالیٰ اور رسالتِ مصطفےٰؐ پر ایک ایسی کھلی ہوئی اور روشن دلیل ہے۔ کہ دونوں جہان اس کے زیر سایہ ہوتے ہیں۔ فرش و عرش اس کے تابع اور زمین و آسمان اسکے مطیع ہوتے ہیں

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ـــــ

مُرشد مکّہ تے طالب حاجی
کعبہ عشق بنایا ہُو
وچہ حضور سدا ہر ویلے
کریئے حج سوایا ہُو

اقبال مرحوم: ـــــ

اگر ہو عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی
نہ ہو تو مردِ مسلمان بھی کافر و زندیق

میاں محمدؒ بخش رحمۃ اللہ علیہ عارفِ کھڑی شریف عشق کے مقدس لفظ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ـــــ کہ

سدا سوکھا لے اوہو بھائی عشق جنہاں گھٹ آیا
مریم پھٹے اونہاں دے بھلنے اکو جیہا سوکھا یا
تاج تخت سلطانی چھڈ کے ٹھوٹھا پھڑن گدائی
رکھ امید سجن دے وردی کٹن جر بن آئی
وچوں آتش باہروں خاکی دسدے حالوں خستوں
جے اک نعرہ کرن محمدؐ ڈھن پہاڑ شکستوں

اقبال مرحوم بھی کہتا ہے: ـــــــ

الٰہی یہ تیرے پُر اسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

میاں محمدؐ مرحوم ـــــــ کہ

جنہاں عشق خرید نہ کیتا اینویں گئے وگتے
عشقے باہجھ محمدؐ بخشا کیا آدم کیا کُتے

اقبال مرحوم ـــــــ کہ

عقل و دل و نگاہ کا مُرشدِ اوّلیں ہے عشق
عشق نہ ہو شرع و دیں بُت کدۂ تصوّرات

مولوی غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ احسن القصص والے عشق کے متعلق اپنا عقیدہ و نظریہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ـــــــ کہ

عشق اجیہی بہار قدیمی گلوں نہ رنگت ڈولے
بے عشقاں دیاں وچہ گلزاراں دگن خزاں دے بھولے

اقبال مرحوم ـــــــــــ کہ

مردِ خدا کا عمل عشق سے صاحب فروغ
عشق ہے اصلِ حیات موت ہے اس پر حرام

مولوی صاحب مرحوم ـــــــــــ کہ

عشقوں باجھ حیاتی ناہیں دردِ غماں دی کاتی
عشقاں والے مردے ناہیں بھاویں تیغ وچے وچہ چھاتی

رفیقؔ ـــــــــــ عشق کی واردات کا ذکر ان

الفاظ میں کرتا ہے ـــــــــــ کہ

عشق دی ریت سارے جہاں توں جدا
نہ ایہہ راہ ویکھدا نہ کراہ ویکھدا
جتھے چاہندا جھکا دیندا عاشق دا سر
نہ ایہہ کعبہ نہ کربلا ویکھدا

اقبال مرحوم ـــــــــــ کہ

عشق دمِ جبرائیل ـــ عشق دلِ مصطفٰے
عشقِ خدا کا رسول ـــ عشقِ خدا کا کلام

مطلب یہ کہ جدھر دیکھو عشق ہی کی جلوہ نمائی ہے ـــ جدھر نگاہ اٹھاؤ عشق ہی کا ظہور ہے اور جدھر نظر کرو عشق ہی کار فرما ہے ـــ اور یہ عشق رنگ بدل بدل کر آتا ہے ـــ لباس تبدیل کر کے آتا ہے اور کئی صورتوں میں دکھائی دیتا ہے ـــ کبھی جبرئیل بن کر فرش پر آتا ہے اور کبھی غارِ حرا میں جلوہ گر ہوتا ہے ـــ کبھی کنعان کے اندھیرے کنوئیں میں اتر تا ہے اور کبھی جنگ بدر میں مردِ مجاہد کے لباس میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی قبولیت بن کر مسلمانوں کی مدد کرتے ہوئے پورے میدان

پر ہزاروں فرشتے سمیت چھا جاتا ہے! اور یہی عشق کبھی دلِ مصطفٰے بن کر مکان و لا مکان کی حدیں توڑ کر وادیٔ قاب قوسین تک پہنچتا ہے۔ اور کبھی شیخ منصور کے لباس میں آ کر تختۂ دار پر انا الحق کے نعرے لگاتا ہے ۔ اور کبھی محمدؐ کے کندھوں پر سوار ہو کر رقص کرتا ہے اور کبھی میدانِ کربلا میں شہادتِ عظمٰے سے سرفراز ہو کر نیزے پر قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے۔ اسی لئے اقبال مرحوم مردِ مسلمان کو دکھ بھری آواز میں پیغام دیتا ہے کہ اگر تو چاہتا ہے کہ تیری زندگی کے چمنستان میں سدا بہار اور اگر تو چاہتا ہے کہ دُنیا کے بڑے بڑے تاجدار تیرے قدموں پہ سجدہ ریز ہوں۔ اور اگر تو چاہتا ہے کہ ساری دُنیا میں تیری حکمرانی ہو اور اگر تو چاہتا ہے کہ اللہ و رسولؐ کی خوشنودی و رضا کا خزانہ تیرے ہاتھ آ جائے اور اگر تو چاہتا ہے کہ مرنے کے بعد تیری قبر چراغ جلتے رہیں تو ـــــــ

سوزِ صدیقؓ و علیؓ از حق طلب

اور ـــ ذرۂ عشقِ نبیؐ از حق طلب

اور آخر میں صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی، اقبال مرحوم کے اس الہامی وجدانی شعر کی کھُلی تائید کرتا ہے کہ ـــــ

معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

اور ـــ صدقِ خلیل بھی عشق اور صبرِ حسین بھی ہے عشق

اسلئے کہ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن تو گستاخِ حسین علیہ السلام کو بھی واجب القتل سمجھتا ہے، چہ جائیکہ کوئی بدنہاد۔ بدمذہب اور بدفطرت انسان گستاخ نبوّت ہو ـــ!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

# ختمِ نبوت اور میرا جنون

حضرات محترم —— بات سے بات نکلتی گئی تو ایک لمبی داستان گستاخِ رسول کی سزا، کتاب کی شکل میں تیار ہوگئی —— جس میں قرآن و حدیث کی روشنی میں مستند روایات اور دلائلِ قاطعہ سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گستاخِ رسول کا مرتکب واجب القتل ہے —— جیسا کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں کعب بن اشرف اور دوسرے گستاخانِ رسول کو قتل کر دیا تھا اور پھر غازی علم دین شہید نے ایک ہندو راجپال کو قتل کر دیا تھا جس نے اپنی کتاب "رنگیلا رسول" میں شانِ نبوت میں گستاخی کی تھی —— اور پھر "غازی علم الدین شہید" میانوالی جیل میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت پاک سے مشرف ہو کر تختۂ دار پر چڑھ گیا ——

آج پھر ایک گستاخِ رسول ظاہر ہوا ہے جس کا نام "سلیمان رشدی" ہے۔ جس نے اپنی کتاب "شیطانی آیات" میں شانِ نبوت میں گستاخی کر کے اپنے کافرانہ ذہن کی اختراع اور گستاخِ رسول ہونے پر ایران کے ایک انقلابی راہنما اور مذہبی پیشوا امام خمینی مرحوم نے اسے واجب القتل قرار دیا ہے —— اور یہ فتویٰ حقیقت پر مبنی ہے اور پھر پورے عالمِ اسلام نے امام خمینی صاحب مرحوم کے اس فتویٰ کی تائید و حمایت کر کے احتجاجی جلسوں اور جلوسوں کا مسلمان مظاہرہ کر رہے ہیں —— اور اس وقت تک کرتے رہیں گے جب تک کہ کسی عاشقِ رسول کا فولادی خنجر اس بدفطرت اور بدمذہب سلیمان رشدی کے سینہ میں پیوست نہیں ہو جاتا اور یا پھر توبہ کر کے ملتِ اسلامیہ سے معافی نہیں مانگتا۔

دوستو ـــــــ میں نے اپنی کتاب گستاخِ رسول میں جھوٹا ۔ کذّاب اور انگریزی
نبی مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی واجب القتل لوگوں میں شامل کر لیا ہے ۔ کیونکہ رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد مدعیٔ نبوّت مسیلمہ کذّاب کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ یارِ غار
اور صاحبِ مزار اور شناسِ رسولؐ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے جاری ہوا
تھا جو اسلام کے خلیفۂ اوّل بھی ہیں ! ـــــــ

اور پھر اس کذّاب نے تو اپنی ہر کتاب میں ہزاروں گستاخیاں لکھدی ہیں جن سے نہ
الوہیّت کی شان محفوظ رہ سکی اور نہ ہی مقامِ نبوّت کی عظمت ہی بچ سکی ـ
اور ان گستاخیوں کی نشاندہی پچھلے صفحات میں کر دی گئی ہے ۔ اس انسانیّت
یعنی مرزا قادیانی کی گستاخیاں نمبر ۱۲ تک شمار کی گئی ہیں ، اب ان ہزاروں میں سے نمبر ۱۳
ملاحظہ ہو : ـــــــ تحفۂ گولڑویہ صـ۴۰ میں بکواس کرتا ہے کہ میں حضور علیہ السلام
والتسلیم سے افضل ہوں ، کیونکہ حضور علیہ السلام کے معجزات تین ہزار تھے اور میرے
دس لاکھ ہیں ـ

گستاخی نمبر ۱۴ ـــــ براہینِ احمدیہ حصہ ۵ صفحہ ۵۶ میں لکھتا ہے کہ میں خدا
کی بیوی ہوں ـــــــ

گستاخی ۔ ۱۵ ۔ تذکرہ صـ۲۷۷ میں نطفۂ خدا ہوں ۔ اَنْتَ مِنْ مَاءِ نَا ۔
تو پھر ایسے گستاخِ رسُول کی سزا پھانسی کا تختہ نہیں تو اور کیا ہے ؟

گستاخی ۔ ۱۳ ـــــ ملاحظہ فرمائیں ۔ تحفۂ گولڑویہ صـ۱۰ میں بکواس کرتا ہے کہ میں
حضور علیہ السلام سے افضل ہوں کیونکہ حضور علیہ السلام کے معجزات تین ہزار تھے اور میرے
دس لاکھ ـــــــ

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ مرزا قادیانی کو اتنا بھی علم نہیں ہے کہ حضور علیہ السلام
کو تو مجسمۂ معجزہ بنا کر بھیجا گیا تھا جس کی تفصیل یوں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے

لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اللہ کریم کی طرف سے معجزات عطا ہوتے رہے ایک لیکر ۱۳ تک ۔ ۱۳ سے زیادہ کسی نبی کو معجزات عطا نہیں ہوئے ۔۔۔۔

اب ان کی اوسط نکال کر دیکھیں کہ ہر نبی کو چھ معجزات عطا ہوئے اور کم و بیش ۱۲۴۰۰۰ ۔۔ ایک لاکھ اور چوبیس ہزار نبی ہیں ۔۔۔۔ اب ۱۲۴۰۰۰ کو ۶ سے ضرب دیں تو دیکھیں ۔۔ ۱۲۴۰۰۰ × ۶ = ۷۴۴۰۰۰ بنتے ہیں اور یہ جاہل دس ہزار کہہ رہا ہے ۔۔۔

اور پھر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ بخاری شریف جلد ۱ ص ۶۲ مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۲ ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :۔ فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ ۔۔۔۔ کہ دوسرے تمام انبیاء پر مجھ کو چھ کمالات سے فضیلت دی گئی ہے ۔

۱: ۔۔۔۔ جوامع الکلم عطا کئے گئے ۔

۲: ۔۔۔۔ مجھے رعب و دبدبہ عطا کیا گیا ۔

۳: ۔۔۔۔ مجھ پر مالِ غنیمت حلال کیا گیا ۔

۴: ۔۔۔۔ میرے لئے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا ۔

۵: ۔۔۔۔ أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً ۔ میں تمام مخلوق کیلئے بھیجا گیا ہوں ۔

۶: ۔۔۔۔ وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ ۔ اور مجھ پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ۔ اب میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا ۔۔۔۔

انگریزی اور کذاب نبی کی جھوٹی نبوت کہاں گئی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونا کس دریا میں ڈوب گیا ۔۔۔۔ کیونکہ اسکے لئے یہ ڈوب مرنے کا مقام ہے ۔

گستاخی ۱۴ تذکرہ ص ۳۷۷ ۔۔ کہ میں نطفۂ خدا ہوں ۔ أَنْتَ مِنْ مَّاءِنَا ۔

تو پھر ایسے گستاخ ۔ بے ادب اور بازاری انسان کی سزا پھانسی کا تختہ نہیں تو اور کیا ہے ؟

اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــ انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم ـــ کہ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ـــــــ

ایک ایمان افروز نکتہ ـــ مسلم شریف جلد ۱ ص ۱۱۱ ، قیامت کے دن تمام انبیاء کرام کی ٹھوکریں کھانے کے بعد جب خدا کی مخلوق عاصیوں کے حامی ـ گناہ گاروں کے شافعی اور انبیاء کے بھی خطیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیگی تو ـــ تو یوں فریاد کرے گی ـــ یا محمد انت رسول اللہ وخاتم الانبیاء ـــ کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ آپ اللہ کے سچے رسول اور انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ ہماری شفاعت کیجئے ـ تو ثابت ہوا کہ قیامت کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کرنے کا ایک ہی طریقہ ہوگا ـــ کہ والیِ دو جہاں کو خاتم الانبیاء تسلیم کرلیا جائے۔

اور میں بھی انہیں روشن حقائق اور انہی دینی فتاویٰ کے پیشِ نظر ختم نبوت کے باغیوں اور گستاخانِ رسول کے خلاف عرصہ ۲۵ سال سے برسرِ پیکار اور جہاد میں مصروف ہوں جس کا اعتراف کرتے ہوئے مجھے دیوبندی اور اہلِ حدیث حضرات کی انجمن شبانِ اہلسنت فیصل آباد کی طرف سے جناح باغ میں ایک عظیم الشان اجتماع میں مجھے سپاسنامہ پیش کیا گیا جسے میں اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتا ہوں ـــ

اب میں دو سال سے بسترِ علالت پر پڑا کروٹیں بدل بدل کر دن رات گزار رہا ہوں، یہانتک کہ چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو چکا ہوں مگر اس بیماری کے باوجود جہاں بھی ختمِ نبوت کی شمع روشن ہوتی ہے تو پروانہ وار وہاں پہنچ جاتا ہوں اور میری اس جانثاری کا سہرا ابھی موجودہ مجلسِ تحفظ ختم نبوت کے میدان کے ان بہادر غازیوں کے سر پر ہے ، مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ، مولانا اللہ وسایا صاحب ۔ صاحبزادہ طارق محمود صاحب اور مولوی فقیر محمد صاحب جو ایک نڈر ۔ بیباک اور پُرعزم سماجی کارکن ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی دکان بلال سنٹر پر بیٹھے کوئی نہ کوئی کھڑاک کرتے ہی رہتے ہیں ـ ۱۱/۱۰ دسمبر ۱۹۹۰ء

کو نورِ جہاں شو بند کروانا ان کا ایک عظیم کھڑاک ہے جیسا کہ اس سال ۲۳ نومبر ۱۹۹۰ء کی ختمِ نبوّت کانفرنس ربوہ میں گیا۔

یارو ــــ ۱۹۵۳ء کی تحریکِ ختمِ نبوّت میں ایک سال کی سزا میانوالی جیل میں کاٹنے کے علاوہ اور بھی کئی بار اسلامی حکومتوں کے زیرِ عتاب رہا ہوں ــــ مثلاً۔ دو دفعہ دو دو مہینوں کے لئے اپنے مکان میں نظر بند رہا ہوں ــــ اور دو دفعہ دو دو مہینوں کے لئے کمیٹی حدود میں پابند رہا ہوں اور تین ماہ کے لئے گوجرانوالہ جیل میں گزارے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کی عزّت و آبرو کی حفاظت کیخاطر ــــ

اور پھر آخری مقابلہ مغربی پاکستان کے گورنر ملک امیر محمد خاں سے ہُوا۔ اور تین مہینوں کے لئے شاہی قلعہ لاہور کی آہنی دیواروں میں قید گزاری ــــ تقریر کا جُملہ یہ تھا ــــ کہ ملک امیر خاں کی مونچھوں سے تو بغاوت ہو سکتی ہے لیکن محمدؐ کی زلفوں سے بغاوت نہیں ہو سکتی ــــ

حضراتِ محترم! ــــ میرے ساتھ یہ سب کچھ ہوتا رہا لیکن ایسے خطرناک حالات میں بھی میرے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہ آئی اسلئے کہ میں تحریکِ استقلال کا اصغر خان نہیں ہوں!۔ یا چوہدری غلام مصطفٰے باجوہ کی طرح بکاؤ مال نہیں ہوں۔ جو جماعت سے بے وفائی اور غدّاری کر کے دین و دنیا کی لعنت خریدے ــ

کیونکہ میرا تعلق اس جماعت ختمِ نبوّت سے ہے جس سے بے وفائی اور غدّاری کر کے ایک مسلمان کُفر کی وادی میں پہنچ کر جہنم کی آگ کا ایندھن بن جاتا ہے ــ

میرے مخلص صاحبو ــــ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن حیران ہے کہ ہندوستان میں عیسائیت کی رعب و دبدبہ والی حکومت ہو اور آزادیٔ ہند کا مطالبہ کرنے والوں پر ظلم و ستم کے کوڑے ہوں ــ قید و بند کی سزائیں ــ چکّی کی مشقت جیسا کہ مولینا حسرت موہانی مرحوم

نے اپنی ایک نظم میں لکھا ہے ـــــ کہ

ہے مشقِ سخن جاری چکّی کی مشقت بھی
اِک طُرفہ تماشہ ہے حسرت کی طبیعت بھی
تم اور بھی کھُل کھیلو جو چاہو ستم کرلو
مگر مُجھ سے قسم لے لو کی ہو جو شکایت بھی

اور پھانسی کی کوٹھڑیوں کے آہنی تالے اور پھر جلاوطنی - شہر بدری - کالے پانی کا دیس نکالا اور ۱۹۱۹ء میں امرتسر کے جلیانوالہ باغ میں آزادیٔ ہند کے متوالوں پر جنرل ڈائرکی گولیوں کی بارش! ـــ اور ـــ وائسرائے ـــ گورنر ـــ ڈپٹی کمشنر تو درکنار اگر کوئی کسی سپاہی کی توہین بھی کرتا تو اس کے پاؤں میں لوہے کی زنجیریں پہنادی جاتی تھیں ـــــ

مگر تعجب ہے کہ قادیان کا جھوٹا - کذّاب ـ بدزبان اور بدفطرت انسان مرزا غلام احمد قادیانی ـــ کبھی اپنے آپ کو مثیلِ عیسیٰ کہتا ہے اور کبھی احمدؐ و محمدؐ بنتا ہے اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں غلط - گندی - بازاری اور پلید زبان اور قلم سے اپنی کتاب انجامِ آتھم میں لکھتا ہے کہ ـــ " عیسیٰ پرستی ، بُت پرستی اور رام پرستی سے کم نہیں ہے اور مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے رام چندر سے کچھ زیادت نہیں رکھتا ـــــ

اور پھر ضمیمہ انجامِ آتھم میں یوں بکواس کرتا ہے "حضرت عیسیٰ علیہ السلام ناپاک خیال، متکبر اور راستبازوں کے دُشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اسے نبی مان لیں" ـــــ

اور وہ بدزبان تھے ـــ اکثر گالیاں دیا کرتے تھے ـــ اور اُنہیں جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی ـــ اور وہ ایک بدکار کنجری سے سر پر حرام کی کمائی کا تیل ملوایا کرتے تھے

اور نعوذ باللہ وہ شراب خور اور جوئے باز بھی تھے اور آپ کی تین نانیاں اور دادیاں زناکار اور کسبی تھیں ——

حضرات گرامی —— مرزا قادیانی کی یہ بازاری اور گندی زبان، خداوند کریم کے ایک برگزیدہ نبی کے متعلق ہے. جو جبرائیلؑ کی پھونک سے اور بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور جسے ہمارے قرآن نے روح اللہ اور کلمۃ اللہ جیسے عظیم اور مقدس خطابات سے نوازا ہے —— اور ان کی ماں کی بریت ثابت کی —— اور اسے پنگھوڑے میں کلام کرنے کی اہلیت عطا کی اور پھر اسے یہودی قوم کے چنگل سے نکال کر زندہ آسمان پر بلا لیا۔

اور ہمارے نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کی نبوت کی تصدیق کی اور ان کے معجزات کو اجاگر کیا —— اور ان کی پاکدامنی کی شہادت دیتے ہوئے ان کے دشمن یہودیوں کے مکر و فریب کو بے نقاب کیا —— اور پھر دنیائے عیسائیت جس رسول کو روح اللہ کلمۃ اللہ اور اللہ کا بیٹا ماننے کے ساتھ اسے اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھتے ہیں، اپنے اس نبی کے متعلق اپنی حکومت میں ایسی بے ادبی اور ایسی گستاخی سُن کر اور پڑھ کر کیوں حرکت میں نہ آئی اور اُسے کیوں سزا نہ دی اور اسے کیوں قتل نہ کیا گیا ——

اور —— عیسائی پیشوا —— عیسائی پادری اور عیسائی پوپ کیوں خاموش رہے۔

اور کیا دنیائے عیسائیت میں کوئی بھی ایسا بہادر اور غیور جوان نہیں تھا جو اس بدفطرت۔ بدزبان اور بدمذہب مرزا قادیانی کے سینہ کو گولی کا نشانہ بناتا۔ اس بدنہاد اور گستاخ آدمی کے سینہ میں تیز دھار خنجر پیوست کر دیتا ——

ہمارے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والا تو کبھی زندہ نہیں رہا اور پوری دنیائے اسلام تڑپ اٹھتی ہے —— حکومت افغانستان اور ترکیہ میں ایسا ہوا اور پھر ہندوستان کی سرزمین لاہور میں بھی غازی علم الدین شہید مرحوم نے سیدالانبیاء صلی اللہ

علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والا تو کبھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور اسکو دن دیہاڑے برسرِعام قتل کر کے انگریزی حکومت کو بتلا دیا کہ گستاخِ رسول کی سزا واجب القتل ہے۔ اور تم اپنے رسول کی توہین اور گستاخی سن کر اور پڑھکر خاموش ہو بلکہ اسکے ماننے والوں کو سرکاری عہدوں پر اور کلیدی آسامیوں پر ملازمتیں دے رہے ہو

سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ ان حالات کے پیشِ نظر یہ حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی واقعی انگریزوں کی پیداوار اور عیسائی حکومت کا خود کاشتہ پودا ہے، ورنہ حکومت بھی عیسائیوں کی ہو اور ایک بازاری آدمی اور بدفطرت انسان عیسائیوں کے ہی نبی کو گالیاں دے اور زندہ رہے ——

دنیائے عیسائیت کے مذہبی راہنماؤں اور پادریوں کو ہمارے قرآن پاک اور ہمارے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا مان لینا اور ہمارے مسلمان علمائے کرام کے پاؤں کو چومنا چاہیئے۔ جنہوں نے مرزائیت کی طرف سے لگائے گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگائے گئے کئی قسم کے الزامات کے جواب دیتے چلے آرہے ہیں اور ان پر لگائے ہر اعتراض کا جواب دیتے آئے ہیں اور ہر قسم کے اعتراض کا دروازہ اپنے علم و عرفان سے بند کرتے چلے آرہے ہیں۔

بیماری کے باعث میرا اب یہ حال ہے۔ جیساکہ —— عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں داستانِ پیر چنگی کی ایک نہایت ہی دلچسپ اور پر لطف حکایت لکھ کر میری ترجمانی کی ہے —— کہ

آں شنیدستی کہ در وقت عمرؓ
بود چنگی مطربے با کرّ و فر

کہ سنا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایک ستار نگی نواز تھا جو بڑی شان و شوکت اور بڑے رعب و دبدبہ رکھتا تھا ——

بُلبُل از آوازِ او بے خود شدے
یک طرب ز آوازِ او از خویش صد شدے

کہ اس کی آواز اور سارنگی کے تاروں کی پُرسوز سُروں سے بُلبُل بھی مست ہو جایا کرتی تھی ـــــ حالانکہ بُلبُل کی اپنی آواز میں کیف و مستی موجود ہے اور اس کی سارنگی کی ایک تار سے سینکڑوں نغمات پیدا ہوتے تھے ـــــ

مجلس و مجمع دمش آراستے
وز نوائے او قیامتے خاستے

کہ بڑی بڑی مجلسوں ـــ عظیم الشان کانفرنس اور پُروقار اجتماعات میں وہ سارنگی بجا کر اور اپنی خوش آواز سے گا کر ہر مجلس کو آراستہ و پیراستہ بنا دیا کرتا تھا کہ اسکی پرسوز اور کیف و مستی میں ڈوبی ہوئی آواز سے گویا ایک قیامت برپا ہو جایا کرتی تھی ـــــ

شعر ـــ
چوں برآمد روزگار و پیر شد
باز جانش از عجز پشہ گیر شد

اس سارنگی نواز نے ستر سال تک سارنگی بجا کر اور پُر لطف نغمات گا کر لوگوں کو خوش کیا ۔ واد و تحسین کے پھول حاصل کرتا رہا اور فلک شگاف نعروں کی گونج سُنتا رہا ـــ کہ آخر کار وہ بوڑھا ہو گیا ـــ اس آواز میں پہلی سی لے نہ رہی اور سارنگی کے تاروں میں وہ سُر نہ رہی تو لوگوں نے اسے سُننا چھوڑ دیا اور اسکی سارنگی کے پر حال کھیلنے والے اور اسکی سوز بھری آواز تحسین و آفرین کے پھول برسانے والے اسے چھوڑ گئے کہ اب وہ بوڑھا ہے ۔ اب اس کی آواز میں وہ مٹھاس نہیں رہی اور اب اس کی سارنگی کے تار ڈھیلے پڑ گئے ہیں ـــــ اور جب وہ سارنگی بجا کر لوگوں کو مست بنانے والا بوڑھا ہو گیا ہے اور لوگوں نے اسے سُننا چھوڑ دیا ـــــ اور جب وہ ہر

طرف سے مایوسی اور ناامید ہوگیا تو اُس نے آسمان کی طرف منہ کر کے بارگاہِ ربّ العزت کے دروازہ پر دستک دیتے ہوئے کہتا ہے۔

نیست کسب امروز مہمانِ توام
چنگ بہرِ تو زنم کانِ توام

کہ اے میرے رازق و خالق دُنیا نے تو مجھکو چھوڑ دیا ہے اور اب میرا فن تو فنا ہو چکا ہے اور کوئی کسب اور دریوزہ گری کے تمام دروازے بند ہو چکے ہیں۔ اسلیئے آج مَیں تیرا مہمان ہوں۔ آج سارنگی مَیں تیرے لئے بجاؤں گا۔ کیوں کہ تیرے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہے اور تیرا دروازہ کبھی بند نہیں ہوا ——— بارگاہِ خداوندی میں یہ التجاہ و گذارش کر کے ———

چنگ را برداشت وشد اللہ جو
سوئے گورستانِ یثرب آہ گو

اور سارنگی اٹھا کر مدینہ منوّرہ کے قبرستان میں جا کر سارنگی بجانے لگا۔ درد بھری آواز میں گانے لگا اور درد و سوز سے رونے لگا ———

بس پھر کیا تھا۔ رحمتِ خداوندی جوش میں آئی۔ اللہ کریم کو اسکی یہ ادا پسند آئی، اور اسکی دُعا کامیاب ہو گیا ———

کہ ——— بانگ آمد مر عمرؓ را کائے عمر
بندۂ ما را ز حاجت باز خر

کہ سوئے ہوئے حضرت عمرؓ فاروق کو آواز آئی کہ اے عمرؓ اٹھ اور ہمارے ایک حاجتمند بندہ کی حاجت پوری کر۔

بندۂ داریم خاص و محترم
سوئے گورستان تو رنجہ قدم

کیونکہ وہ بندہ ہمارا خاص اور محترم ہے اسلئے فوراً اٹھو اور ستر ہزار دینار لے کر مدینہ منورہ کے قبرستان میں چلے جاؤ ــــــ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آواز غیبی سن کر اٹھے، بیت المال سے ستر ہزار دینار لئے اور مدینہ طیبہ کے قبرستان چلے گئے ــــ

وہاں جا کر ادھر ادھر دیکھا تو سوائے سارنگی بجانے والے اور گانے والے کے علاوہ اور کوئی دکھائی نہ دیا۔ اور وہ سارنگی بجاتے بجاتے۔ گاتے گاتے اور روتے روتے سو چکا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ اسے دیکھ کر واپس آ گئے کہ کوئی اور ہو گا۔

پھر غائب سے آواز آئی ! ــــــ

عمرؓ واپس آ گئے ہو ؟ ــــــ

عرض کی یا اللہ وہاں تو سوائے سارنگی بجانے والے کے اور کوئی بھی نہیں ہے۔ اور اس نے تو سے سال سارنگی بجائی ہے اور گایا ہے، وہ گناہ کرتا رہا ہے وہ تیرا خاص اور محترم بندہ کیسے ہو سکتا ہے ؟

جواب آیا ــ کہ اے عمرؓ میرا خاص اور محترم بندہ وہی ہے۔ سارنگی بجانے والا !

عرض کی مولا وہ تیرا خاص و محترم کس طرح بن گیا ؟

فرمایا ــــ وہ دنیا کے دروازوں سے مایوس ہو کر میرے دروازے پہ آیا ہے جو کہ کبھی بند نہیں ہوتا ! ــــ مولوی غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ــــ کہ

ذمہ دار جہان دے رزق والے

اودہاں ہر نیاں جنگلیں چھڑیاں نے

اور ــــ دردمنداں دے درد ونڈاوے بیلے یاراں داساتھی

جنگلاں دے وچ رزق پہچاوے، اسی مرغاں نوں ہاتھی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر گئے تو وہ ابھی تک سویا ہوا تھا۔ حضرت عمر خود دست بستہ کھڑے ہو گئے کہ خدا کا خاص و محترم بندہ ہے۔

کچھ عرصہ گزرا تو حضرت عمر فاروقؓ کو کھانسی آ گئی جو کہ شیر کے گرجنے کی مانند ہوا کرتی تھی — سارنگی نواز کو جاگ آ گئی — وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا — اپنے سرہانے حضرت عمر فاروقؓ کو کھڑے دیکھا کہ ایک ہاتھ میں میں اسلامی کوڑا ہے اور وہ یہ دیکھ کر ڈر کے مارے بھاگ کھڑا ہوا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیچھے ہو لیے اور آوازے دیتے جا رہے تھے کہ او خدا کے خاص و محترم بندے ٹھہر جا تو ڈر نہ۔ میں خدا کی طرف سے تیرے لئے دینار لے کر آیا ہوں۔

عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حکایت سے دنیا کو یہ بتانا مقصود ہے کہ دنیا کے یہ سارے سرمایہ دارو۔ دولت مندو! اور بڑے جاگیر دارو! اور کارخانے دارو! تمہارے دروازے تو حاجت مندوں کے لئے بند ہو سکتے ہیں لیکن خدا کے رزق کا دروازہ ہرگز بند نہیں ہوتا۔

حالیہ الیکشن میں دیکھا کہ امیدواروں نے اربوں روپے خرچ کر ڈالے اور کروڑوں میٹر کپڑے کے جھنڈے اور بینروں سے گلی کوچوں اور بازاروں کو سجایا مگر کسی امیدوار سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ کسی یتیم بچی کی شادی کر دے — کسی بیوہ عورت کے ننگے سر پہ دو گز کا دوپٹہ رکھ دے۔ اور یا کسی مفلس و نادار طالب علم کی فیس ہی ادا کر دے — یا کسی دکھی مریض بیمار کا علاج — میری خطابت جب جوبن پر تھی تو لوگ افتخارِ ملت۔ شہبازِ خطابت اور سرمایۂ اہلسنت، محسن اہل سنت کے فلک شگاف نعرے لگایا کرتے تھے — دورانِ تقریر مستانہ وار جھومتے تھے اور کیف و مستی میں ڈوب جایا کرتے تھے۔

مگر اب —

بجتا ہوا ساز کہاں سے لاؤں

بوڑھا ہوں آواز کہاں سے لاؤں

مگر اُس بڑھاپے کے اور سخت علالت کے باوجود میری خطابت عروج پر ہے اور فنِ خطابت سے آشنا لوگ آج بھی میری تقریر میں جھوم اُٹھتے ہیں۔

دو دن ہوئے شہر کے چند معزّز حضرات میری عیادت کو آئے اور رونے لگے میں نے ان سے آنسو بہانے کا سبب پوچھا تو کہنے لگے کہ آپ کی اور صوفی غلام حسین آف گوجرہ کی علالت و بیماری اور جلسوں میں عدم موجودگی کے باعث ملک سے خطابت کا فن ختم ہوتا جا رہا ہے ــــــ

میں نے کہا ـــ نہیں بھائیو! اسکی وجہ ہماری بیماری نہیں، سُنّی حضرات کی بے حسّی اور بے وفائی کی وجہ سے ہو رہی ہے ـــ اور پھر ابھی تو ہم دونوں زندہ انشاء اللہ العزیز صحت یاب ہو کر ہماری خطابت کا سورج پوری آب و تاب کے ساتھ کفر و باطل کے خلاف چمکے گا ـــ

مولینا صوفی غلام حسین صاحب کے ایک صاحبزادہ نے تو مسجد نور کی خطابت سنبھال لی ہے جو اپنے باپ کی طرح اسی جوش و ولولہ سے اپنے فرض کو نبھا رہے ہیں۔

اور اگرچہ میرا کوئی صاحبزادہ ابھی تک خطابت کے وسیع میدان میں نہیں آیا، البتہ میرے مندرجہ ذیل شاگرد اس میدان کے شہسوار دکھائی دیتے ہیں اور ملک بھر میں ان کی خطابت کی دھوم مچی ہوئی ہے ــــــ

مثلاً ــــ مولینا محمد رمضان صاحب آفتاب ہیں جن کی خطابت کا آفتاب بدعقیدہ لوگوں کے سروں پر پوری طرح چمک رہا ہے ــــ

دوسرے ــــ مولینا محمد اسلم صاحب جلالپوری ہیں جو کہ گورنمنٹ کالج کے پروفیسر ہونے کے ساتھ ساتھ مسجد گلزار مدینہ میں خطابت کے جوہر بھی دکھا رہے ہیں۔ اور جو میرے مخلص اور وفادار مرید بھی ہیں ــــ اور تیسرے مولانا محمد جاوید صاحب بھی ہیں، جو میرے جانثار مرید ہونے کے ساتھ ایک جامع مسجد میں اپنی خطابت کے موتی بکھیر

رہے ہیں ـــــ اور مولانا رومی رحمۃ علیہ کی اس دلچسپ اور روح پرور حکایت کا یہ نتیجہ نکلا ـــ

جیہڑے کہندے سن مراں گے نال تیرے
آیا وقت تے چھڈ کے یار ٹر گئے
بدلا میری وفا دا دین بدلے
میری قبر تے سٹ کے ہار ٹر گئے

ـــــ اور ـــــ

جیہڑے کہندے سن مراں گے نال تیرے
آیا وقت تے اوہ کمزور نکلے
پی کے دُدھ بھرُلیاں تان سوں گئے
خون دین والے مجنوں ہور نکلے ـــــ مگر

میری خطرناک بیماری میں مجھے اخوت و محبت کا خون دینے والے کون تھے اور وفا و مروت کا لہو دینے والے کون تھے اور ایشیا کے سب سے بڑے ہسپتال ـــ سب سے بڑی علاجگاہ اور سب سے بڑے شفاخانے نشتر ہسپتال ملتان میں دن رات میری خدمت اور تیمار داری کرنے والے یہ مجنوں اور انسانیت کے جذبہ سے سرشار یہ دیوانے اور فرزانے لوگ کون تھے؟ ـــــ

بے وفا لوگو آؤ میں بتاؤں! ـــــ ان میں میرا کوئی خاندانی رشتہ نہیں اور نہ ہی کوئی خونی تعلق ہے اور نہ ہی کوئی برادری کے طور پر آشنائی ـــ اور نہ ہی کوئی اور رشتہ داری ہے ـ اور نہ ہی یہ دیوانے لوگ میرے مقتدی ہیں ا نہ میرے پیچھے جمعہ پڑھنے والے نمازی مگر پھر بھی ملتان کے ان دیوانوں نے میرا نہایت ہی احسن طریقہ اور پوری لگن تلبی سے میرا علاج کروایا وہ ان حسنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانوں کا عظیم کارنامہ

ہے ـــ جیساکہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔
مشکوٰۃ شریف ص ۱۳۳ کہ قیامت کے دن ایک آدمی دربارِ خداوندی میں پیش ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا:

یَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ وَلَمْ تَعُدْنِیْ

کہ اے آدم کے بیٹے میں بیمار ہوا تو تو نے میری عیادت نہ کی ۔ میری خبر نہ لی اور میری تیمارداری نہ کی ـــ تو وہ آدمی کہیگا ـــ یا اللہ ـــ

کَیْفَ مَرِضْتَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔

کہ اے اللہ تو ربّ العالمین ہو کر کیسے بیمار ہوگیا۔ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے جواب آئیگا ـــ کیا تجھے پتہ نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوگیا اور تو اسکی عیادت کے لئے اس کے پاس چلا جاتا ـــ لَوَجَدْتَنِیْ عِنْدَہٗ تو مجھے بھی اس کے پاس پالیتا۔
(مسلم شریف)

ملتان کے یہ عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متوالے لوگ مندرجہ ذیل تھے۔
حضرت علامہ پیر سید حامد سعید صاحب کاظمی ایم این اے ۔ مولانا ڈاکٹر محمد صدیق صاحب قادری ـــ مولانا محمد یعقوب صاحب رضوی جو کہ میرے شاگرد بھی ہیں اور ایک بہت بڑی دینی درسگاہ کے مہتمم بھی اور اسلامی دنیا کے پروفیسر بھی ہیں ـــ مولانا اللہ نواز صاحب لیلیٰن ـــ مولانا مفتی ہدایت اللہ صاحب پسروری ۔ مولانا فیض بخش صاحب ـــ مولانا حافظ محمد فاروق خاں صاحب سعیدی ـــ حاجی رشید احمد صاحب مولانا صاحبزادہ محمد سعید احمد صاحب فاروقی ـــ مولانا صاحبزادہ عبدالرشید صاحب صدیقی ان کے علاوہ ملتان کے جانثار مرید محمد حسین ـ مستری ـ محمد اسلم ـ محمد اسحاق ، عبدالرحمٰن اور اس کے بھائی ـــ بھائی سعید احمد امین دری ہاؤس والے ـ بھائی غلام حسین ـ صوفی عبدالواحد جو تین دن تک میرے ساتھ ہسپتال میں میری خدمت اور تیمار داری کرتا رہا۔

پھر فیصل آباد کے جانثار مرید حاجی عبدالغفور صاحب اور حاجی غلام صابر صاحب بھی وہاں پہنچ لگے میاں محمد نعیم صاحب اور خلیفہ مختار بھی نشتر ہسپتال پہنچے۔

گویا کہ سارے ملک میں میری بیماری اور نشتر ہسپتال ملتان میں زیر علاج ہونے ہونے کی خبر پھیل گئی اور یہ انتظام بھی ڈاکٹر محمد صدیق صاحب قادری نے اخباروں میں تصویری خبروں کے ساتھ کیا۔

صاحبزادہ سید افتخار الحسن اس مطلب پرست زمانہ۔ مفاد پرست دنیا اور نفس پرست دنیا اور زمانہ۔ مفاد خود غرض لوگوں میں ایسے ملتان کے مخلص دوست جانثار ساتھی اور وفادار مرید کہاں ملتے ہیں۔ بس پھر کیا تھا جونہی خبر پھیلی سارا شہر الٹ پڑا۔

قارئین کرام:۔۔۔ آپ حیران ہوں گے کہ خونی رشتہ اور خاندان تعلق نہ ہونے کے باوجود ملتان کے ان علمائے کرام جو اپنی اپنی مسجد میں ایک ممتاز خطیب اور ناموروا عظ ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں اور عوام نے ایسا حسن سلوک کیا۔ کیوں؟۔۔۔ تو بات اصل یہ ہے کہ جوانی و شباب کے ایام میں یہ لوگ میری خطاب کی سارنگی کی حسین تاروں سے کیف و مستی میں ڈوبی ہوئی شان رسالت کی وجد آفرین آواز تقریباً ۲۴۵ دفعہ سن چکے تھے جس آواز کے پھر آرزو مند اور متمنی تھے۔

میاں محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ۔۔۔۔۔۔ کہ

سارنگیوں تنگ حال اساڈا خشک لکڑ کس کم دی
وچوں بھگی باہروں ڈنگی کچے جسم دی
بے سُر لیے تے بول اودیا ہر گز شو نہ بھاوے
چپ کرادے کن مروڑے پھیر سُراں پر لیا وے

میری اس کہانی (بیماری کی) تفصیل کچھ یوں ہے!۔۔۔۔۔۔ کہ مولینا محمد فاروق خاں صاحب ہر سال صدیق اکبر کانفرنس بڑی دھوم دھام اور پورے تزک و احتشام

سے تین روزہ ملتان میں کرواتے ہیں جس میں آخری تقریر میری ہوا کرتی ہے۔ اس دفعہ بھی، مورخہ ۱۰/۹ کو اس کانفرنس کی آخری تقریر کرنے کے لئے ملتان پہنچا

قیام و طعام کا انتظام چونکہ مولانا مفتی ہدایت اللہ صاحب پسروری کے مدرسہ ہدائیت القرآن میں تھا اس لیے آٹھ بجے رات وہاں پہنچا تو نو بجے کے قریب سانس اکھڑنے لگی اور دل کی دھڑکن بھی تیز ہو گئی ——— جناب مفتی صاحب نے فوراً دوا منگوائی مگر افاقہ نہ ہوا تو ایک ڈاکٹر صاحب کو بلوایا۔ دوائی کے لئے مدرسہ کے ایک طالبعلم کو ساتھ لے گئے۔ مگر اتنے میں تکلیف زیادہ ہو گئی تو میں نے حضرت مفتی صاحب سے کہا کہ حضور مجھے فوراً نشتر ہسپتال پہنچایا جائے۔

مفتی صاحب، ایک ممتاز عالم دین اور ایک عظیم الشان مدرسہ ہدائیت القرآن کے مہتمم ہونے کے ساتھ ساتھ انسانیت کے موتیوں سے دامن بھر رکھتے ہیں اور وفا و اخلاص کے ساتھ حسن اخلاق کی دولت سے بھی مالا مال ہیں ——— انہوں نے فوراً ڈاکٹر محمد صدیق صاحب قادری کو ٹیلی فون کیا کہ صاحبزادہ صاحب کی حالت تشویشناک ہوتی جا رہی ہے۔ انہیں فوراً نشتر ہسپتال میں داخل کرنے کا انتظام کیا جائے جواب آیا کہ لے آؤ۔ ہم کوئی ساڑھے نو بجے رات نشتر ہسپتال پہنچ گئے۔

دیکھا تو مولینا ڈاکٹر محمد صدیق صاحب قادری بمعہ چھ ماہر تجربہ کار ڈاکٹروں۔ تین نرسوں اور پورے ساز و سامان کے ساتھ سپیشل، مخصوص اور وی۔ آئی۔ پی کے کمرہ میں موجود ہیں۔ ڈاکٹروں کے نام مندرجہ ذیل ہیں: ———

ڈاکٹر فاروق نذیر صاحب سربراہ شعبہ امراض قلب۔ ڈاکٹر جاوید رحمانی سینئر رجسٹرار صاحب۔ ڈاکٹر شبیر حسین شاہ صاحب۔ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب اور ڈاکٹر عارف مرزا صاحب بس پھر انہوں نے کمال ہوشمندی۔ نہائیت عقلمندی اور بڑی مہارت سے علاج شروع کر دیا۔ آخر کوئی ساڑھے گیارہ بجے ڈاکٹر صاحبان کامیاب ہوئے۔ مجھے ہوش آئی۔

حواس درست ہو گئے اور وفادار دوستوں اور مخلص احباب اکرم نے اللہ کریم کا شکریہ ادا کیا۔ چہروں پر رونق آ گئی اور میری زندگی کے گلشن پر چھائی ہوئی خطرناک خزاں جاتی رہی اور ڈاکٹروں کی کوشش سے تازہ بہار آ گئی۔ تو میں نے ساتھیوں سے کہا کہ ملتان میں اگر روحانی بیماریوں کی علاج گاہیں موجود ہیں تو یہاں جسمانی امراض کا بھی شفاخانہ ہے۔

روحانی بیماریوں کی علاج گاہیں حضرت شیخ غوث بہاوالحق۔ حضرت شاہ رکن عالم حضرت موسیٰ پاک شہید۔ حضرت شاہ گردیز اور دوسرے اولیائے کرام کے مزارات اور جسمانی امراض کا شفاخانہ نشتر ہسپتال ہے!

ملتان والو! آپ کی وفا زندگی تک یاد رہے گی۔ اکبر الہ آبادی مرحوم نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ:۔

میں نے دیکھا کہ ایک کتا اپنے مالک کی لاش پر رو رہا ہے۔ تو میں نے دیکھا اور کتے سے کہا۔

کیوں لاش پہ مالک کی ہے روتا؟

ہوٹل کی طرف جا کہ غذا بھی ہے کوئی چیز

تو کتے نے جواب دیا۔۔ کہ

جو تو نے کہا مجھ کو تسلیم ہے دل سے

لیکن میرے نزدیک وفا بھی ہے کوئی چیز

مشکوات شریف ص ۱۳۷ بحوالہ بخاری شریف:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں:۔۔۔۔

كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ يَعُودُهُ: ۔۔۔۔ کہ ایک یہودی لڑکا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خدمت گار تھا سید افتخار الحسن کہتا ہے کہ شاید اس یہودی کے بیٹے یہودی کی خدمت گزاری

یہ ہو کر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد کے دروازہ سے اندر داخل ہوتا بھی دیکھتا ہو اور مسجد سے نکلتا بھی ——

ایک دن وہ بیمار ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کو تشریف لے گئے اور اس کے سر کے قریب کھڑے ہو گئے اور اسے فرمایا —— اسلم —— کہ اسلام لے آ ——

فَنَظَرَ اِلٰی اَبِیْہِ :۔ تو اس لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا ——

فقال اطع ابا القاسم۔ تو اس کے باپ نے کہا —— کہ ابا القاسم یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر یعنی مسلمان ہو جا —— فَاَسْلَمَ ۔ پس وہ اسلام لے آیا —— تو رسول کریم علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا —— اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہٗ مِنَ النَّارِ —— کہ اللہ کا شکر ہے کہ میری عیادت کرنے ۔ اور اسلام لانے سے جہنم کی آگ سے بچ گیا ——

اور پھر فرمایا رحمت دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ——

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۳۵ بحوالہ ترمذی شریف و ابوداؤد شریف —— حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ۔ فرماتے ہیں ۔

مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَۃً —— کہ جو مسلمان کسی مسلمان بیمار کی بیماری کی عیادت کرے صبح کے وقت تو رات تک اس کے لیے فرشتے بخشش و رحمت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں اور جو رات کو عیادت کرے تو صبح تک دعائیں کرتے ہیں ——

وَکَانَ لَہٗ خَرِیْفٌ فِی الْجَنَّۃِ ۔ اور اس کے لئے جنت میں ٹھکانا ہو گا ۔

اور پھر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ارشاد گرامی ہے کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں ۔ چھ بھی ہیں ۔ ان میں ایک عیادت المریض بھی ہے ۔

حضراتِ گرامی! ـــــ غور کرو اور آنکھوں سے تعصّب وعناد کی پٹی اتار کر دیکھو اور دل ودماغ سے نفرت وعداوت کے گرد وغبار کو جھاڑ کر سوچو کہ ہمارے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کا راستہ کتنا آسان کردیا ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان بیمار پرسی وعیادت کے لئے جائے اور بیمار سے پوچھے کہ بھائی کیا حال ہے تیرا۔ تو اتنا کہنے سے فرشتوں کی بخشش کی دعا صبح وشام مانگنے کے ساتھ ساتھ جنت کا دروازہ بھی کھول دیا جاتا ہے ـــــ تو یہ ڈاکٹر اور حکیم لوگ کتنے خوش نصیب ہوتے ہیں کہ جو مریض کا علاج بھی کرتے ہیں اور عیادت بھی کرتے ہیں ۔ اور دن میں دو تین بار بیمار کا حال بھی پوچھتے ہیں ۔

میری عیادت کو آنے والوں میں سے حضرت سیّد حامد سعید شاہ صاحب سرفہرست ہیں جو حضرت علامہ رازیٔ دوراں ۔ غزالیٔ زماں اور ولیٔ کامل جناب سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے لختِ جگر ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے بعد ملک کی بہت بڑی اور پرانی درسگاہ انوار العلوم کے مہتمم بھی ہیں اور جمعیت العلماءِ پاکستان کے سرپرست ہونے کے ساتھ ایم ۔ این ۔ اے بھی ہیں گویا کہ مذہبی اور سیاسی دونوں میدانوں کے شہسوار بھی ہیں ـــــ

اور پھر دیکھ کر حیران رہ گیا کہ علمائے ملتان کے علاوہ ملک کے مشہور ومعروف خطیب اور ممتاز عالم دین جناب مولینا محمد عارف صاحب نوری آف مُریدکے نشتر ہسپتال ملتان ، میری عیادت ۔ بیمار پرسی اور خبر گیری کے لئے آ پہنچے ـــــ

اور پھر نشتر ہسپتال ملتان کے ڈاکٹر تو نہایت ہی خوش مزاج ۔ خوش اخلاق اور ہنس مکھ ہونے کے ساتھ ساتھ پورے دلی لگاؤ سے بیمار کا علاج کرتے ہیں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

# جمعۃ المبارک کے فضائل

# اور

# جمعہ بازار کی لعنت

**برادرانِ اسلام!** ——— بیماری ـــ علالت اور چلنے پھرنے سے معذوری کے باوجود میری خطابت میں وہی جوش ـــ میری تقریر کا وہی انداز اور میری وعظ میں وہی دبدبہ ہے اور نہ ہی میرے جمعۃ المبارک کے اجتماع میں کوئی فرق آیا ہے اور نہ ہی فنِ خطابت اور قرآن و حدیث کے نکات بیان کرنے میں کوئی کمی واقعہ ہوئی ہے۔

اور نہ ہی میرے مقتدیوں ـــ نمازیوں اور دوستوں کے ذوق و شوق میں کوئی دیوار کھڑی ہوئی ہے۔

وہی داد و تحسین کے پھول اور وہی نعروں کی گونج!

البتہ ـــ ہر فرقہ کے علماء کرام اور خطیب حضرات یہ شدّت سے محسوس کر رہے ہیں کہ جمعۃ المبارک کے دن شادیوں کی گہما گہمی کے باعث اجتماع میں فرق آگیا ہے۔
اور کروڑوں مسلمان جمعۃ المبارک کے دن شادیوں میں شرکت کرنے سے جمعۃ کی برکت اور سعادت سے محروم رہ جاتے ہیں ـــ مولانا کوثر نیازی صاحب نے

توجمعۃ المبارک کے دن کی چھٹی اسلیئے منظور کروائی تھی کہ اُمتِ مسلمہ پورے خشوع و خضوع ــ پورے شوق و ذوق اور پُوری دُنیا دینی لگن کے ساتھ ایک اجتماع کی صورت میں جمعۃ المبارک ادا کر لیا کریں ــ

لیکن ہم نے اس مبارک دن کے ایک اہم مذہبی اور اسلامی فریضہ کو شادی و بیاہ کے مرغوں کی ٹانگوں پر قربان کر دیا ہے ــــ

اور پھر اس کے ساتھ جمعہ بازاروں کی لعنت کا اضافہ کر کے حکومت نے جمعۃ المبارک کی دینی اہمیت کو اور بھی گھٹا دیا ہے ــــ

جمعہ کے دن اور پھر عین جمعہ کی آذان ــ خطبہ اور جماعت کے وقت ہی نہیں بلکہ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جمعہ کی اوّل آذان کے ہوتے ہی ہر قسم کا لین دین ہر طرح کی خرید و فروخت اور ہر لحاظ سے بیع و شراء قرآن پاک نے حرام قرار دے رکھی ہے ــ مثلاً ــــ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :ــــــ

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ــــ کہ

اے ایمان والو! کہ جب جمعہ کے دن ، جمعہ کی آذان ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو ــ یعنی جمعہ پڑھنے کی تیاری میں لگ جاؤ ــــ غسل کرو ــ صاف ستھرے کپڑے پہنو اور خوشبو لگاؤ ــــ اور ہر طرح کی خرید و فروخت چھوڑ کر جمعۃ المبارک کا اہم فریضہ ادا کرنے کے لئے مسجدوں کی رونق کو دوبالا کرو ــــ اور اسلامی و مذہبی اجتماع کی برکت و سعادت حاصل کرو ــــــ

ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ــ

اور اگر تم جانتے ہو تو اسمیں تمہارے لیئے خیر و برکت اور ہر طرح کی فلاح و بہبودی ہے ــ

صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن حیران ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کے لئے جمعۃ المبارک کی ادائیگی اور اس کی برکت اور سعادت اور اُمت مسلمہ کی اجتماعی فلاح و بہبودی کے واضح اعلان کے بعد اپنی بے حسی۔ بے اعتنائی اور قرآن پاک سے لاتعلقی اور حکم خداوندی کے خلاف اپنی جہالت کے باعث بغاوت کا ثبوت کیوں دیتے ہیں اور اس کے فیوض و برکات اور سعادت اور عظیم ثواب سے محروم کیوں رہ جاتے ہیں ——

جیساکہ —— امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

(۱) —— مشکوٰۃ شریف صـ۱۱۹ مسلم شریف کے حوالے سے —— حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ——

خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ —— کہ انسان پر جمعہ کے دن سورج کا طلوع ہونا بہتر ہے کیونکہ اسی جمعۃ المبارک کے دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے ۔ اور اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن جنت سے نکالے گئے اور قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی ——

(۲) —— اور پھر ارشاد رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ امام کے خطبہ اور جماعت کے مابین جمعۃ المبارک کے دن ایک گھڑی بھی آتی ہے —— یَسْأَلُ اللّٰہَ فِیْہَا إِلَّا أَعْطَاہُ إِیَّاہُ —— کہ اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ سے جو بھی سوال کیا جائے گا وہ عطا کیا جائیگا۔

(۳) —— مشکوٰت شریف صـ۱۲۱ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: —— مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَمُوْتُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ إِلَّا وَقَاہُ اللّٰہُ فِتْنَۃَ الْقَبْرِ ۔ (رواہ احمد والترمذی)

کہ جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو مرنے والا مسلمان قبر کے فتنہ یعنی عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے ۔

(۴) —— اور پھر فرمایا —— مَنْ تَرَکَ الْجُمُعَۃَ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ فَلْیَتَصَدَّقْ بِدِیْنَارٍ۔

کہ جو شخص بغیر کسی عذر کے یعنی بوجھ کر جمعہ چھوڑ دے۔ اسے چاہیئے کہ اس گناہ کے کفارہ کے لئے ایک دینار صدقہ دے ــــ

۵ــ مشکوٰت شریف صـ ۱۲۲ بخاری و مسلم شریف کے حوالہ سے ــ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ وَقَفَتِ الْمَلٰئِکَۃُ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ یَکْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ۔ کہ جس دن جمعہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے ہر مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور جمعہ کی نماز ادا کرنے کی خاطر جو پہلے مسجد میں آتا ہے، دفترِ عمل میں اس کی یہ نیکی لکھ لیتے ہیں ــــ

۶ــ پھر ارشادِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے ــ یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اِنَّ ھٰذَا یَوْمٌ جَعَلَ اللہُ عِیْدًا ــــ کہ اے مسلمانوں کی جماعت تحقیق اللہ کریم نے اس جمعہ کے دن کو بھی تمہارے لئے عید بنا دیا ہے ــــ حدیثِ پاک کے یہ الفاظ بتلا رہے ہیں کہ بغیر کسی عذرِ شرعی کے نمازِ جمعہ کو ترک کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اسکی سزا ایں اور اس گناہ کا خمیازہ بھگتنے کے لئے ایک یا آدھا دینار صدقہ پڑتا ہے ۔ تو بیاہ و شادیوں اور جمعہ بازار سے جمعہ کی آذان کے بعد سودا سلف خریدنا ۔ خرید و فروخت اور لین دین کرنا کیا بغیر عذر کے جمعہ کے فرض کو چھوڑنا نہیں ہے تو اور کیا ہے ۔

احبابِ کرام ! ــــ یہ یاد رہے کہ نبیٔ پاک صل اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ پاک میں بھی شادیاں جمعہ کے دن ہی ہُوا کرتی تھیں بلکہ حضرت یوسف علیہ السلام اور بی بی زلیخا کی شادی جمعتہ المبارک کے دن ہوئی ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اور شہزادی بلقیس کا نکاح بھی جمعہ کے دن ہُوا اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی، ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بھی جمعہ کے دن ہی ہُوئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح بھی خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا سے جمعہ ہی کو ہوا۔ اور جمعہ کے دن نکاح کی بڑی فضیلت آئی ہے لیکن اس کے باوجود وہ مسلمان جمعتہ المبارک کی نماز نہیں چھوڑتے تھے۔

ان کا طریق کار جمعہ کے دن شادی کا یہ ہوتا ہوگا کہ جمعہ کی آذان سے پہلے پہلے شادی کی پوری کی پوری رسم، پوری شان و شوکت سے ادا کر لیا کرتے ہوں گے اور یا جمعہ کی نماز کے بعد سب کچھ ہوتا ہوگا تاکہ جمعہ کی نماز کے بعد کوئی رکاوٹ اور کوئی دیوار کھڑی نہ ہو۔ اور پھر اس زمانہ مبارک کی شادیاں خالص اسلامی طریقہ سے ہوا کرتی تھیں جس میں نہ ہزاروں کی تعداد میں دعوت ۔ نہ ڈھول باجہ ۔ نہ بھنگڑا، نہ آتشبازی اور نہ عیاشی و فحاشی کا مظاہرہ اور نہ مرغہ نہ بریانی ۔ نہ قورمہ اور نہ پلاؤ اور نہ کھیر نہ فرنی ہوا کرتی تھی ۔ بلکہ سادگی اور کفایت شعاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے چند براتی جاتے اور سادہ سی خوراک کھا کر دلہن کو ڈولی میں بٹھلا کر گھر لے آتے تھے۔

۱۔ اب اس بیماری کا علاج یہی ہے کہ ہم بھی جمعتہ المبارک کی عظمت ۔ اس کے محاسن، اس کے کمالات اور اس کے ثواب عظیم حاصل کرنے کیلئے خاطر جمعہ سے پہلے یا جمعہ کے بعد خورد و نوش اور دعوت ولیمہ کا انتظام و اہتمام کر لیا کریں تاکہ براتی بھی جمعہ کی نماز کسی نزدیکی جامع مسجد میں ادا کر لیا کریں۔

۲۔ یا جمعتہ المبارک کی چھٹی منسوخ کر کے اتوار ہی رکھ لی جائے۔

۳۔ اور یا پھر چھٹیاں دو کر دی جائیں تاکہ لوگ جمعہ کے اگلے دن شادی کر لیا کریں۔

۴۔ اور یا جمعہ کے دن شادی میں مدعوئین اور بلائے ہوئے لوگ شمولیت سے انکار کر دیں ۔

بہرحال ۔ جمعتہ المبارک کی فرضیت ۔ اسکی برکت اور ثواب عظیم کے حصول کیلئے خاطر کوئی نہ کوئی تبدیلی لانی ضروری ہے تاکہ مسلمان اس کے عظیم ثواب سے محروم نہ رہیں ۔ اور جمعہ بازاروں کا سلسلہ بھی ملک سے ختم کیا جائے تاکہ قرآن پاک کے بتائے ہوئے جمعہ شریف کے اہم فرائض کی پوری طرح ادائیگی ہو سکے اور جمعہ کی پہلی آذان ہی سے تمام کاروبار زندگی ۔ ہر طرح کا لین دین اور ہر قسم کی خرید و فروخت

بند کر کے خدا و رسول کی خوشنودی و رضا حاصل کی جائے۔

## جمعہ بازار کی لعنت

حضرات گرامی ـــــ اے اہل ایمان۔ اب ذرا جمعہ بازار کی لعنت جو ہماری اسلامی مملکت میں پھیل چکی ہے اور جس لعنت کے باعث کروڑوں مسلمان جمعتہ المبارک کی خیر و برکت سے محروم رہ جاتے ہیں ـــــ اور اللہ کریم کے واضح اعلان کے خلاف اپنی بے حسی ۔ اپنی جہالت اور اپنی مذہبی کمزوری کے باعث بغاوت کر کے اللہ و رسول کی ناراضگی پسند کرتے ہیں، اس کی کہانی بھی سنیئے ـــ

تفسیر کبیر ـــ جلد ۸ صفحہ ۱۴۷ ـــ سورۃ جمعہ میں ارشاد باری تعالے کہ ـــ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ۔ کہ جب یہ مسلمان کسی تجارت کے مال کو دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں اور تجھے اے میرے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم منبر پاک پر اکیلا چھوڑ جاتے ہیں ـــ

اس آیت پاک کا شانِ نزول جناب امام فخرالدین رازی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ لکھا ہے ـــــ

اِنَّ دِحْيَةَ الْكَلْبِيَّ اَقْبَلَ بِتِجَارَةٍ مِنَ الشَّامِ قَبْلَ اَنْ يُّسْلِمَ

کہ دحیہ کلبی اسلام لانے سے قبل شام سے تجارت کا مال مدینہ منورہ لایا کرتے تھے جس میں خورد و نوش کا سامان ـــ ضروریات زندگی کی اشیاء اور روزمرہ کے استعمال کی چیزیں ہوا کرتی تھیں ـــــ مثلاً گوشت ۔ دالیں ۔ سبزیاں ۔ آلو ۔ آٹا کپڑا ۔ پیاز ۔ لہسن اور انڈے وغیرہ ـــ

وَكَانَ يَتَلَقَّاهُ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ بِالطَّبْلِ وَالصَّفْقِ ـــ اور پھر وہ ڈھول اور نوبت کے ذریعہ پورے مدینہ منورہ میں اعلان کرواتا ـــــ

وَكَانَ ذَالِكَ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ

عَلَی الْمِنْبَرِ یَخْطُبُ ـــــ اور یہ سب کچھ جمعۃ المبارک کے دن ہوتا جبکہ نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم منبر پاک پر کھڑے ہو کر جمعتہ المبارک کا خطبہ شریف دے رہے ہوتے۔
اور پھر ادھر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا جُمعہ کا خطبہ مبارک شروع ہوتا ادھر دحیہ کلبی
کی طرف سے اعلان کیا جاتا ـــ کہ آؤ شہر والو ـــ دوڑو ـــ خورد و نوش کا سامان
آگیا ـــ گوشت آگیا ـــ دالیں آگئیں ـــ لہسن آگیا ـــ پیاز آگیا اور انڈے
بھی آگئے ـــ آٹا بھی آگیا ہے ـــ
بس یہ اعلان سنکر مسلمان نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر تنہا چھوڑ
کر کھانے پینے کی چیزیں لینے اور خوراک حاصل کرنے کیلئے جُمعہ بازار کی طرف دوڑ
پڑتے تھے اور مسجد میں صرف ۱۲ مسلمان رہ جاتے تھے۔
وکان من الذین معه ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما۔
اور ان میں حضرت ابوبکر صدّیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما مسجد میں
نبیِّ پاک علیہ السلام کے ساتھ رہ جایا کرتے تھے ـــ
برادرانِ اہلِ مدینہ ـــ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ نبیِّ
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدّیق سے ضرور پوچھا ہوگا کہ اے ابوبکر سب
مسلمان مجھے منبر پاک پر عین جمعہ کے خُطبہ کے دوران چھوڑ کر سودا خریدنے کے لئے
دحیہ کلبی کا قافلہ لگائے ہوئے جُمعہ بازار میں چلے گئے ہیں، تم کیوں نہیں گئے؟
تو سیّد افتخار الحسن زیدی کہتا ہے کہ انہوں نے ضرور بقولِ اقبال مرحوم ـــ یہ
جواب ہوگا ـــ کہ ـــ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ـــ

پروانے کو چراغ اور بُلبُل کو پھول بس
صدّیق کے لئے ہے خُدا کا رسُول بس

اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دحیہ کلبی کا نام نہیں لکھا بلکہ تجارتی قافلہ لکھا ہے۔

ھُوا ــــ سے مراد طبل اور ڈھول یا دف کی آواز مراد ہے ۔

آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تم جمعہ کی نماز سے فارغ ہو جاؤ اور اسکی خیر و برکت سے دامنِ مراد بھر لو تو پھر اپنی روزی تلاش کرو اور ضروریاتِ زندگی حاصل کرنے کی کوشش کرو ــــ

مگر پھر بھی ــــــ یہ نہ بھولنا کہ ــــــ واللہ خیر الرازقین

کہ اللہ تعالیٰ ہی اچھا اور بہترین رازق ہے ــــــ

کہ جس نے تمہیں ماں کے پیٹ میں رزق دیا اور جو پتھر میں کیڑے کو روزی دیتا ہے وہ تمہیں بھی اس رزق سے محروم نہیں رکھے گا ــــ

میرے پیارے صاحبو! ۔ جہاں قرآن پاک کی سورۃ جمعہ کے آخری حصہ میں جو ہدایات جاری کی گئیں ہیں ان میں سے افضل یہ ہے کہ جمعہ کی نماز ترک کر کے روزی تلاش کرنا جرم اور حرام ہے ــــ اور ــــ **جمعہ بازار لگانا** ایک کافرانہ دل و دماغ کی اختراع اور مشرکانہ ذہن کی پیداوار ہے وہاں یہ امر بھی غور طلب ہے ۔

کہ انسان کے لئے بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے اور روزمرّہ کے استعمال کی اشیاء اور خورد و نوش کا سامان مہیا کرنا اور اپنی معاشی حالت کو درست رکھنے کے لئے دوڑ دھوپ کرنا اتنا ضروری ہے کہ مدینہ پاک کے مسلمان اور جو اصحابِ رسول بھی تھے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو عین جمعۃ المبارک کے خُطبہ شریف کے دوران منبر پاک پر اکیلا و تنہا چھوڑ کر دحیہ کلبیؓ کے لگائے ہوئے جمعہ بازار کیطرف دوڑ جایا کرتے تھے تاکہ اشیاء ختم نہ ہو جائیں اور ہم محروم نہ رہ جائیں ــــــ

میرے مخلص ساتھیو! ۔ جانثار مقتدیو اور وفادار مریدو! ــــ دیکھو بات سے بات نکل کر کہاں تک جا پہنچی ــــــ بات تو **گستاخ رسُول** ــــ سُلیمان رشدی سے شروع ہوئی تھی پھر بڑھتے بڑھتے مرزا غلام احمد قادیانی

تک جا پہنچی جو سب سے بڑا گستاخِ رسول ہے۔
مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۹۰ء کی "نوائے وقت" اخبار میں ایک چھوٹی سی خبر شائع ہوئی ہے کہ سلیمان رشدی نے اپنے خلاف نفرت و عداوت کی آگ ٹھنڈا کرنے کیلئے اور اپنے خلاف جناب امام خمینی صاحب کے قتل کے فتویٰ کا کوئی اچھا ساحل نکالنے کے لیے ملّتِ اسلامیہ سے معافی مانگ لی ہے بلکہ اپنے کافرانہ رویہ سے توبہ اور تجدیدِ اسلام کر کے حلقۂ بگوشِ اسلام ہو گیا ہے۔
صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کہتا ہے کہ اگر یہ خبر صحیح ہے تو پھر مرزا طاہر بیگ قادیانی کو بھی خدا اور رسول اور اہل اسلام سے معافی مانگ کر اور اس کے ساتھ دوسرے مرزائیوں کو بھی نئے سرے سے اسلام لا کر اور یہ تسلیم کر کے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کذاب۔ کافر۔ مرتد اور واجب القتل ہے مسلمانوں میں گھل مل جانا چاہیئے۔
محترم دوستو! —— یہ یاد رہے کہ ۳۵ سال سے میرا جہاد صرف مرزائیت کے خلاف ہی نہیں ہے بلکہ ہر باطل فرقہ اور ہر بدعقیدہ انسانوں کی پھیلائی ہوئی ضلالت و گمراہی کی ظلمتوں میں نیکی و شرافت کی شمع جلانے میں مصروفِ عمل ہوں اور ذیلائے سُنیّت کیخلاف ہر اُٹھنے والی غلیظ زبان پر جندرہ لگانے کے لیے ہر وقت کمربستہ رہتا ہوں۔
اور اس سلسلہ کے ۳۵ لاکھ میل کا زندگی کا سفر ۱۹۴۸ء سے شروع ہوتا ہے اور آج ۱۹۹۰ء تک جاری ہے۔ اس حق و صداقت کی تبلیغ کے سفر کی تین جھلکیاں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

۱ بہاولپور سے ۴۲ میل دور مشرق کی طرف ہیڈ راجگان میں ظہر کی نماز کے بعد تقریر کر کے اگلے دن راولپنڈی پہنچنا تھا۔ اور ظہر سے پہلے تقریر بھی ہیڈ راجگاں تقریر کر کے رات ملتان آ گئے کار کے ڈرائیور سیّد تنویر شاہ صاحب تھے،

جو ایک ماہر اور تجربہ کار ڈرائیور ہونے کے ساتھ ۔ بڑے جی دار نڈر اور حوصلہ مند اور ان تھک بھی ہیں ۔ رات بارہ بجے میں نے شاہ صاحب کو جگایا اور پوچھا ۔ شاہ جی کیا ارادہ ہے ؟ ۔ جواب دیا ۔ جی حاضر ہوں ! ۔ چلو ۔

میں نے پھر غیر ارادی طور پر کہا ۔ شاہ جی ! ۔ رات اندھیری ہے اور راستہ خطرناک اور سفر طویل ہے ۔ خوفناک جنگل ۔ بھیانک اُجاڑ ۔ ریت کے ٹیلے اور صحرا و بیابان کے ہولناک مناظر اور ریگستان کے وحشی و خونخوار درندوں کے درمیان سے گزرنا ہے ۔ ملتان سے مظفر گڑھ بتیس[2] میل اور مظفر گڑھ سے میانوالی ۲۹۰ کلو میٹر ۔ اور میانوالی سے تلہ گنگ ۱۰۹ کلو میٹر اور تلہ گنگ سے راولپنڈی خدا جانے کتنی دور ہے ۔ سوچ سمجھ لو ! ۔

کہنے لگے ۔ صاحبزادہ صاحب ۔ گھبراؤ نہیں ۔ پہلے کوئی مجھے مارے گا پھر آپ کی طرف آئیگا ۔

شاہ صاحب کا یہ جرأتمندانہ جواب سنکر رات کے بارہ بجے ملتان سے روانہ ہو گئے ۔ مظفر گڑھ سے آگے گزرے تو تھل کا علاقہ شروع ہو گیا جہاں سے سڑک کے سوا آس پاس کی اور کوئی شے دکھائی نہیں دیتی تھی ۔ راستہ میں پولیس کی کئی چوکیاں ملیں اور ہر چوکی والوں نے کہا ۔ عجیب دیوانے ہو کر اس خوفناک ریت کے لق و دق سمندر میں آن پھنسے ہو ! ۔ جاؤ خدا حافظ !

اور آخر کار شاہ صاحب نے بڑی ہوشیاری ۔ ہوشمندی اور بڑے ہی حوصلہ سے اتنا لمبا سفر طے کیا اور دن کے دس بجے راولپنڈی پہنچا دیا ۔ جاتے ہی تقریر کی اور پھر فیصل آباد کے لئے روانہ ہو گئے ۔

۲ ۔ برکی کے محاذ پر رات کو تقریر کر کے اگلے دن ظہر کی نماز سے پہلے جہانیاں منڈی تقریر کرنے کے بعد رات کو رحیم یار خاں پہنچنا تھا ۔ مختار احمد ڈرائیور

تھا جو انجن کی ایک ایک تار سے بھی واقف تھا ـــــ جلسے کے بعد بر کی سے رات ایک بجے صبح کی نماز کئی راستوں۔ کئی سڑکوں اور کئی منزلوں کو طے کرتے ہوئے جہانیاں منڈی جا کر پڑھی، بارہ بجے وہاں کے ایک عظیم الشان اجتماع میں خطاب کرنے کے بعد وہاں سے چلے اور رات آٹھ بجے رحیم یار خان جا پہنچے ـــــ وہاں تقریر کی اور رات کے ایک بجے پھر فیصل آباد کے لیے چل پڑے! ــــ

۳ تبلیغی مرکز رائے ونڈ سے کوئی دو تین میل آگے ایک بستی میں جلسہ تھا۔ عبدالستار نیازی نعت خواں بھی ساتھ تھا اور ڈرائیور سید تنویر شاہ صاحب تھے۔ جلسہ سے فارغ ہو کر واپس لاہور حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری و سلام کے لیے یتیم خانہ کے چوک پر پہنچے تو پولیس کا ایک بھاری دستہ ہماری آمد کا منتظر تھا جو رات کے مسافروں کو حفاظت سے منزلِ مقصود تک پہنچانے کے لیے نہیں بلکہ ان کے مال و متاع کے لوٹنے کے لئے ہر شہر کے بڑے چوک میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ ہماری کار ان کے قریب سے گزری تو پیچھے لگ گئے یہ سمجھ کر کہ گاڑی کا نمبر سندھ کا ہے اور یہ یا تو سمگلر ہیں یا سندھ کے ڈاکو ـــــ اور سندھ کے ڈاکو ہیں بھی مشہور جنھوں نے سراندیپ سے واپس جاتے ہوئے عربوں کا قافلہ لوٹ لیا تھا اور پھر انہیں سنگین جرم کی سزا دینے اور ان کی ڈاکہ زنی کی سرگرمیوں کو روکنے کے لیے حجاج بن یوسف کے عہدِ خلافت میں محمدؒ بن قاسم کو ایک اسلامی لشکر لے کر آنا پڑا اور ان ڈاکوؤں کی سرکوبی اور راجہ داہر کو شکست دے کر سندھ میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھیؒ! میرا خیال ہے کہ سندھ کے مشہور ڈاکو رحیم ہنگورو کی ہلاکت کے بعد اب سندھی ڈاکوؤں کا خاتمہ ہو گیا ہو گا۔ مگر دو چار سال بعد سے تو پتہ چلتا ہے کہ آجکل سندھ میں جو بھی پیدا ہوتا ہے۔ ڈاکو ہی پیدا ہوتا ہے ـــ

آؤ ــــ ذرا پاکستان کے ایک مشہور و معروف اور ملک میں سب سے زیادہ چھپنے والے اخبار "**نوائے وقت**" کی تازہ خبریں ملاحظہ کریں ــــ

مورخہ ۲۷ دسمبر ۹۰ء ص ۸ ایک ریٹائرڈ ایس پی کا گھر والوں کے نام خط،
"۲۵ لاکھ روپے ادا نہ کئے تو ڈاکو مجھے رہا نہیں کریں گے۔"

مورخہ ۹۰/۱۲/۲۷ ص ۸ "گوٹھ ساون بستی کے قریب تین افراد کو اغوا کر لیا گیا۔
ڈاکو دو افراد کو یہ کہکر چھوڑ گئے کہ تاوان کا بندوبست کرلیں۔"

مورخہ ۹۰/۱۲/۲۷ ص ۸ " دادو سندھ ــــ ڈاکوؤں کی فائرنگ سے اے ایس آئی اور اس کے چچا جاں بحق۔ "وہ داہن کے قریب گاؤں میں ڈاکہ ڈالنے آئے تھے، مزاحمت پر گولی چلادی"۔

۹۰/۱۲/۲۹ ص ۳ "ایدھی ایمبولنس کی ایک پک اپ پر ڈاکوؤں کی فائرنگ سے تین افراد ہلاک ــ ۵ افراد زخمی ــــ دو خواتین کی حالت نازک ہے۔"

ٹنڈو الہ یار ــ سندھ

۹۰/۱۲/۲۹ ص ۳ "سندھ میں پندرہ سو ۱۵۰۰ ڈاکوؤں کا صفایا کرنے کیلئے کمانڈوز کی بٹالین درکار ہوگی۔"

ان خبروں کے بعد صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن، وزیر اعظم پاکستان جناب نواز شریف سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہے کہ:-

کہاں گیا تمہارا یہ اعلان کہ تاوان لے کر رہا کرنے والے ڈاکوؤں کو سر عام پھانسی دی جائے گی

۴ آج سے کوئی پندرہ سال پہلے کی کہانی اور بات ہے کہ میں لیہ اسٹیشن سے اتر کر چودہ میل کے ریگستان تھل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد گرمی میں ایک اونٹ پر ایک چک میں پہنچا۔ جلسہ ختم نبوّت کے نام پر تھا، ہزاروں کا مجمع

اور لنگر کا عام انتظام تھا ـــــ لاؤڈ سپیکر بھی لگا ہُوا تھا مگر اسٹیج خالی اور مجمع بکھرا ہُوا تھا لوگ اِدھر اُدھر حیران و پریشان پھر رہے تھے۔
میں نے انتظامیہ سے پوچھا ـــــ یہ کیا ماجرا ہے؟ لوگ پریشان اور بکھرے ہوئے کیوں ہیں؟ اور جلسہ شروع کیوں نہیں کیا گیا ـــــ
رو کر کہنے لگے ـــــ حضور ہم غریب اور رکّی لوگ ہیں اور چک والے چوہدری لوگ ہیں اور سب مرزائی ہیں۔ ہم نے جلسہ ختم نبوّت کا اشتہار چھپوایا تو یہ مرزائی چوہدری ہمارے پاس آئے اور بڑے غصّے سے کہنے لگے کہ اگر تم نے یہ جلسہ کیا تو ہم تمہاری لڑکیاں اُٹھا لیں گے ـــ
آج ہم پھر ہمّت کر کے اور جانیں ہتھیلی پہ رکھ کر انتظام کرنے لگے تو پھر ان کی طرف سے یہ دستی رُقعہ آیا ہے کہ کیا تم نے ہمارا پہلا اعلان نہیں سُنا تھا اور خبردار جو جلسہ کروایا ـــــ
میں نے ان کی کہانی سُنی تو جوش آ گیا ـــــ جوانی تھی ـ شباب کا زمانہ تھا ـــ نہ کوئی خوف تھا اور نہ کسی قسم کا کوئی ڈر ـــــ انہیں حوصلہ دیا ـــ تسلی دی اور کہا کہ آپ گھبرائیں نہ ـ انشاء اللہ العزیز جلسہ ہو گا اور ضرور ہو گا اور ختم نبوّت کے مقدّس موضوع پر ہو گا ـ
کمرہ سے تین آدمیوں کے سوا باقی تمام آدمی باہر نکال دیئے ـــ دروازہ بند کر کے میں نے ان سے پوچھا، اس علاقہ کا ڈاکو قسم کا کوئی آدمی ہے ـ
کہنے لگے ـــ ہاں ہے ـــ یہاں سے چار میل دُور فلاں چک میں نُورا ڈاکو ہے ـــ جو بڑا دلیر اور لڑاکا ہے!
میں نے ان سے کہا کہ دو ڈاچیاں تیار کرو ایک پر کوئی سوار پہلے نکل جائے اور نُورا کو جا کر کہے کہ صاحبزادہ پیر سیّد افتخار الحسن فیصل آباد والے تجھے ملنے آ رہے ہیں!

مگر کسی دوسرے آدمی کو اس بات کی خبر نہ ہو ——— انہوں نے دو مہرے تیار کیئے جنہیں ریگستان کا جہاز کہا جاتا ہے۔

ایک آدمی بڑی ہی رازداری سے نکل گیا اور پھر کوئی دس پندرہ منٹ کے بعد میں بھی دوسرے مہرے پر ایک آدمی کے پیچھے بیٹھ کر روانہ ہوگیا۔ آنِ واحد میں اس چک میں پہنچ گیا۔ پہلے جانے والے آدمی نے نورا کو بتلا دیا ہوا تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ میں ایک ڈاکو اور وہ صاحبزادہ۔ پیر اور سید ——— آخر معاملہ کیا ہے؟

اتنے میں میں بھی نورا ڈاکو کے ڈیرہ پر پہنچ گیا۔ نہایت ہی خوبصورت جوان۔ چہرہ پُر جلال پیشانی پر جمال اور آنکھوں میں ماہتابی چمک۔

اگر میں نے دُلّا بھٹی دیکھا ہوتا تو سمجھتا کہ یہی ہے۔ دس بارہ جوان اور بھی اس کے بیٹھے تھے۔

میری سج دھج کو دیکھکر تعظیم کے لیئے وہ سب کھڑے ہو گئے۔

میں نے بیٹھتے ہی پوچھا ——— جوانو! تم میں سے نورا کون ہے؟

وہ خود ہی بول اٹھا ——— جی میں ہوں ——— حکم ———

میں نے کہا تم سے علیحدگی میں بات کرنی ہے۔ ہم دوسرے کمرے میں چلے گئے ——— جی حکم فرماؤ!

میں نے کہا نورے سُنا ہے تو ڈاکو ہے؟

کہنے لگا جی ہاں! ——— فرماؤ کیا بات ہے اور اس کی سانس تیز ہوگئی!

میں نے کہا۔ نورے تو نے کئی گھر لوٹے ہوں گے اور اگر کوئی تیرے نبی کی نبوت اور عزت پر ڈاکہ ڈالے تو تیرے پاس اسکا کیا علاج ہے؟

کہنے لگا ——— قتل! اور ساتھ ہی اسکی آنکھوں سے آنسو نکل آئے ——— میں نے فوراً ختم نبوت والے جلسہ کا اشتہار اسے پکڑا

دیا۔ اور مرزائیوں کی طرف سے دی گئی دھمکیوں کا ذکر بھی کر دیا ـــــ
کرامتی قدر حضرات! نورا ڈاکو تڑپنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں
آگ کے انگارے جل اُٹھے اور تن بدن میں مرزائیوں کے خلاف نفرت و عداوت
کے شعلے بھڑک اُٹھے!

کہنے لگا حضور کچھ کھانا پینا ہے تو سب تیار ہے ـــــ نہیں تو ـــــ
آپ چلیں۔ جا کر جلسہ شروع کریں اور میں بمعہ ساتھیوں کے آیا ـــــ
شربت کا گلاس پی کر ہم واپس آ گئے۔

میں نے سٹیج پر چڑھ کر اعلان کر دیا کہ حضرات فوراً جلسہ گاہ میں آ جائیں۔ جلسہ شروع ہو
چکا ہے! قرآن پاک کی تلاوت شروع کر دی گئی ـــ

لوگ حیران تھے کہ یہ کیسے ہوا اور کیونکر ہوا ـــ

تلاوت قرآن حکیم کے بعد نعت خوانی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

نعت خوانی ختم ہوئی تو میں تقریر کے لئے آگے بڑھا ہی تھا کہ مرزائی چوہدری
مسلح ہو کر گھروں سے نکل آئے اور کہنے لگے ـــ جلسہ و تقریر بند کر دو ورنہ تہاڈیاں
گُڈیاں چک لواں گے ـــــ

وہ یہ بکواس کر ہی رہے تھے کہ چار ڈاچیوں پر نورا ڈاکو اور اس کے مسلح
ساتھی جلسہ گاہ میں خوفناک طوفان کی طرح جلسہ گاہ میں آن پہنچے ـــ

نورا نے للکار کر کہا ـــ "چوہدری خان احمد اج پتہ لگ جائے گا کہ گُڈیاں کناں
دیاں چکیاں جاندیاں نے" ـــــ

بس پھر کیا تھا ـــ تقریر ہوئی ـــ مرزائی بھاگ گئے ـــ دروازے بند کر لئے اور
لگے معافی مانگنے! ـــــ

جلسہ ختم ہوا ـــ کمرہ میں بیٹھے تو نورا نے کہا ـــ حاجی خدا بخش جی ـــ جلسہ پر

کتنا خرچ ہُوا ـــــ جی کل تین سو روپے ـــ

نورا نے رقم دے کر مبارک باد دی ـ

مَیں نے نورا کو گلے لگاتے ہوئے کہا ـــ نورے ! تو ڈاکو ہے ـ بدمعاش اور قاتل ہے مگر آج تو نے اپنے نبیؐ کی ختمِ نبوّت اور عزت و آبرو بچا کر رحمتِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے جنّت کی چابی حاصل کر لی ہے اور تیرے سب ڈاکے، قتل اور بدمعاشیاں معاف ہو گئی ہیں ـــــــ

نورا نے اپنا سر میرے پاؤں پہ رکھتے ہوئے اور پھر ہاتھ باندھ کر کہا ـــ کہ شاہ صاحب ـــ آج سے میں ہر برائی ـ ہر عیاشی ـ ہر گناہ اور ہر ڈاکے اور ہر قتل سے توبہ کرتا ہوں ـــــــ دوستو ـ دعا کرو اللہ مجھے معاف کر دے ـ

اور پھر میں نے عوام کو نبئ پاک علیہ السلام کی وہ حدیث پاک سنائی جس میں سو آدمیوں کے قاتل کی توبہ اللہ والوں کے پاس جانے سے قبول ہو گئی تھی ـــــ

ایک سال کے بعد دوپہر کا وقت تھا کہ دروازہ پر دستک ہوئی ـ دروازہ کھولا تو ایک درویش ہاتھ میں تسبیح ـــ کندھے پر مصلّی اور لمبی سی داڑھی کے ساتھ لمبا سا کرتہ پہنے ہوئے ایک درویش اندر داخل ہُوا ـ اور ان کے ساتھ دو ملنگ بھی تھے ـ پوچھا حضور ـــ میں پہچان نہیں سکا ـ فقیر مسکرایا اور کہا حضور میں ہی

## نورا ڈاکو ہوں !

اور ان بدکردار چوروں اور خطرناک ڈاکوؤں کی سرگرمیاں ـ اغوا ـ لوٹ مار اور دہشت و بربریت صرف سندھ تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ پورے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ان کا خوفناک گروہ پوری طرح چھایا ہوا ہے ـ سائیکل کی چوری سے لے کر بنک لوٹنے تک اور بسوں میں واردات سے لیکر انسانوں کے اغوا تک، ان وحشی درندوں کی سفاکانہ کارروائیاں جاری رہتی ہیں ـ جنہیں نوائے وقت اخبار کے ذریعہ

پہلے بھی ان کی نشاندھی کر دی گئی ہے اور اب اسی مشہورِ زمانہ اخبار کی دو چار تازہ خبریں ملاحظہ ہوں! ــــــــ

مورخہ ۱۲/۹/۸۰ صہ ۱ خبر:۔ سندھ میں ڈاکوؤں نے فیڈریشن بنالی ۔ اور ہر زمیندار سے ۵ لاکھ روپے طلب کر لئے!۔ ۲۰ کلو میٹر کے زرخیز علاقہ میں ڈاکوؤں کا راج ہے۔ ۵ لاکھ روپے نہ دینے والوں کے بچے اغوا کر لیئے ــــــ کراچی ۔

خبر ۲:۔ خوشاب ۱۲/۹/۸۰ "نوائے وقت"۔ خوشاب کے قریب کھٹہباڑی کے مقام پر ڈاکوؤں کی لوٹ مار۔ سڑکوں پر رکاوٹیں کھڑی کر کے ٹریفک روک دی اور مسافروں کو جان سے مار دینے کی دھمکی دے کر لوٹتے رہے" ــــــ

میں گوجرانوالہ جیل میں تھا تو وہاں گجرات کا ایک مشہور اور خطرناک ڈاکو ہرنا بھی بتیس سال کی سزا بھگت رہا تھا ــــــ ایک دن وہ میرے احاطہ سے گزرا۔ ہاتھوں میں ہتھکڑی۔ پاؤں میں آہنی بیڑیاں اور بدن پر لوہے کی زنجیریں ــــــ میں احاطہ کے دروازہ پر اسے دیکھنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ ہرنا ڈاکو۔ لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہوا اور پاؤں کی بیڑیاں چھنکاتا ہوا قریب سے گزرا تو مَیں نے اسے ٹھہرا لیا۔ اسکی دردناک کہانی سنی۔ کہنے لگا شاہ صاحب! مَیں ایک ڈاکو ہوں۔ مکانوں، دکانوں اور بنکوں کو لوٹنے والا ڈاکو، لوگوں کی نیند حرام کرنے والا ڈاکو اور پولیس سے اصلی مقابلہ کرنے والا ڈاکو ــــــ اور لوگوں کے ساتھ اپنی نیند بھی حرام کر کے۔ اپنی جان ہتھیلی پر رکھکر اور یہ سمجھکر کہ اگر پولیس یا کسی گاؤں کے عوام سے مقابلہ ہو گیا تو خدا جانے زندہ واپس آؤں یا نہ ــ وہ ڈاکو! ــــــ

حضرات گرامی ــــــ یہ یاد رہے کہ صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن کے نزدیک ہر وہ پولیس افسر۔ ہر وہ مجسٹریٹ ــ ہر وہ جج اور ہر وہ منیجر جو عدل وانصاف کی کرسی پر بیٹھکر کسی معمولی نوعیّت کے مقدّمہ میں ہزاروں اور کسی قتل کے کیس میں لاکھوں روپے رشوت لیکر عوام کو

لوٹنے والے اور غریب لوگوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈال کر فیصلے کرنے والے اور شہر کے ممبر جو ایک ٹھوکھار رکھوانے کے ۲۵ ہزار روپے اور کسی لڑکی کو سکول میں استانی لگوانے کے ۴۰ ہزار روپے رشوت لینے والے بنک لوٹنے والے ڈاکوؤں سے زیادہ خطرناک ہیں۔

مگر عجیب قدرت کا نظام ہے کہ وہ تو راتوں کو لوگوں کو لوٹتے اور ڈاکہ ڈالتے ہیں اور یہ حرامخور دن کی روشنی میں عوام کی جیبیں صاف کرتے ہیں۔ پھر — وہ بدمعاش اور یہ شریف — وہ بدتمیز اور یہ مہذب — وہ چور اور یہ معزز، اور وہ ڈاکو اور یہ دانشور۔ کون پوچھے ان کو۔ کون محاسبہ کرے ان کا — کون زنجیریں پہنائے ان کے پاؤں میں اور کون ہتھکڑیاں لگائے ان کے ناپاک ہاتھوں پر۔

## اسلام اور نظامِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

لیکن سیّد افتخار الحسن کے نزدیک ملک میں بڑھتے ہوئے غنڈہ گردی کے جراثیم — عیاشی و فحاشی کے کیڑے، اور وحشت و بربریت کے اژدھا اور قتل و غارت کے کالے ناگ اور چوری و ڈکیتی کی خطرناک وارداتوں میں ملک میں چلنے والی **پنجابی فلموں** کا کافی حصہ ہے —

بھلا جس اسلامی ملک میں مندرجہ ذیل فلموں کی نمائش زوروں پر ہوں۔ چوروں کی رانی۔ کالے چور اور ڈاکہ تو پھر اس ملک کے عوام تو رہے ایک طرف کالجوں کے طلبائے کرام بھی ملوث ہونے لگتے ہیں۔ عرصہ دس سال سے ملک کے سینما گھروں میں ایسی ہی فلمیں چل رہی ہیں جس میں قتل و غارت — دہشت و بربریت — خون خرابہ۔ مار دھاڑ اور چوری و ڈاکہ کے ساتھ ساتھ مصطفٰے قریشی کے گنڈاسے کا سین اور سلطان راہی کے برچھے کا منظر بڑی مہارت اور خوبصورتی سے نبھایا جاتا ہے یہانتک خوفناک منظر دکھائے جاتے ہیں کہ مجھ جیسے بوڑھے اور کمزور دل انسانوں کو اخباروں میں تصویریں ہی دیکھکر ڈر لگتا ہے!۔ نہ کوئی تاریخی فلم۔ نہ کوئی گھریلو کہانی اور نہ ہی کوئی سوشل داستان —

اور ٹیلیویژن پر بھی اخلاق سوز اشتہارات اور حیا باختہ تصویروں کے سوا اور کچھ نہیں دکھائی دیتا۔ **احبابِ کرام!** ـــــ معاف رکھنا۔ کتاب گستاخِ رسول کی سزا سے شروع تو ہوئی تھی۔ سلیمان رشدی کی کتاب "شیطانی آیات" کے جواب جس میں اس نام نہاد مسلمان نے اسلام اور بانیٔ اسلام پر بازاری زبان و قلم سے رکیک حملے کر کے پوری ملتِ اسلامیہ کو اپنے خلاف کر کے ایک طوفان کھڑا کروالیا اور ایران کے انقلابی اور روحانی پیشوا امام خمینی کی طرف سے واجب القتل ہونے کا فتویٰ بھی لگوالیا۔

مگر حضرات محترم!ـــ بات سے بات نکلتی ہوئی آ پہنچی ہمارے ڈاکوؤں اور مہذب ڈاکوؤں تک اور یہ سب کچھ اسلیئے ہوا کہ کچھ ڈاکو تو لوگوں کا ساز و سامان لوٹتے ہیں اور کچھ ڈاکو مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں جیسا کہ سلیمان رشدی اور مرزا غلام احمد قادیانی ـــــ

سلیمان رشدی نے اسلام کی عزت اور ناموسِ رسالت پر ڈاکہ ڈالا اور غلام احمد نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت پر ڈاکہ ڈال کر اور اپنی کتابوں میں اسلام کے ہر معزز و محترم انسان کو گستاخی کا نشانہ بنا کر اور دین کے ہر ستون کو اپنے بے ادبی کے کلہاڑے سے پاش پاش کرنیکی ناکام کوشش میں جہنم کی آگ کا ایندھن بن گیا اور اپنے بعد آنے والے مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دلوایا گیا ـــــ اور سلیمان رشدی نے اسلام اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں بازاری زبان استعمال کر کے پوری ملتِ اسلامیہ کو اپنے خلاف کر کے ایک طوفان کھڑا کروالیا اور پھر ایران کے انقلابی اور روحانی پیشوا امام خمینی کیطرف سے اپنے لیئے واجب القتل ہونے کا فتویٰ بھی لگوالیا جس کی آواز اسلام آباد میں بھی سنی گئی ـــ اور اب کافی مدت کے بعد یہ بات کھل کر سامنے آگئی ہے کہ اس نے لندن میں عیسائیوں کی گود میں بیٹھ کر وائس آف امریکہ کے نمائندہ کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے، جسے روزنامہ نوائے وقت نے اپنی ۱۲/۹/۹۰ کی اشاعت میں ان حروف و جملہ کیساتھ لکھا ہے بمعہ تصویر کہ "سلیمان رشدی کا کلمہ تو دہیں رہا ہے میری کتاب میں اسلام پر کوئی حملہ نہیں۔ غلط فہمی دور کر لیں۔ معاملہ صاف ہو چکا ہے۔

مسلمان سکالروں کو قائل کر لیا ہے۔ اور میرے قبولِ اسلام کے بعد تنازعہ ختم ہو جانا چاہیئے" (رشدی)

اب صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن اس بد نہاد انسان اور بد فطرت آدمی کے انٹرویو پر تبصرہ کئے بغیر اس پر چند سوالات کرتا ہے ۔۔۔ میرے وفادار مقتدیوں ۔ فدا کار ساتھیو، جانثار مریدو اور قابلِ احترام دوستو اور بزرگو آپ بھی ملاحظہ فرمائیں!

نمبر (۱) :۔ اگر تیرے نزدیک تیری کتاب میں اسلام پر کوئی حملہ نہیں ہے اور تو نے کوئی کفر نہیں کیا تو پھر کلمہ شریف پڑھکر تجدیدِ اسلام کیوں؟

نمبر (۲) :۔ اور اگر تیرے نزدیک معاملہ صاف ہو چکا ہے تو پھر انگریزی حکومت کی پناہ کی کوٹھڑی سے نکل کر آزاد فضا میں عام مسلمانوں سے بغلگیر کیوں نہیں ہو جاتا؟۔

نمبر (۳) :۔ وہ مسلمان سکالر کون ہیں جنہیں تو نے اپنے کفریات پر قائل کر لیا ہے؟

نمبر (۴) :۔ ارے پاگل رشدی مسلمان سکالر تو یہ ہیں جنہوں نے تیری کتاب کے خلاف اسلام آباد میں ایک بہت بڑے جلوس کی قیادت کرتے ہوئے پاکستان کی ظالم، سفاک اور رشوت کے ذریعہ خنزیر کا گوشت کھانے اور سوٗر کا لہو پینے والی پولیس نے بینظیر بھٹو کے عہدِ حکومت میں گولیوں کی بارش کر کے چھ مسلمانوں کو شہید کر کے ابدی نیند سلا دیا تھا۔

اور وہ مسلمان سکالر مندرجہ ذیل تھے۔

مولانا عبد الستار خاں نیازی ۔ مولانا کوثر نیازی ۔ مولانا فضل الرحمٰن اور نوابزادہ نصر اللہ خان۔

ہم اگر آج بھی قرآن کو سینوں سے لگا لیں، احکام خداوندی کی پابندی اور شریعتِ مصطفےٰ کی سربلندی کرنا سیکھ لیں اور گستاخانِ رسولؐ کا مقابلہ کریں تو ہماری مشکل آسان ہو سکتی ہے۔ اور ہم ہر قسم کے اقتصادی اور معاشی بحران پر قابو پا سکتے ہیں اور وہ گستاخ رسولؐ چلا ہے۔

بدنام زمانہ سلمان رشدی ہو یا جہنم کی آگ کا ایندھن مرزا غلام احمد قادیانی ۔۔۔ اور

اب جو گرداب بلا میں پھنسی ہے کشتی ؛ دین و ایمان کی قوت سے نکل سکتی ہے
اور۔ ہم اگر آج بھی اللہ کو راضی کر لیں ؛ تو۔ آج بھی قوم کی تقدیر بدل سکتی ہے

حضراتِ محترم! ——— اب میں عرصہ تین سال سے بیمار اور صاحبِ فراش ہوں، یہاں تک کہ چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو چکا ہوں لیکن اس کے باوجود بھی جامع مسجد الفردوس منصور آباد کی انتظامیہ نے رونق اور ذوق میں فرق نہیں آنے دیا۔ بلکہ مسجد کے نمازیوں۔ مقتدیوں اور میرے مریدوں کی عقیدت ملاحظہ ہو کہ مجھے حجرہ سے کرسی پر اٹھا کر مسجد کے محراب و منبر تک لیجاتے ہیں اور پھر دورانِ تقریر وہی دادِ تحسین کے پھول اور وہی نذرانوں کی بارش ——— اور مجھے اپنی انتظامی کمیٹی پر ناز ہے اور کمیٹی کو میری خطابت پر فخر ہے۔ اسلیئے بھی کہ میری خطابت صرف جامع مسجد الفردوس تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ ہر فرقہ میری خطابت کو انتہائی شوق سے سنتا ہے۔ ابھی ۱۹/۱ کو انجمن سپاہِ صحابہ، دیوبندی کی طرف سے یوم صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منایا گیا جس میں مجھے بھی مدعو کیا گیا تھا اور اشتہار میں میرا نام بھی لکھدیا تھا۔ مگر افسوس کہ علالت اور فیصل آباد ہسپتال میں داخل ہونے کے باعث اس جلسہ میں شریک نہ ہو سکا ———

اور اسی روز یعنی ۱۹/۱ ہی کو حضرت علی علیہ السلام کے ملنگوں یعنی شیعہ حضرات کی طرف سے جناب صادق گنجی مرحوم ایران کے قونصل خانہ لاہور کے ڈائریکٹر جنرل کے ایصالِ ثواب کیلئے ایک جلسہ کا انتظام کیا گیا تھا، اسمیں بھی مجھے دعوت تھی اور اشتہار میں بھی میرا نام شامل تھا۔ مگر بیمار اور علیل ہونے کے باعث شرکت نہ کر سکا۔

پچھلے سال ——— امین پور بازار فیصل آباد کی جامع مسجد اہلحدیث کے حضرات کیطرف سے ایک احتجاجی جلسہ ہوا علامہ ظہیر الٰہی کے بارے میں جسمیں میرا خطاب بھی تھا۔ اور پھر میں نے اپنی ۴۵ سالہ خطیبانہ زندگی اس انداز سے گذاری کہ ملک کے ہر فرقہ نے اسے سراہا ہے۔ اور میرے خطاب کی تعریف کی ہے۔ دادِ تحسین کے پھول نچھاور کیئے۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ مجھے افتخارِ ملت کا خطاب شیخ القرآن حضرت علامہ محمد عبد الغفور صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے گوجرہ کے سٹیج پر دیا تھا اور شہبازِ خطابت کا خطاب

مجھے غزالیِ زماں اور ولیِ کامل حضرت علامہ احمد سعید صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مدرسہ انوار العلوم کے سالانہ جلسہ میں عطا کیا تھا جبکہ مولانا محمد عمر صاحب اچھروی رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبزادہ فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کچھ مولویوں کی سازش سے مجھے رات کے ایک بجے تقریر کا وقت دیا گیا جبکہ لوگ جلسہ گاہ سے جا رہے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ تقریر کا موضوع ختمِ نبوّت تھا۔ تو میں نے جاتے ہوئے لوگوں سے کہا کہ دوستو اور بزرگو۔ میری ایک بات سن لو اور پھر چلے جانا۔ بات یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی فلاں کتاب میں لکھا ہے کہ مجھے سلسل بول کی بیماری ہے۔ اور بعض دفعہ تو مجھے ایک رات میں سَو دفعہ بھی پیشاب آجاتا ہے تو میں اس انگریزی اور جھوٹے اور کذّاب نبی سے پوچھتا ہوں کہ۔ دن اور رات کے گھنٹے ۲۴ اور پیشاب سَو دفعہ تو تجھے وحی کس وقت آتی ہوگی اور پھر میں نے۔ اسیر شاعر کا یہ پنجابی کا شعر پڑھ دیا کہ ——— ع

سلسل بول دا جیہڑا مریض ہووے ؛ اور کیسے سیتے امام نہیں ہو سکدا
تہانوں سچ وی گل میں دس دیواں ؛ نبی کدی غلام نئیں ہو سکدا

بس پھر کیا تھا جاتے ہوئے لوگ ٹھہر گئے، گئے ہوئے بھی واپس آگئے اور پھر رات دو بجے تک ایمان افروز تقریر کے بعد علامہ رازیٔ دوراں نے فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب کی تقریر کیوں کامیاب نہ ہوتی شہبازِ خطابت جو ہوئے۔ ع

کلیوں کو بھی سینہ کا لہو میں نے دیا ہے ؛ کہ گلشن کی فضا صدیوں مجھے یاد کرے گی۔

آخر ایک دن دل کی دھڑکن تیز ہوگئی۔ سانس رک رک کر آنے لگا اور شوگر کا زاویہ بھی انتہا کو پہنچ گیا تو اہلِ خانہ نے گھبرا کر مولینا محمد اشرف ہمدانی کو فون کیا اور ساری کیفیت بیان کی۔ انہوں نے نہایت ہی خندہ پیشانی اور کشادہ دلی سے میرا علاج کرانے کی حامی بھر لی اور کہا کہ صاحبزادہ صاحب کو فوراً نیشنل ہسپتال لے آؤ،

میں وہاں انتظار کروں گا۔ رات کے دس بجے کے قریب ہسپتال پہنچے تو دیکھا کہ مولینا صاحب وہاں موجود تھے اور انہوں نے ہسپتال کے تمام ذمہ دار ڈاکٹروں کو بلا لیا ہوا تھا ــــ مثلاً۔ ڈاکٹر ظفر احمد صاحب۔ ڈاکٹر شمیم احمد صاحب، ڈاکٹر خاں محمد صاحب۔ ڈاکٹر لیاقت علی صاحب اور ڈاکٹر محمد طاہر صاحب ــــ

ان حضرات نے نہایت ہی ہمدردی و خیر خواہی کیساتھ مجھے داخل کر لیا اور پھر ہر طرح اور ہر قسم کا علاج شروع کر دیا۔ کوئی دو گھنٹے کے بعد مجھے ہوش آیا اور پھر جہاں موت کے سائے مجھ پر منڈلا رہے تھے ان ڈاکٹروں کے علاج اور حسن سلوک کے باعث مجھے زندگی کے آثار دکھائی دینے لگے اور مجھے مایوسی و نا امیدی کی کالی راتوں میں یاس و امید کی صبح تاباں دکھائی دینے لگی اور لمبی بیماری کی زحمت کی تاریکی میں نیشنل ہسپتال فیصل آباد میں مجھے رحمت کا سورج نظر آنے لگا۔ ڈاکٹر ظفر احمد صاحب کی مریضوں کے ساتھ اتنی مٹھاس بھری گفتگو ہوتی ہے کہ مریض کی آدھی مرض کا علاج ہو جاتا ہے اور پھر دوسرے ڈاکٹروں کی قابلیت و مہارت اور تجربہ کاری بھی قابل تحسین و آفرین ہے۔ اور پھر ان فرشتہ سیرت ڈاکٹروں کے ساتھ کام کرنے والے کمپوڈر۔ نرسیں اور مریضوں کی دیکھ بھال کرنے والا سارا عملہ بھی دن رات مصروف عمل رہتا ہے اور رات کو بھی ہر دس منٹ کے بعد کوئی نہ کوئی ڈاکٹر، کوئی نہ کوئی کمپوڈر اور کوئی نہ کوئی نرس مریض کا حال پوچھنے۔ حوصلہ دینے اور صحت کی دعا کرنے آجاتا ہے۔ آخر ایک ہفتہ کے بعد وہاں سے صحتیاب ہو کر گھر آگیا۔ اس دوران مولینا محمد اشرف ہمدانی صاحب نے اپنی ذمہ داری کو خوب نبھایا۔

اور اب بھی کبھی طبیعت خراب ہو جاتی ہے تو ڈاکٹر ظفر احمد صاحب کے کلینک پر چلا جاتا ہوں اور پہلے تو ڈاکٹر صاحب سے وقت لینے کیلئے ایک مولوی صاحب سے ملنا پڑتا ہے جو نہایت ہی خوش اخلاق اور خوش مزاج ہونے کیساتھ ساتھ مریضوں سے پورا پورا تعاون بھی کرتے ہیں غرضیکہ ــ فیصل آباد کا یہ نیشنل ہسپتال ایک مکمل شفاخانہ اور بہترین علاج گاہ ہے۔

قارئین کرام! ــــ اب میں چراغِ سحری اور زندگی کے سفر کی آخری منزل پہ اور مٹی کا بنا ہُوا ایک دیا ہوں جو موت کے ایک معمولی سے جھونکے اور کسی بے وفا دوست کی چادر کی ہلکی سی ہوا سے بھی بجھ سکتا ہے ــــ مگر مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ مرنے سے پہلے آج ۹۱/۱/۶ کی نوائے وقت اخبار میں یہ خبر پڑھ لی ہے کہ۔ سلیمان رشدی کے وکیل نے اس شیطان کی وکالت کرنے سے انکار کر دیا ہے ــــ شاید اسلئے کہ وہ

گستاخِ رسُول ہے! ــــ

حضراتِ محترم! ــــ میری اس تین سال کی بیماری میں کسی رشتہ دار نے میرا ساتھ نہیں دیا۔ ہاں البتہ ساتھ دیا تو میرے مخلص مریدوں ــ وفادار نمازیوں۔ جانثار مقتدیوں اور غمگسار دوستوں نے اور پھر یا بڑے بھائی صاحب صاحبزادہ سیّد محمد یعقوب صاحب ہیں، جنہیں میری بیماری کا احساس ہے، وہ کبھی کبھی پتہ کرنے آجاتے ہیں اور اگر آنے میں دیر ہو جائے تو ٹیلی فون پر ملاقات کر لیتے ہیں ــ اور یا وفادار بیوی ہے جو دن رات میری تیمارداری میں لگی رہتی ہے، اور نہ اسے دن کو آرام نہ رات کو نیند ــ کمال یہ ہے کہ دوائی دینے اور پلانے میں اتنی ماہر اور تجربہ کار ہو چکی ہے کہ سند یافتہ نرس معلوم ہوتی ہے ــــ اور یا پھر صاحبزادہ سیّد ابرار الحسن ہے جو انجان اور بے سمجھ ہونے کے باوجود رات کو جب کبھی بیماری میں شدّت پیدا ہو جاتی ہے تو بیچارہ کار پر ڈاکٹروں کے دروازے کھٹکھٹاتا پھرتا ہے مگر یہ نازک مزاج اور تندخو ڈاکٹر جو دن کو کسی مریض کی طرف پیار سے نہیں دیکھتے رات کو کسی کے کام کیسے آسکتے ہیں۔

ہاں البتہ ــــ ڈاکٹر سیّد محمد ارشاد صاحب کا کمپوڈر امداد حسین جب بھی بلواؤ حاضر ہو جاتا ہے اور سچ پوچھو تو یہ انسان دوست آدمی کئی سالوں سے محلہ طارق آباد کیلئے دن رات ۔ سول سرجن کے فرائض نہایت ہی خوش اسلوبی اور خندہ پیشانی سے سرانجام دے رہا ہے ــــ صاحبزادہ محمد اویس اور چھوٹی بچیاں ہیں جو ابھی زندگی اور موت

کے نشیب و فراز سے نا آشنا ہونے کے باوجود میری خدمت گذاری میں رہتی ہیں۔ ان نادان اور انجان بچوں کے سوا میرا ہے بھی کون؟ ——

اللہ پاک —— رسولِ پاک —— اور مرشدِ پاک ——

اور باقی حضرات کی یہ روش ہے —— کہ

جیہڑے کہندے سن مراں گے نال تیرے
آیا وقت تے چھڈ کے یار ٹر گئے
بدلہ میری وفا دا دین بدلے
میری قبر تے سُٹ کے ہار ٹر گئے

اور —— جیہڑے کہندے سن مراں گے نال تیرے
آیا وقت تے او کمزور نکلے
پی کے دُدھ بکھیاں تان سوں گئے
خون دین والے مجنوں ہور نکلے

آخر میں میری ہر ایک کیلئے بقولِ اقبالؒ مرحوم یہ دعا —— کہ

خدا پھولا پھلے رکھے چمن میری امیدوں کا
جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے ہیں نے پالے ہیں

قارئین —— آج میری بیماری کے دوران میری تیمارداری۔ حوصلہ افزائی اور خبرگیری نہ کرنے والے اور ہنسنے والے —— کل

جدوں اکھاں میٹیاں ہیں اے دیوانے میںنوں رون گے ؛ شمع بجھ گئی تے پروانے میںنوں رون گے
تے گھر دیوں جدوں وی جنازہ میرا اٹھے گا ؛ بیگانے تے اپنے بیگانے میںنوں رون گے

والسلام —— صاحبزادہ سید افتخار الحسن
طارق آباد —— فیصل آباد

# تعارف

## مبلّغ اسلام حضرت مولینا پیر سیّد زاہد علی شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

زندگی ایک سفر ہے۔ لاکھوں انسان اس سفر کو طے کر لینے کے بعد حیاتِ مستعار کی سرحد کو عبور کر کے ابدی نیند سو چکے ہیں۔ اس دُنیائے ناپائیدار میں نہ کوئی ہمیشہ رہا ہے اور نہ ہی رہے گا۔ مالک الملک اللہ ربّ العلمین جلّ الجلالہٗ کے فیصلہ کے مطابق سبھی کو جامِ فنا نوش کرنا ہے۔ ہر ایک کو اس دنیائے رنگ و بُو کو چھوڑ کر سپردِ خاک ہونا ہے۔ مگر کچھ لوگ اس جامِ فنا کو اس عظمت سے نوش کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد زندہ ہوتے ہیں۔ جو اس دارِ فانی سے رُخصت ہو جانے کے بعد اپنی حسین یادوں کی وجہ سے زندہ و جاوید رہتے ہیں، وہ فنا ہو کر بھی بقا کی رفیع منزلوں پر فائز رہتے ہیں۔ انہیں پُر وقار، صاحبِ عظمت لوگوں کے لیئے تو کہا گیا ہے ——— "کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے"!

حضرت پیر سیّد زاہد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی انہی مقدّس نفوسِ قدسیّہ میں ہے۔ آپ گو ظاہری طور پر ہم سے رُخصت ہو چکے ہیں، اپنے کارہائے نمایاں کی وجہ آج بھی زندہ ہیں ——— جیسے ان کا ذکر، اُن کی حیاتِ ظاہری میں ہوتا تھا۔ اس سے کئی درجہ بڑھ کر آج بھی ہو رہا ہے۔ ان کے عقیدت مندوں میں ان کا نام ہمیشہ عقیدت و محبّت سے لیا جاتا رہے گا ———

**بغدادی مسجد** :- فیصل آباد کی خوبصورت کالونی گلبرگ اے میں ان کی سعیٔ جمیل سے تعمیر ہونے والی حسین و جمیل منقش بغدادی مسجد کے در و دیوار انہیں آج بھی خراجِ تحسین پیش کر رہے ہیں۔ بغدادی جامع مسجد کا منبر شریف جس پر آپ جلوہ افروز ہو کر ہزاروں سامعین کے قلوب کو اپنی سحر بیانی سے عشقِ رسُول کو گرمایا کرتے تھے۔ اپنے عظیم خطیب کی یاد تازہ کر رہا ہے۔

**دارالعلوم نوریہ رضویہ رجسٹرڈ :۔** فیصل آباد کی عظیم دینی درسگاہ جوان کی شب و روز کی محنت شاقہ سے معرض وجود میں آئی۔ اپنے بانی کی یاد دلا رہی ہے، جس کی تعمیر و ترقی کے لئے انہوں نے اپنی زندگی کو ایسا وقف فرمایا کہ ان کی آخری آرامگاہ بھی اسی درسگاہ کے ایک برآمدہ میں بنی ہوئی ہے۔ ملکی سطح پر شہرت یافتہ یہ عظیم درسگاہ شاہ صاحب کی زندگی کی عظیم یادگار ہے جس پر جتنا فخر کیا جائے وہ کم ہوگا۔

شاہ صاحب کی حیات مبارکہ میں آپ کے قائم کردہ اس ادارہ میں شعبۂ حفظ قرآن۔ شعبۂ تجوید و قرأۃ، شعبۂ درس نظامی کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہوا۔ سینکڑوں کی تعداد میں علماء، حفاظ کرام اور قراء حضرات نے کامیاب ہونے کے بعد دستار فضیلت اور سند فراغت حاصل کی۔ اور پھر علم دین کی اشاعت کے لئے ملک بھر میں پھیل گئے

بحمد للہ یہ دینی ادارہ حضرت پیر سید زاھد علیشاہ رحمۃ اللہ صاحب کی روحانی توجہات سے پوری آب و تاب سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ آپ سے تربیت یافتہ مدرسین کی جماعت، مولانا قاری محمد صدیق قادری ناظم اعلیٰ دارالعلوم نوریہ رضویہ کی قیادت میں دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہے۔ ملک کے گوشہ گوشہ سے آئے ہوئے سینکڑوں طلبہ علوم اسلامیہ کے ساتھ ساتھ مڈل، میٹرک میں زیر تعلیم ہیں۔ دارالعلوم اپنی معیاری تعلیم، اعلیٰ نظم و نسق، صاف ستھرے ماحول اور عملی تربیت کی وجہ سے پورے ملک میں شہرت حاصل کر چکا ہے۔

**مکتبہ نوریہ رضویہ :۔** پیر سید زاھد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ایک اشاعتی ادارہ مکتبہ نوریہ رضویہ کے نام سے قائم کیا جس کے تحت اردو۔ فارسی۔ عربی کی نایاب کتب کی اشاعت کر کے ملک کے گوشے گوشے تک پہنچایا۔ بحمد اللہ کتب خانہ مذکور بھی آج ملک کے عظیم کتب خانوں میں شمار ہوتا ہے۔

**پرائمری سکول:**۔۔۔ دار العلوم نوریہ رضویہ سے ملحق برآمدوں میں نوریہ رضویہ پرائمری سکول کا بھی اجرا کیا گیا، تاکہ گرد و نواح میں رہنے والے بچے دینی ماحول میں تعلیم حاصل کر سکیں اور ملک و ملت کا بہترین سرمایہ ثابت ہو سکیں۔ شاہ صاحب قبلہ نے چار مرتبہ زیارت حرمین شریفین کا شرف حاصل کیا۔ دین حق کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ملک کے طول و عرض میں تبلیغی دورے فرمائے۔ تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفےٰ میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

**تحصیل علم:**۔۔۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم پیلی بھیت (انڈیا) کی مرکزی جامع مسجد میں اپنے جدّ امجد مولینا حافظ سیّد شوکت علی شاہ۔ مولینا قاری عبد الحفیظ اور جناب قاری نوشہ علی سے حاصل کی پھر ۱۹۵۰ء میں والدین کے ہمراہ ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے۔ سکھر میں رہائش اختیار کی ۱۹۵۴ء میں علم دین کے حصول کی خاطر مرکزی دار العلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد میں داخل ہوئے۔ استاذ کامل شیخ المحدثین حضرت علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی توجہ سے عرصہ نو سال میں علوم ظاہری باطنی کی تکمیل کی۔ حضرت محدث اعظم پاکستان نے اپنے دست مبارک سے دستار فضیلت سجائی اور سند فراغت عطا فرمائی۔ بعد ازاں آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے ادیب عربی کا امتحان پاس کیا۔

**وصال:**۔۔۔ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۹۸ھ ہجری بمطابق ۳ فروری ۱۹۷۸ء بروز جمعۃ المبارک کراچی میں انتقال فرمایا۔ آپ عرس اعلیحضرت میں شرکت کے لئے گاڑی سے اُتر کر رکشہ میں دار العلوم امجدیہ کراچی کے لئے سوار ہوئے۔ اور راستہ ہی میں آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

---

آسمان علم و فضل کا آفتاب عالمتاب ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔
دار العلوم جامعہ امجدیہ کراچی میں آپ کو غسل دیا گیا۔ حضرت علامہ قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی صاحب کی اقتدار میں کثیر تعداد علماء کرام اور عوام نے نماز جنازہ ادا کی۔ بعد ازاں کراچی سے بذریعہ طیارہ آپ کی میت کو فیصل آباد لایا گیا۔ ائیرپورٹ سے آپ کا جنازہ استاذِ کامل محدث اعظم پاکستان ابو الفضل محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس پر لایا گیا پھر وہاں سے بغدادی جامع مسجد گلبرگ اے لایا گیا، جہاں پر صبح سے نمازِ عصر تک زائرینِ میت کا بہت بڑا ہجوم ہو چکا تھا۔ نماز عصر کے بعد قریبی پارک میں صدر اشرافیہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت علامہ قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد ازاں بغدادی مسجد سے متصل برآمدہ میں اس عاشقِ رسول کو دفن کیا گیا ——

آپ کا عرس ہر سال ۲۵/۲۴ صفر المظفر کو بغدادی جامع مسجد گلبرگ اے فیصل آباد میں منایا جاتا ہے۔

حضرت قبلہ سید زاھد علی شاہ صاحب مرحوم و مغفور نے چھ بچے اور دو بچیاں چھوڑیں۔ آپ کے سب سے بڑے فرزند صاحبزادہ سید ھدایت رسول شاہ صاحب، حفظِ قرآن اور میٹرک تک تعلیم مکمل کرنے کے بعد علوم اسلامیہ کی تکمیل کے لئے ادارہ جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن لاہور ایم۔ اے میں زیر تعلیم ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ بغدادی جامع مسجد گلبرگ اے فیصل آباد میں خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں ——

مندرجہ بالا حقائق کے علاوہ صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی کے نزدیک حضرت شاہ صاحب علیہ رحمہ ایک صاحبِ قلب و نظر، صاحب علم و عمل

اور صاحب قلب سلیم ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مردِ درویش اور مردِ کامل ہونے کے ساتھ ساتھ فقر و درویشی کے راستہ پر بھی گامزن تھے یہی وجہ ہے کہ میں نے اپنی تمام کتابوں کے حقوق ان کے صاحبزادگان کی دیانت و امانت کے پیشِ نظر دے دیئے ہیں۔

سیّد افتخار الحسن زیدی

# نسبت باعثِ جنّت

تصنیف لطیف، صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی۔

نِسبت اگر اچھّی ہو تو پستی کو بھی بلندی مِل جاتی ہے۔ خاک کی نسبت اگر نعلین اقدس سے ہو جائے تو وہ لعلِ بدخشاں سے بھی عظیم تر ہو جاتی ہے۔ نعلین کی نسبت اگر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو جائے تو اُسے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم بھی تاجِ سر بناتے ہیں۔

نسبت اولیاء، اگر سگِ اصحاب کہف کو جنّت میں لے جاسکتی ہے تو پھر بندۂ مومن جنّت میں کیوں نہیں جاسکتا۔

جس کی نسبت سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو وہ تو خود جنّتوں کا مالک ہوتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں اس موضوع کو ترتیب دیا گیا ہے قرآن واحادیث، تواریخ وتفسیر کی کتب سے معتبر حوالہ جات سے مزیّن مرقّع بہترین کتابت، روشن آفسٹ طباعت اعلیٰ کاغذ مضبوط جلد، مناسب سائز۔

ناشر

مکتبہ نوریہ رضویہ ، گلبرگ اے فیصل آباد

# نسبت باعثِ جنّت

تصنیف لطیف، صاحبزادہ سیّد افتخار الحسن زیدی۔

نسبت اگر اچھّی ہو تو پستی کو بھی بلندی مِل جاتی ہے۔ خاک کی نسبت اگر نعلین اقدس سے ہو جائے تو وہ لعل و بدخشاں سے بھی عظیم تر ہو جاتی ہے۔ نعلین کی نسبت اگر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو جائے تو اُسے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم بھی تاج سر بناتے ہیں۔

نسبت اولیاء اگر سگِ اصحاب کہف کو جنّت میں لے جا سکتی ہے تو پھر بندۂ مومن جنّت میں کیوں نہیں جا سکتا۔

جس کی نسبت سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو وہ تو خود جنّتوں کا مالک ہوتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں اِس موضوع کو ترتیب دیا گیا ہے قرآن و احادیث، تواریخ و تفسیر کی کتب سے معتبر حوالہ جات سے مزیّن مُرقّع بہترین کتابت، روشن آفسٹ طباعت اعلیٰ کاغذ مضبوط جلد، مناسب سائز۔


ناشر

مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے فیصل آباد